

لوحہ سرشتہ رباعی سلام

اپنے بچوں کے لیے Scan کیا
جب دیگر مومنین بھی پڑھ سکتے ہیں
طالب دعا

یہ نذر عباس

14.10.2008

فہرست ہلالِ محرم حصہ دوم

ماتم اول، نقشہ جنت البقیع (مدینہ منورہ) ۳۵ رباعیات تاراجی خیام سے واپسی

(ہلِ حرم مدینہ منورہ تک صفحہ ۱۱ تا ۱۳)

ماتم دوم، حیدرہ کراہی رملہ (۳۸ سوز تاراجی خیام سے واپسی ہلِ حرم مدینہ منورہ تک صفحہ ۱۵ تا ۲۸)

ماتم سوم، نقشہ درگاہ حضرت مسلمؑ (کوثر) ۲۹ سلام

نمبر شمار	مطلع کا پہلا مصرع	تعداد شعر	صفحہ	تخلص
۱	جز پنجتن کسی سے تولد نہ چاہیے	۱۵	۱۳	انیس
۲	واجب الرحم تھے زنداں کے سزاوارد تھے	۸	۲۳	"
۳	مصرف بکا جو غم سرور میں نہیں ہے	۱	۲۴	خجندی
۴	مجرانی تخط آب بھی تھا اور غذائے بھی	۱۳	۲۵	دبیر
۵	ہے سلام اس پر جو کہتی تھی مرے بر حسین	۱۲	۲۶	"
۶	نام پر شاہ کے پانی جو پلا دیتے ہیں	۱۱	۲۶	"
۷	جاتے ہیں اکبر سلائی قتل ہونے کے لئے	۱۳	۲۷	حسینی
۸	مجلس غم میں جو رونے کے لئے آتے ہیں	۱۶	۲۸	"
۹	کرتے تھے حملہ جو لے کر تیغ سرور ہاتھ میں	۱۳	۲۹	"
۱۰	اربعین کے سو گوارو الوداع	۱۱	۲۹	دبیر
۱۱	اسے سلائی خیام جلتے ہیں	۱۵	۳۰	عشق
۱۲	سلام اسی پر جو بولا ناتواں کا ہستہ آہستہ	۱۳	۳۱	اثر
۱۳	ہے سلام اس پر جو قیدی بھی ہے بیمار بھی ہے	۱۲	۳۲	ضیغ
۱۴	عجب وقت ہے اور عجب آنجن ہے	۱۷	۳۲	انیس
۱۵	سلائی کہتے تھے ظالم رُداؤ زینب کو	۱۳	۳۳	دبیر
۱۶	حب سموں پر زینب و کلثوم نے چادر نہ جو	۱۱	۳۴	انجم

ہلالِ محرم حصہ دوم

نمبر شمار	مطلع کا پہلا مصرع	تعداد شعر	شاعر
۱۷	مسلم اس پر سن بستہ جو بے تقصیر پھرتی تھی	۳۲	عباس
۱۸	سلاک مسلک تسلیم و رضا ہے عابد	۸	مراح
۱۹	نوری کوئی نہ کرتا تھا دوا ہے سمجھا	۱۱۰	نظیر
۲۰	بحرائی شاہ کا آئینہ جھلک رہا تھا	۱۶	سلطان
۲۱	گروہی خلک میری ہے	۲۱	انیس
۲۲	زور دہرہ ہے محیف و زار میں	۶	۳۸
۲۳	گروہی گئے گئے دن کہ گھر میں آب نہ تھا	۱۳	۳۹
۲۴	انزل سے ہوں سلاخی مدح خواں شبیر و شیر کا	۱۳	احسن
۲۵	صبر کرتے تھے سلاخی شہ والا کیا کیا	۱۲	۴۰
۲۶	ضبط گریہ ماتم سرور میں ہو سکتا نہیں	۶	انیس
۲۷	طوق آہن عابد دلگیر کا دمساز ہے	۵	۴۱
۲۸	کس طرح دل جان زہرا سے نبھالا جلے گا	۵	رشید
۲۹	انہالا چاہیے کہ خیال قضا ہے	۸	انیس
<p>ماتم چہارم نقشہ بارگاہ طفلان حضرت مسلم (کوفہ) مراثنی تاراجی خیام سے</p> <p>واپسی اہل حرم بدمینہ منورہ تک اور شہادت حضرت زینب فہرست مراثنی</p> <p>تاراجی خیام و مصائب اہل بیت علیہم السلام</p>			
نمبر شمار	مطلع کا پہلا مصرع	تعداد شعر	شاعر
۱	جب کہ بلا میں محنت اظہار لگ گئی ہے	۱۷	۴۳
۲	جب قتل گاہ میں پھر سرور اقلیم ہوا	۱۸	۴۷
۳	جب گل چراغ مرقہ جیر النساء ہوا	۱۸	۴۹ دبیر

jabir.abbas@yahoo.com

تاریخ	صفحہ	تعداد	مطلع کا پہلا مصرع	صفحہ	تعداد
۴	۵۳	۲۲	آج مقتل میں عجب بے مروتیوں ہیں	۴	۴
۵	۵۸	۲۱	جب حرم مقتل سرور کے مقابل آئے	۵	۵
۶	۶۲	۱۹	جب حضرت شبیر کا سر کٹ گیا رن میں	۶	۶
۷	۶۶	۱۹	اعدا جوں میں شیخ امامت بکھا چکے	۷	۷
۸	۷۰	۱۵	جس دم قلم ہوا یہ سلطانِ کربلا	۸	۸
۹	۷۳	۱۲	رکنِ دین نبوی جب کہ گریا رن میں	۹	۹
۱۰	۷۵	۱۲	غارِ خیمہ سرور کو جب آئے اعدا	۱۰	۱۰
۱۱	۷۸	۲۵	جب خیمہ فرزندِ پیمبر ہوا تاراج	۱۱	۱۱
۱۲	۸۳	۲۲	جب اہل بیت آئے لاشوں پہ اقربا کے	۱۲	۱۲
۱۳	۸۷	۲۰	لگتے ہیں راویانِ جگر سوز یہ کلام	۱۳	۱۳
۱۴	۹۱	۱۲	جب ختم ہوئی آلِ محمد سے لڑائی	۱۴	۱۴
۱۵	۹۴	۱۳	جب رن میں قتل ہو گیا مظلومِ کربلا	۱۵	۱۵
۱۶	۹۷	۱۸	پامال جب کہ ہو گیا لاشہ حسین کا	۱۶	۱۶

خبر شہادتِ مدینہ میں آنا

۱	۱۰۰	۲۰	حضرت کو ہوا ماہِ محرم جو سفر میں	۱	۱۷
۲	۱۰۳	۲۳	حاکم کو یہ مدینہ کے جس دم خبر گئی	۲	۱۸
۳	۱۰۹	۱۰	کسی کا دل غمِ فرقت سے بے قرار نہ ہو	۳	۱۹

روانگی و ورودِ کوفہ

۱	۱۱۱	۱۴	جب لٹ کے کربلا سے اسیر ستم چلے	۱	۲۰
۲	۱۱۳	۱۸	جس دم شہیدِ سرورِ قلعہ شکن ہوئے	۲	۲۱
۳	۱۱۷	۱۳	ہفتاد و دو تن کے لئے جب رو چکے عابد	۳	۲۲

۳: ہلالِ محرم میں عافیت آنا

شمار	صفحہ	بند	مطلع کا پہلا مصرع	تخلص
۲۳	۴	۱۶	آئے قریب کوفہ جو جہان کر بلا	۱۲۰
			حال راول شام	
۲۴	۱	۱۹	نماز عصر کو جب شاہ نے تمام کیا	۱۲۳
۲۵	۲	۱۶	پہونچا دیار شام میں جب سر امام کا	۱۲۷
۲۶	۳	۱۶	جب آئی شام کی بستی میں شنگے سر زینب	۱۳۰
۲۷	۴	۲۱	جب بعد عصر کٹ گیا تو سر امام	۱۳۳
			ملقات شیریں	
۲۸	۱	۱۷	جب حرم قلعہ شیریں کے برابر آئے	۱۳۸
۲۹	۲	۲۲	جب کہ شیریں نے سنا مرید والا آئے	۱۴۱
۳۰	۳	۱۴	جب تیغ تکیں حسین کی گردن پہ چل چکی	۱۴۵
			حال بازار شام	
۳۱	۱	۱۶	محشر کی صبح آج نمایاں ہے شام میں	۱۴۸
۳۲	۲	۱۵	شام میں جب حرم شاہ شہیداں آئے	۱۵۱
			حال دربار شام	
۳۳	۱	۲۰	آمد ہے اہل بیت پیغمبر کی شام میں	۱۵۴
۳۴	۲	۱۷	جب محفل یزید میں داخل حرم ہوئے	۱۵۸
۳۵	۳	۱۸	آتا ہے سر امام کا بزم یزید میں	۱۶۲
۳۶	۴	۲۵	آمد آمد حرم شاہ کی دربار میں ہے	۱۶۵
۳۷	۵	۲۱	جب اہل حرم شام کے بازار میں آئے	۱۷۰

نمبر شمار	تاریخ	مطالعہ کا پہلا مصرع	بند	صفحہ	توضیح
۳۸	۶	عزیز و حادثہ نو فلک دکھاتا ہے	۱۲	۱۷۵	
۳۹	۷	جب کہ دربار میں ناموس پیہر آئے	۱۸	۱۷۷	
۴۰	۸	آج کیا حشر ہے زمانہ میں	۱۳	۱۸۱	ضیا
۴۱	۹	غل ہے دربار میں ناموس پیہر آئے	۱۶	۱۸۳	
۴۲	۱۰	جب محفل حاکم میں نبی کے حرم آئے	۲۳	۱۸۷	لائق
۴۳	۱۱	دربار میں یزید کے آتے ہیں اہل بیت	۲۳	۱۹۲	صافی
حال زنداں شام					
۴۴	۱	یزید نخس نے جب فرق شاہ دیں پایا	۲۳	۱۹۶	
۴۵	۲	زنداں میں مقید ہوئے جس دم حرم شاہ	۱۲	۲۰۱	
۴۶	۳	قید خانہ میں سکیہ کو جو لائی تقدیر	۱۳	۲۰۳	
۴۷	۴	جس دم اسیر عترت مشکل کشا ہوئی	۱۵	۲۰۶	
حال زنداں شام و ملاقات ہند					
۴۸	۱	چرخ زہر جدی کی دورنگی کہوں میں کیا	۲۵	۲۰۹	
۴۹	۲	جب سنی ہند کے آنے کی خبر زینب نے	۲۹	۲۱۳	
۵۰	۳	زنداں لے طرف ہند کے آنے کی خبر ہے	۱۸	۲۲۰	
۵۱	۴	قید خانہ میں تلاطم ہے کہ ہند آتی ہے	۱۸	۲۲۳	
۵۲	۵	ناموس نبی آئے جو زنداں بلا میں	۱۹	۲۲۷	
۵۳	۶	آمد ہند کا غل عترت شبیر میں ہے	۱۹	۲۳۱	
۵۴	۷	زنداں کی طرف ہند جو پھلے پہر آئی	۱۶	۲۳۵	
۵۵	۸	غل ہے زنداں میں پیہر لے حرم آتے ہیں	۳۰	۲۳۸	لائق
۵۶	۹	سر کھلے قید میں جب دختر زہرا آئی	۱۵	۲۴۲	

نمبر شمار	تاریخ	مطلع کا پہلا مصرع	بند	صفحہ	تخلص
۵۷	۱۰	جب کہ دوبار سے زنداں میں سدھارے قیدی	۱۳	۲۴۷	
		حال زنداں شام و وفات حضرت سکینہؑ			
۵۸	۱	بنی یسویہ کا ملک شام میں جس دم گذر ہوا	۲۵	۲۴۹	
۵۹	۲	زنداں میں اہل بیت پیمر اسیر ہیں	۲۲	۲۹۲	
۶۰	۳	انسان کے لئے قید ہلاکت کا سبب ہے	۱۸	۲۵۹	
۶۱	۴	جب گل ہوا چراغ حرم قید شام میں	۱۹	۲۶۲	
۶۲	۵	جب داغ بیکسی نہ سکینہؑ اٹھا سکی	۱۹	۲۶۶	
۶۳	۶	اے مومنو کیا سنت یتیمی کی بلا ہے	۲۱	۲۷۰	
۶۴	۷	آفت میں گرفتار ہیں ناموس پیمر	۱۵	۲۷۳	
۶۵	۸	جب خانہ زنداں میں سکینہؑ نے قضا کی	۱۷	۲۷۷	
۶۶	۹	زنداں میں جب کہ دختر شبیرؑ مر گئی	۱۶	۲۸۱	انیس
۶۷	۱۰	جب خواب میں حسینؑ کو دیکھا یزید نے	۲۰	۲۸۴	
۶۸	۱۱	جنت کے جو در پر گئی معصوم سکینہؑ	۱۵	۲۸۸	
		رہائی اہل بیت از زنداں شام			
۶۹	۱	دوبار میں آمد ہے اسیران بلا کی	۱۹	۲۹۱	
۷۰	۲	سجادؑ کو بلوایا دوبارہ جو شقی نے	۲۱	۲۹۵	
۷۱	۳	جب یزید اپنے گناہوں سے پشیمان ہوا	۱۶	۲۹۸	
۷۲	۴	آل نبیؑ رس سے ہوئی جس گھڑی رہا	۲۱	۳۰۱	
		واپسی اہل حرم بکر بلا و دفن شہداءؑ			
۷۳	۱	بلا اٹھا کے حرم کر بلا میں آتے ہیں	۱۵	۳۰۵	

نمبر	صفحہ	بند	مطلع کا پہلا مصرع	تخلص
۷۴	۲	۱۶	جب اربعین کو آئے حرم قتل گاہ میں	۳۰۸
۷۵	۳	۱۷	جب کربلا کو شام سے اہل حرم پھرے	۳۱۱ دبیر
			چہلم شہدا	
۷۶	۱	۱۵	چہلم جو کربلا میں بہتر کا ہو گیا	۳۱۵ دبیر
۷۷	۲	۱۵	آج چہلم تمام ہوتا ہے	۳۱۸
			واپسی اہل حرم بمدینہ منورہ	
۷۸	۱	۱۸	جب بعد دفن شاہ وطن کو حرم چلے	۳۲۱
۷۹	۲	۱۶	مسافران مصیبت وطن میں آئے ہیں	۳۲۵ دبیر
۸۰	۳	۲۰	شیر کی فرقت میں بکا کرتی تھی صفرا	۳۲۸
۸۱	۴	۲۰	وطن میں قافلہ گر بلا کی آمد ہے	۳۳۲
۸۲	۵	۲۰	جب زائران شاہ غریب الوطن پھرے	۳۳۶
۸۳	۶	۱۳	آمد ہے وطن میں حرم شیر خدا کی	۳۴۰
۸۴	۷	۱۳	جب داخل وطن حرم مصطفیٰ ہوئے	۳۴۳
۸۵	۸	۱۹	غم پدر میں جو صفرا نخیف و زار ہوئی	۳۴۵ ایس
۸۶	۹	۲۰	ہمیشہ گلشن عالم کا ایک حال نہیں	۳۴۹
۸۷	۱۰	۱۷	قید ستم سے جب حرم مصطفیٰ چھٹے	۳۵۳ قیصر
۸۸	۱۱	۱۷	وطن میں داخلہ عترت حسینؑ ہے آج	۳۵۶
۸۹	۱۲	۲۵	جب گورِ غریباں سے وطن میں حرم آئے	۳۶۰
۹۰	۱۳	۲۵	جد کے روضہ پہ اسیران ستم آتے ہیں	۳۶۳
۹۱	۱۴	۱۷	تنہا شبِ فرقت میں بکا کرتی صفرا	۳۶۸

نمبر شمار و حال	مطلع کا پہلا مصرع	بند	صفحہ	تخلیف
	شہادت حضرت زینبؑ			
۹۲	۱۵	۲۲۲	۳۷۲	دیر
<p>ما تم پہنچم نقشہ درگاہ ہانی بن عروہ فہرست نوحہ جات تارا جی خیام سے واپسی اہل حرم بحدیہ منورہ تک و شہادت حضرت زینبؑ</p>				
۱	۱۲	۳۷۷		
۲	۸	۳۷۸		
۳	۱۲	۳۷۸	رضی	
۴	۱۰	۳۷۹	حلی	
۵	۷	۳۸۰		
۶	۱۰	۳۸۰	ربیع	
۷	۶	۳۸۱	نجلی	
۸	۹	۳۸۱	باقر	
۹	۱۰	۳۸۲	ربیع	
۱۰	۸	۳۸۲	ہادی	
۱۱	۱۲	۳۸۳		
۱۲	۸	۳۸۳		
۱۳	۸	۳۸۴	حلی	
۱۴	۹	۳۸۴	باقر	
۱۵	۱۵	۳۸۵	مسور	
۱۶	۱۰	۳۸۶	رضی	
۱۷	۷	۳۸۶		
۱۸	۶	۳۸۷	ساغر	

ردیف	در علم	مطلع کا پہلا مصرع	بند	صفحہ	مخلص
۱۹	زندان شام	فوج سکینہ کا تھا قیسہ زنداں میں ہم	۶	۳۸۸	داور
۲۰	•	بادشہ کر بلا شام کے زنداں میں ہے	۹	۳۸۸	
۲۱	•	زنداں میں کہا آہ سکینہ نے کہاں ہو چھیا علی اصغرؑ	۷	۳۸۹	
۲۲	زندان شاہ کو قاضی	دم توڑتی ہے خاک پہ نادان یا حسینؑ	۹	۳۸۹	سعید
۲۳	حضرت سیدہ واہبی اہل محرم	عابد نے کہا پوچھو نہ حال کر بلا	۹	۳۹۰	ارشاد
۲۴	مکہ مکرمہ	کہتے تھے زمین العبالے کے علم آیا ہوں	۱۱	۳۹۰	شہید
۲۵	•	یہ اس کے مدینہ میں بشر آہ بکارایا احمد مختار	۱۱	۳۹۱	کاظم
۲۶	•	بولیں زینب یہ شرب میں جا کر دیکھو نانا میں کئی ہوں لے کر	۶	۳۹۱	
۲۷	•	بولی زینب بقیعہ میں رو کر دینے کئی ہوں پر سائیں مضطر	۸	۳۹۲	مصطفیٰ

دیباچہ طبع اول

ہلال محرم جب تک شیر راتم بن کر آسمان کے دل کو شفق سے خون کرتا رہے گا۔ شہیدانِ کربلا کے خون ناحق کا رنگ اپنا اثر دکھاتا رہے گا، اور جس وقت تک ہندوستان میں اردو زبان باقی ہے۔ یہ مرثیے اپنی خدا داد تاثیر سے دلوں کو ٹکڑے کرتے رہیں گے۔ یہ مجموعہ ہلال محرم کا حصہ دوم ہے جس میں شہودِ اساتذہ مکہ اور خصوص مرزا دیر اور میر انس اعلیٰ اللہ مقاہمہا کے منتخب اور لاجواب مرثیے ہیں جو بطرزِ سوز خوانی پڑھے جاتے ہیں۔ اس میں واقعات بعد شہادت اور حالاتِ راہ کو فہرہ و شام و دربارِ قید خانہ و وفاتِ جناب سکینہ علیہا السلام اور رہائی اہل بیت و درودِ بے مقفل شہداءِ بیانِ جہلم و ایسی مدینہ طیارہ وغیرہ کے اعلیٰ سے اعلیٰ مرثیے بر ترتیب درج اور طبع ہیں حتی الامکان کوشش کی گئی ہے امید کہ عزادارانِ حضرت سید الشہداء علیہم السلام اس کو پسند فرمائیں گے، اور اس کے ذریعہ بے حساب ثواب حاصل کریں گے۔

التماس دعا : مخا کسار، میرزا کاظم علی

دیباچہ طبع دوم

مومنین پر واضح رہے کہ طبع اول و دوم میں رباعیات و سوز و غم نہ تھے جو کہ سوز و غم اور عوار وں کیلئے بحد ضروری ہے۔ اس ایڈیشن میں رباعیات و سوز و غم کی زیادتی کر کے ۷۵ مرثیے درج کئے گئے ہیں۔ طبع اول میں صرف ۳۷ مرثیے اور ۱۰ اسلام تھے اس ایڈیشن میں ۳۸ مرثیوں کی زیادتی کر کے ۷۵ مرثیے کئے گئے ہیں اس کے علاوہ ۷ انوجہات کا بھی اضافہ کیا گیا ہے اور ۵ نقبہ مقامات

مقدس بھی دیئے گئے ہیں۔ طبع اول کا حجم ۸۸ صفحات تھے اس ایڈیشن کا حجم ۳۹۲ صفحے ہیں، ۲۴ صفحات کا اضافہ ہوا ہے چونکہ طبع اول کے مرثیے بہت کم تھے اس لئے ایڈیشن ہذا میں مرثیوں کی زیادتی کی گئی ہے، تاکہ مومنین کو پھر مرثیوں کی تلاش باقی نہ رہے چونکہ مومنین نے اس حصہ کی کافی قدر فرمائی ہے اس لئے اس مجموعہ کا حصہ پنجم و ششم شائع کیا گیا تھا، جن میں مراثی مصائب بعد شہادت واسیری اہل حرم وغیرہ و والیسی مدینہ منورہ تک اور شہادت امام زین العابدین علیہ السلام سے شہادت حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اور انہدام جنت البقیع تک کے درج ہیں نیز شہادت حضرت سکینہ و حضرت زینب کے بھی مرثیے ہیں۔

دیباچہ طبع چہارم

اس ایڈیشن میں تین مرثیے اور چار نوحوں کا اضافہ کیا گیا اور بعض مرثیوں میں بند بڑھادیئے گئے اور حجم ۱۲۲ صفحے کے گئے تاکہ مومنین زیادہ مستفید ہو سکیں۔ چھٹے ایڈیشن میں چند اہم سوز و سلام اور مرثیوں کا اضافہ کیا گیا ہے اس طرح ہلال محرم کے چھ حصوں کا حجم اور قیمت مساوی یعنی فی جلد ۳۰ روپے۔ اور مکمل حصوں کی قیمت ۱۸۰ روپے ہوگی۔ خادم مومنین

شیخ ابوالقاسم حسام نخل محمد الاسلام آقا حاجی شیخ محمد علی خراسانی مجتہد طب ثراء جبل الحنہ
فلا مرثیے کے جس مصرع پر اس طرح :؎ کا نشان بنا ہوا ہو۔ اس کو بازو دار
ہدایات جواب دیں، علاوہ اس کے جواب دینے کے مقام کا تعین ذکر کے اعتبار پر موقوف

ہے۔ ف ۲۔ اکثر اوقات موقع کا لحاظ کرتے ہوئے ذکر کو مختصر پڑھنا ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں مراثی کے ان بندوں کو جن پر مھو کا نشان بنا ہوا ہے بلا نقص ترتیب چھوڑ دیا جاسکتا ہے۔ واضح رہے کہ ایسے تمام بند جن پر مسلسل یہ نشان بنا ہوا ہو چھوڑ دیئے جائیں۔ اور اگر دو طرف یہ نشان ہو تو وہ بند چھوڑ دینا بہتر ہے چونکہ ہر بند منقطعہ کا ہے اور اگر اس نشان کے بعد پھر کسی بند پر یہ نشان نہ ہو تو اس بند کو پڑھ سکتے ہیں۔

ف ۳۔ اوپر کا بند سر مرثیہ کا ہے اور نیچے اس شہید کا ہے جس کے حال کا مرثیہ ہے۔

ہلال محرم حصہ اول تا حصہ ششم فی حصہ روپے



رُبا عیات

۱	اور جاتے تھے پیش پیش عابدِ ناکام جس کا کہ امام ہو دو عالم کا امام	بارہ تھے اسیر ایک رسی میں تمام ہم رتبہ تسبیح نہ ہوں کیوں وہ رسن
۲	بے گور تھے میدان میں امام والا شبیرؒ کا تھا کوئی نہ رونے والا	زنداں میں بلند تھا حرم کا نالا لکھا ہے کہ زہرا کے سوا لاشے پر
۳	اور فاطمہؑ کی بیٹیوں کو قید کیا رونے کی ہے جا کہ اس کو رونے نہ دیا	بے رحموں نے شبیرؒ کا گھر لوٹ لیا شبیرؒ کے لاشے پہ جو زینبؑ آئی
۴	حلقے میں لے ہوئے سپاہِ غم تھی گردن میں تھا طوق اور گردن خم تھی	کوفے کو چلے تو چشمِ عابدؑ نم تھی زنجیر قدم میں اور قدم میں چھالے
۵	تھی رُوحِ نبیؐ جلو میں با شیون و شین زہراؑ پس پشت راس دچپ تھے حسینؑ	الندریٰ اسیری شہ بدر و حنین گردن میں رسن اہل تماشا سر راہ

تاریخِ حبس و اسیری اہلِ حرم

۶	زینبؓ بوئے میں ننگے سر پھرتی تھی ہر چشم کی پستی صفتِ قبلہ نما	۶	پر سر سے نہ شاہ کے نظر پھرتی تھی سر پھرتا تھا جس سمت ادھر پھرتی تھی
۷	افسوس کہ ہم راحت و آرام میں ہیں ہم چین سے سوتے ہیں گھروں میں اپنے	۷	اور آلِ نبیؐ قیدِ ان آیام میں ہیں اور حضرت عابد سفر شام میں ہیں
۸	مشہور جہاں ہے داستانِ شیریں شبیرؓ کی ہے وعدہ وفا کی کابیاں	۸	شیریں نے فدا کی شہ پر جان شیریں گو یا مرے منہ میں ہے زبان شیریں
۹	شیریں نے کہا میں کے قضا اکبرؓ کی سریٹ کے بانٹنے کہا بیاہ کہاں	۹	شاہی ہوئی تھی شبیرؓ کی ٹہری تھی نہ بات بھی مرے دلبر کی
۱۰	شاہد ہے وفا پہ داستانِ شیریں شبیرؓ کے ہے وعدہ صادق کابیاں	۱۰	شیریں نے فدا کی شہ پر جان شیریں گو یا مرے منہ میں ہے زبان شیریں
۱۱	زنداں میں فاتح سے حرم رہتے تھے نے چھٹکی اُس نے چھڑانے والا	۱۱	دم رکتا تھا اور اشک سدا بہتے تھے گھبرا گھبرا کے یا علیؑ کہتے تھے
۱۲	رسی میں گلا علیؑ کی جانی کا ہے گھبرا کے یہ کہتی ہے کہ کب چھوٹوں گی	۱۲	اب تک نہیں طور کچھ رہائی کا ہے چہلم نزدیک میرے بھائی کا ہے
۱۳	زنداں میں کہیں عزاکا دستور نہیں شبیرؓ کی لاش دور چہلم نزدیک	۱۳	دستور بھی ہو تو ان کو مقدور نہیں زینبؓ سا کوئی عاجز و مجبور نہیں
۱۴	زنداں میں میں صاحبِ تطہیر ابھی حیرت ہے جو شیعوں میں نہ موروں کا غل	۱۴	میدان میں بے کفن ہیں شبیرؓ ابھی سجود کے پاؤں میں ہے زنجیر ابھی
۱۵	جب سے کہ فلک پہ صبح صادق نکلی نکلا سپہ شام میں حرؓ مومن پاک	۱۵	کب ہندی آفاق میں صادق نکلی یہ شام میں پنجتن کی عاشق نکلی

عابد سفر شام

طاقت شیریں

حالیہ زمانہ شام

طاقت ہند

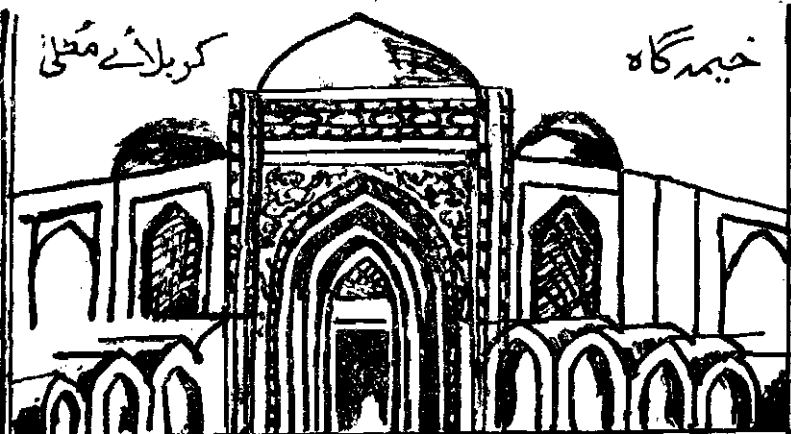
۱۶	یہ شام میں مثل صبح صادق نکلی بہر حرم محسب صادق نکلی	زہرا کی ولایت میں ہند صادق نکلی لکھا ہے کہ سرننگے محل سے اپنے
۱۷	بھیا علی اصغر کا بھی لاش دیکھا اس تین برس کے سن میں کیا کیا دیکھا	کہتی تھی سکینہ قتل بابا دیکھا زندوں میں پھنسی اور طاپچے کھائے
۱۸	کی قبر کی تنہائی پہ آہ و فریاد مرقد سے پلٹ کے خوب روئے سجاد	جب فن سے آسودہ ہوئے زین عباد جب فاتحہ شبیر کی تربت پہ چڑھا
۱۹	پیوند انھیں حرفوں کے ماتم میں ہیں ماتم کے چہل روز دو عالم میں ہیں	دویم جو اک لفظ محرم میں ہے ہریم کے چالیس عدو ہیں یہ کھلا
۲۰	رو لو کہ صلہ اشک کا ہے غلبہ بریں رونے کو کوئی شاہ کے لاشے پہ نہیں	یار و ہمان ہے اربعین شہر دین زندوں میں یہ کہہ کہہ کے حرم روتے ہیں
۲۱	رونے کیلئے رُوح بتول آتی ہے گھبرا کے وہ مقتل میں چلی جاتی ہے	چہلم کی جو مجلس وہ کہیں پاتی ہے آتا ہے جو دھیان پس رہے بیگور
۲۲	الآن حسین تشنہ لب دفن ہوئے کب قتل ہوئے حسین کب دفن ہوئے	جو مر گئے دنیا میں وہ سب دفن ہوئے عاشور سے چہلم کا تفاوت دیکھو
۲۳	اکثر انھیں مجلسوں میں روتی ہے بتول پرسہ سے لو دواع ہوتی ہے بتول	کب قبریں آرام سے سوتی ہے بتول آخر ہوا چہلم حسین ابن علی
۲۴	روداد نئی ہر اک جہینے میں ہے سجاد کا داخلہ مدینے میں ہے	چہلم کا ہنوز داغ سینے میں ہے یہ روزہ ہیں کہ بے حسین ابن علی
۲۵	لور رُوح حسن زار و ملول آتی ہے سرننگے بہشت سے بتول آتی ہے	اے اہل عز رُوح رسول آتی ہے چہرے پہ نقاب اشک ڈالو ڈالو

والسبحی اہل کرام و دینی سید الشہداء

۲۶	پس سائے عمر ایک دن بھرنا ہے غافل تجھے دنیا سے سفر کرنا ہے	۲۶	گر لاکھ برس جئے تو پھر مرنا ہے ہاں تو شہِ آخرت مہیا کر لے
۲۷	جو اوج پہ تھے زیرِ زمین آج ہیں وہ اک سورۃ الحمد کے محتاج ہیں وہ	۲۷	وہ تخت کدھر ہیں اور کہاں تاج ہیں وہ قرآن لکھ لکھ کے وقف جو کرتے تھے
۲۸	دولت نہ گئی ساتھ نہ اطفال گئے ہمراہ اگر گئے تو اعمال گئے	۲۸	کیا کیا دنیا سے صاحب مال گئے پہنچا کے لحد تک پھر اُٹے سب لوگ
۲۹	کیا قبر میں آرام - سے سونا ہوگا چشم بد دور یہ کیا خوب بچھونا ہوگا	۲۹	مقبول خدا شیعوں کا رونا ہوگا حوران بہشت آنکھیں بچھا دیویں گی
۳۰	اک جان ہے کیا جہاں قربان کروں ہر ذرے پہ آسمان قربان کروں	۳۰	شبیر کے در پہ جان قربان کروں مژنا ہوں زمین کر بلا پر میں دبیر
۳۱	جنتِ آخر ہے جام کوثر پہلے آتے ہیں نکیرین سے حیدر پہلے	۳۱	ہے شیعوں کی بخشش دمِ محشر پہلے مرد کے سوال سے بھی خاطر ہے جمع
۳۲	سننے بھی نہیں ہم کہ وہ کیا کہتا ہے بندہ بندہ خدا خدا کہتا ہے	۳۲	حیدر کو خدا سے جو جدا کہتا ہے معنیٰ غنی پوچھ لو جس سے چاہو
۳۳	آرام لحد کے نہ طلب گار ہوئے جب سونے کا وقت آیا تو بیدار ہوئے	۳۳	صد حیف کہ پہلے سے نہ ہشیار ہوئے ہنگامِ اجل آنکھ کھلی غفلت سے
۳۴	کس فکر میں شام کو سو کر رہا ہے بیدار ہو قافلہ سفر کرتا ہے	۳۴	کس خواب میں زندگی بسر کرتا ہے طالع ہوئی صبح گیا کوں رحیل
۳۵	تنہا تنہا لحد میں سونا ہوگا جو اوڑھنا ہوگا وہ بچھونا ہوگا	۳۵	اک دن پیوند خاک ہونا ہوگا اس قبر کے پردے کا کھلا حال دبیر

کربلائے معلیٰ

خیمہ گاہ



سوز نمبر

جب رن میں اہل بیت کی بستی اُڑ گئی
تب میں جو ننگے پاؤں چلی سانس اکھڑ گئی
پوتھے برس پدر سے سکینہ بچھڑ گئی
زین العبا کے پاؤں میں زنجیر پڑ گئی

سوز
مقتل میں شاہ زادیوں کا داخلہ ہوا
روئے نہ پائے تھے کہ رواں قافلہ ہوا
۲

زینب تڑپ تڑپ کے یہ کہتی تھی بار بار
اے کربلا سپرو ہے تیرے یہ بے دیار
اے شاہ بیگم نری میت کے میں تیار
اس بیگم غریب کے لاشہ سے ہوشیار

سوز
بھیٹا معاف کیجیو منہ موڑے جاتی ہوں
بیگور و بے کفن میں نہیں چھوڑے جاتی ہوں
۳

جب لٹ کے کربلا سے اسیر ستم چلے
پیچھے مروں کو پیٹتے پابند غم چلے
سجّاد پارہ منہ بدر دوا لم چلے
زینب نے لاش شہ سے کہا بھائی ہم چلے

سوز
مرنے سے آپ کے میں یہ ایذا اٹھاتی ہوں
دوبار میں یزید کے سر ننگے جاتی ہوں
۴

تاریخی خیام و اسیری اہل بیت علیہم السلام

کہتے تھے زین العابدینؑ بعد شہادت حسینؑ اہل حرم بر غنہ نہ کرتے ہیں نالہؔ حزنیں	مرے پردے کے تن کو ہائے گور نہیں کفن نہیں میرا یہ حال ہے کہ میں نصف مرگ کے ترس
سوز	ایک دل دخیلی آرزو ست دل بہک مدعا دم تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم
۵	
رن میں جب بانوئے بیکس کی سواری آئی اٹھ مرے لال یہ مشیتاقی تمہاری آئی	لاش اکبرؑ یہ وہ کرتی ہوئی زاری آئی دیکھو کس شان ہے ماں یہ تمہاری آئی
سوز	نہ تو ہو دُج ہے نہ محل نہ عماری بیٹا سر کھلے بلوے میں ہے ماں یہ تمہاری بیٹا
۶	
ہوئے جو حضرت شبیرؑ کر بلا میں مقیم اور اس میں حال یہ باور دِ غم کیا ترقیم	تو نامہ اہل وطن کو کھلا برسم قدیم میں اس جگہ پہ ہوں جس جا بحرِ خدائے عظیم
سوز	نہ مولے نہ شفیق نہ آشنائی بہست عجیب واقعہ و طرفہ ماجرائی بہست
۷	
آئی سانی شاہ کی جس دم مدینے میں کیوں آتشِ الم نہ لگے میرے سینے میں	صغراؑ یکاری خاک مرے ایسے جینے میں ہے ہے یتیم ہو گئی میں اس جینے میں
سوز	فرقت کا داغ دل پہ بھی میرے دھر گئے صغراؑ کے جتنے چاہئے وانے تھے مر گئے
۸	
کہا ماں سالار بن جب کاروان کر ملا راہ میں ان بیکسوں سے تھا جو کوئی پوچھتا	خاک سر پر ڈالنا دشتِ دیراں کو چلا کس کے تم ناموں ہوا کہ کس ہو صاحبِ عرا
سوز	کالی گفنی وہ دکھا کر کہتے تھے با اشک و آہ اس حسینی قافلہ کا مر گیا ہے بادشاہ
۹	

جسٹ شہادت مدینہ محمد اکا

اسیر علی اہل حرم

ہوئی جو دردِ جدائی میں مبتلا صغراً تہام روز کیا کرتی تھی بُکا صغراً	ہجوم یاس سے کرتی تھی بس گلا صغراً جناب حق میں یہ کرتی تھی بس دُعا صغراً
سوز	تپ فراق سے جلدی شفا دے صغراً کو الہی باپ چچا سے ملا دے صغراً کو
لکھا بیمار نے نامہ مرے بابا مرے بابا کیا تھا آپ نے وعدہ کہ خط جاتے ہی بھیجوں گا	بہت بیمار ہے صغراً مرے بابا مرے بابا نہ بھیجا نامہ وہ اپنا مرے بابا مرے بابا
سوز	ہوئی ہوں ناتواں ایسی کہ بستر سے نہیں اُٹھتی خبر بیٹی کی لوشا ہا مرے بابا مرے بابا
غش سے جب عابد بیمار نے فرصت پائی راہِ معبود میں مردے کے سعادت پائی	کہا کبراً سے کہ بابا نے شہادت پائی پر بہت تشنہ دہانی سے اذیت پائی
سوز	حالت اب کیا کہوں میں تشنہ دہاں بابا کی منہ سے باہر نکل آئی تھی زباں بابا کی
دھوم کو فہم ہوئی اہل حرم آتے ہیں بستہ سلسلہ محنت و غم آتے ہیں	ہو کے غبوس شفیعان اُٹھ آتے ہیں تشنہ گرسنہ بارخ و اہم آتے ہیں
سوز	نہ تو وارث ہے نہ مونس ہے نہ محرم کوئی بے دم سرو سوا باقی نہ ہمدم کوئی
شام میں عترت شبیر کھلے سر آئی ہوش جاتے ہے منہ زرد ہوا گھلرائی	ناگیاں ہندو جن نے یہ خبر سن پائی پوچھا ایک ایک سے فوج ہے کس کی آئی
سوز	کوئی کہنے لگا گوزار و پریشاں ہیں اسیر پر یہ کفار بھی کہتے ہیں مسلمان ہیں اسیر

ہلالِ محرم حصہ دوم

یہ راوشام میں تھا حال عابد مضطر شباب چلنے کو کہتے تھے جب کہ شمار و عمر	ہو اسے شمع صفت ہلتا تھا تن لاغر جواب دیتے تھے میں جلد چل سکوں کیونکر
سوز	ز ضعف رشتہ اہم گستہ می آید نفس ز سینہ بعد جانشہ می آید
قید ہوشام کو جب عابد بیمار چلے گرد پھینچے ہوئے تلواریں متمکار چلے	طوق میں اور سلاسل میں گرفتار چلے اور آپس میں یہ کرتے ہوئے گرفتار چلے
سوز	چین زستہ میں اس آزاری کو کم لینے دو دم میں تھک کر جو کہیں لے تو نہ دم لینے دو
جو امام ابن امام ہے وہ اسیر فوج یزید ہے یہ سفر میں قید شدید ہے گلے میں طوق جدید ہے	وہ پیادہ اور بسیرناں ہر پاک شاہ شہید ہے یہاں غم میں آل رسول میں وہاں شہر کوفہ میں عید ہے
سوز	سر شاہ لائے ہیں شہر میں ہوئے لوگ جمع ہجوم ہے ذبح الامام کا شور ہے قتل الحسین کی دھوم ہے
دیار شام میں جس دم حرم تمام آئے وہ خاص بندے میان ہجوم عام آئے	ہمارا اونٹوں کی پکڑے ہوئے امام آئے زباں پہ حضرت زینب کے یہ کلام آئے
سوز	دہائی حق کی شہ مشرقین کو مارا سپاہ شام نے بھائی حسین کو مارا
ہو اجب شام میں چرچا اسیرائے اسیر منافق خوش ہوئے دینے کو نذیر اسیر	بند پائے ہاتھ دونوں دو جہاں کے سنگسار جھنجھیں نظیر ازری تھی وہ با حال تغیر آئے
سوز	کھٹے میں بال چہروں پر نہ ہونچ نہ عمار ہی ہے ردائیں اٹ گئیں اور خالی اونٹوں کی سواری ہے

سوا د شام میں سجاد سخت ہے لاچار زہیں یہ بیٹھ کے کہتا تھا وہ جگر افکار	عدو میں شور یہ تھا چل شتاب اویار اٹھاؤں جلد قدم کیا میں دل شکستہ و زار
سوز	۲۰
زضعف رشتہ آہم گستہ می آید نفس ز سینہ بصد جانشہ می آید	تماشا دیکھنے عورات نکلیں اور دھڑک چادر نہ اڑٹوں پر میں ہوج اور نہ برقعہ ان چہرہ پر
سوز	۲۱
عجب صورت سے اہل بیت کی صورت نظر آئیں گئے جو گھر سے چادر اور دھڑک کر آئیں	انعام ہمیں دیجئے وہ کام کیا ہے اور بالی سکینہ کے بھی درجہ میں لیا ہے
سوز	۲۲
جو ہم سے لڑنے قتل کے میدان میں پڑے ہیں باقی ہے جو سجاد رس بستہ کھڑے ہیں	زینب تھیں کھڑی سانجھ ذبح کیا ہے سولہ پہر اس پیاس میں پانی نہ دیا ہے
سوز	۲۳
اب خوف سے سینہ میں مرا کا پنتا جی ہے مارا تھا مرے باپ کو جس نے یہ وہی ہے	جب سامنے ظالم نے اسیروں کو بلایا قیمت نے جو منہ اس کا سکینہ کو دکھایا
سوز	۲۴
طلب ہوئی جو اسیروں کی قید خانہ سے حصول کیا مجھے دربار کے بلانے سے	پکاری خواہر شہ تنگ ہوں زمانہ سے یہ ساری خواری بھجائی کے مار جانے سے
سوز	۲۵
فقط بلانے کا دربار میں پہنانا ہے ہمارا سر کھلا ایک ایک کو دھانا ہے	

حال دربار شام

یہ دن وہ ہیں کہ بے سرو ساماں ہیں اہل بیتؑ	ہر دم کے انقلاب صحیراں میں اہل بیتؑ
سُتر کھلنے سے زیادہ پریشاں ہیں اہل بیتؑ	بزم عزائے شاہ شہیدان ہیں اہل بیتؑ
سوز	آب و غذا کا قحط ہے سونے کی قید ہے پہلے پہل کی قید میں رونے کی قید ہے
۲۵	
عزیز و آج یہ نیرنگ ہے زمانے میں	علی کی بیٹیاں جاتی ہیں قید خانے میں
اٹھائے لاکھ الم تا بہ شام جانے میں	بند ہی ہے ایک رس بیگسوں کے شانے میں
سوز	نہ چھین پایا نہ سوئے نہ آب و دانہ ملا ملا تو شام میں ٹوٹا سا قید خانہ ملا
۲۶	
دیارِ شام میں جب بیگسوں کو شام ہوئی	وہ رات پیٹنے رونے میں سب تمام ہوئی
روانہ اونٹوں پہ خلق خدا تمام ہوئی	ہوا یزید برآمد یہ دھوم دھام ہوئی
سوز	فلک ستائی ہوئی غم کی مبتلا زینبؑ چلی یزید کی محفل میں بے ردا زینبؑ
۲۷	
سکینہ قید ہو کر شام کے زنداں میں جب آئی	وہ بچی اس اندھیر گھر کی تاریکی سے گھرائی
مقدّر نے عجب آفت کی پہلی رات دکھلائی	زمین تو فرش تھی سایہ لگن تھا چرخ مینائی
سوز	پچھپی کے پاس سوتی تھی نہ ماں کے پاس سوتی تھی برہنہ سر کھڑی زنداں کے دروازہ پہ روتی تھی
۲۸	
جب کہ زین العابدینؑ ابن امام ابن امام	قافلہ اہل حرم کا لے چلے تاملک شام
راہ میں پوچھا کسی نے سر میں یکس کے تمام	اور یہ ہے تابوت کس کا تب کئے رو رو کلام
سوز	سب سروں کا پیشوا شیر خدا کا پوت ہے میرے کا ندھے پر سکینہؑ پیاسی کا تابوت ہے
۲۹	

<p>بچنے کی جو اسیری تھی تو دم گھبرایا اؤ بابا کہ مرادم ہے لبوں پر آیا</p>	<p>جب کہ زنداں میں سکنہ کو مقدر لایا رور و کپتی تھی یہ اماں سے عجب گھر پایا</p>	
<p>۳۰</p>	<p>روئی میں راہ میں آکر نہ کیا پیار مجھے قید خانہ میں تو دکھلائے دیدار مجھے</p>	<p>سوز</p>
<p>یعنی سکنہ مرگئی یادِ امام میں شہ کے سلام کو گئی دارالسلام میں</p>	<p>جب گل ہوا چراغِ حرم ملک شام میں دیکھے ستم بیزید کے دربار عام میں</p>	
<p>۳۱</p>	<p>دنیا میں دادرس نہ ملا داد خواہ کو جا کر نشانِ ظالموں کے دکھلائے شاہ کو</p>	<p>سوز</p>
<p>تیرگی چار طرف دیکھ کے گھبراتے ہیں نیند آتی نہیں بابا ہمیں یاد آتے ہیں</p>	<p>ماں سے کہتی تھی سکنہ کے موئے جاتے ہیں جی بہلتا نہیں سوشل سے بہناتے ہیں</p>	
<p>۳۲</p>	<p>کان میں درد ہے پیٹھے میں زمیں پر اماں کس سے کھیلیں کہ نہیں ہیں علی اصغر ناداں</p>	<p>سوز</p>
<p>اجرے مکان میں مالکِ جنت کیوں ہوئے تنہا اندھیری قبر میں وہ مہ جیل ہوئے</p>	<p>زنداں میں قید جب حرمِ شاہ دیں ہوئے سرنگِ عروش قابلِ فرشِ زمیں ہوئے</p>	
<p>سوز</p> <p>پیٹھے تھے خاک پر یہ اسیروں کی شان تھی کیا ضیق کا مکان تھا کہ ہونٹوں پہ جان تھی</p>		
<p>اُداس و مضطرب و بیتاب و لوحِ گر زینب بہرور و کہتی تھی ہر دمِ بچشمِ تر زینب</p>	<p>جب اُڑی شام کی سستی میں ننگے سر زینب منہ اپنا بالوں سے ڈھانپتی تھی اونٹ زینب</p>	
<p>۳۳</p>	<p>بہنِ حسین کی ہوں فاطمہ کی جانی ہوں میں کہ بلائے معنے سے لٹ کر آئی ہوں</p>	<p>سوز</p>

اسیرانِ ستم نے طور جب دیکھا رہائی کا کہا دل سے کہ اب موقع ہے قسمت آزمائی کا	ہجوم یاسِ رینٹ پر ہوا ساری خدائی کا میں سرِ حاکم سے منگوا بھیجی ہوا اپنے بھائی کا
سوز	وطن کا رخ کروں گی سر اگر بھائی کا پاؤں لگی اگر زہِ سمرندہ دے گا میں نہ جاؤں گی نہ جاؤں لگی
عزیز و نوحہ کرو یہ سوئے حضرتِ کج و علم تمام ہوتی ہے جہلم کی مجلسِ ماتم	کہ الوداع حسینِ غریب شاہِ اُمم ہزار حیفِ نہ جی بھر کے تم کو روئے ہم
سوز	نبی کا صدقہ رضا مند جایو آقا بروزِ حشر ہمیں بخشو ایو آقا
شام سے باپ کا سر لے جو چلے زینِ الجبا پہنچے قتل کے جو نزدیک تو دیکھتے ہیں کیا	مثل گلِ چاک دل اور کرتے ہوئے آہ و بکا سرِ بریدہ بھی ہر لاش سے آتی ہے صدا
سوز	مژدہ اے دل کہ مسیحا نفسی می آید کہ ز انفاسِ خوشش بوی کسی می آید
حلقہ اندوہ ہے زنجیرِ پا کوئی دنیا میں نہیں مشکل کشا	چار سو سے زرقہ فوجِ بلا ہاں مگر پڑھ کر حدیثِ لافتا
سوز	دیکھتا ہوں راہِ اس کی دیر سے جس نے سماں کو چھڑایا شیر سے
کیا ہو گئیں یزید کی دنیا پرستیاں جو دل خریدتی تھیں کہاں ہیں وہ ہستیاں	سُناں کیوں ہیں شام کی دلچسپ بستیاں دیکھیں ذرا جبینِ تکبر کی پستیاں
سوز	چرچے نہیں دُشقی کی اس زیبِ وزین کے ڈنکے بجے ہوئے ہیں جہاں میں حسین کے

۳۳

السلام عليك يا مسلم بن عقيل عليه السلام

ماوضہ حضرت مسلم بن عقیلؑ

کوفہ



ما تم سوم

سلام (۱)

✽

۱	غیر از خدا کسی کا بھروسہ نہ چاہیے	۱	جز پنجتن کسی سے تو لانا چاہیے
۲	اللہ کے فقیر کو پھیرنا نہ چاہیے	۲	اک در پر بیٹھ کر ہے تو کل کریم پر
۳	لے لو ت بار بار تقاضا نہ چاہیے	۳	تکرار کیا ہے زندگی مستعار میں
۴	ایذا بھی چار دن ہو تو شکوانہ چاہیے	۴	راحت خدا لے دی تو کیا تو نے شکر کب
۵	دنیا میں ایک جانی کو کیا کیا نہ چاہیے	۵	کھانے کو رزق رہنے کو لکھ اور لحد کو جا
۶	گر چاہتے نہیں ہمیں اچھا نہ چاہیے	۶	صغیر نے شاہ دین کو لکھا خط تو بھیجے
۷	میں سچ کہوں یہ آپ کو بابائے چاہیے	۷	دو بیٹیاں تو پاس ہوں اک جا بلب بعید
۸	بیمار پر عتاب مسیحا نہ چاہیے	۸	فرقت رہی تو کوئی پھر زندگی کی شکل

۹	خالی کبھی فقیر کو پھیرا نہ چاہیے	۹	ہتے تھے فاطمہؑ علیؑ گھر میں جو ہر دو
۱۰	اتنی بھی سادگی نہ دو لھانہ چاہیے	۱۰	کپڑے سفید پہنے جو قاسمؑ تو بولی ماں
۱۱	چہرے پر مرنے والوں کے مہر نہ چاہیے	۱۱	دو لھانے عرض کی کہ اجل ہے گلے کا بار
۱۲	اکل رسولؐ پرستم ایسا نہ چاہیے	۱۲	کہتی تھی فتنہ شام میں بازار یو ہٹو،
۱۳	زہراؑ کی بیٹیوں کا تماشہ نہ چاہیے	۱۳	یہ کون بی بیوں میں تمہیں کچھ خبر نہیں
۱۴	ایسے گناہ کاروں کو پردہ نہ چاہیے	۱۴	کہتا تھا شمر چادریں رانڈوں کی چھین لو
۱۵	شب کو اکیلے گھر میں اندھیرا نہ چاہیے	۱۵	مرقدِ چراغِ دلغ سے روشن ہے ایسی

سلام (۲)

✽

۱	مجرئی اہلِ حرم قابلِ دربار نہ تھے	۱	واجبِ الرحمہ تھے زنداں کے سزاوار نہ تھے
۲	اک فقط ہم ہی شہادت کے سزاوار نہ تھے	۲	بولے عابد کہ فدائے شہدیں غیر ہوئے
۳	ہم گنہگار تھے بچے تو گنہگار نہ تھے	۳	تیرا صغریٰ کو جو مارا تو کہا سرور نے
۴	میرے بچے تو اس وقت کے سزاوار نہ تھے	۴	کہا زہراؑ نے فلک میں نے ستایا تھا کسے
۵	کیا ہوا پھولوں کے گرد میں اگر ہا نہ تھے	۵	بدھیاں زخموں کی پہنے ہوئے تھے ابنِ حسنؑ
۶	ہم نے اس طرح کے دیکھے درِ شہوار نہ تھے	۶	شہد کہ دانتوں پہ چھڑی رکھ کے کہا ظالم نے
۷	کو نسا چھالنا تھا وہ جن میں کہ دو خانہ تھے	۷	گل سے تلووں کا یہ عابد کے ہوا تھا احوال
۸	اچھے یوں ہو گئے جیسے کبھی بیمار نہ تھے	۸	گریح دو جہاں کا ہوا افضالِ انیس

سلام (۳)

۱	اے مجرئی خدا اس کے مقدر میں نہیں ہے	۱	مصروفِ بکا جو غمِ سرور میں نہیں ہے
---	-------------------------------------	---	------------------------------------

۲	ہے خائنہ کعبہ بھی اسی غم سے سیہ پوش	۲	ماتم شہِ مظلوم کا کس گھر میں نہیں ہے
۳	زینبؓ نے کہا مجھ کو نہ بے پردہ کر اے شمر	۳	پیوند سو اچھ مری چادر میں نہیں ہے
۴	اٹنی یہ ندامت کو جب بھر چکے عباسؓ	۴	یہ پانی سکینہؓ کے مقدر میں نہیں ہے
۵	یوں خشک تھا حضرت کا کلا کہتا تھا قاتل	۵	خون کا کہیں دھبہ مرے غم میں نہیں ہے
۶	اے انس جو دل حبِ علیؓ سے نہیں مست	۶	اس شخص کا حصہ میؓ کوثر میں نہیں ہے

(۴) سلام

۱	مجرائی قحط آب بھی تھا اور غذا نہ تھی	۱	پر بے حواس جنگ میں فوجِ خدا نہ تھی
۲	مجرائی کیا غضب ہے کسی کو جیانا نہ تھی	۲	بلوے میں اپنی بیت کے سر پر دانا نہ تھی
۳	لے کر ردائیں ناریوں نے گھر جلا دیا	۳	بیوؤں کے واسطے کہیں چھپنے کو جانا نہ تھی
۴	سوکھی زباں کھانے پہ ظالم نے مارا تیر	۴	بانوؓ کے شیر خوار کی یارب خطا نہ تھی
۵	بولی سکینہؓ بوند نہ دی میرے سقم کو	۵	کیوں لے فرات نہر میں وادی کیا نہ تھی
۶	ہے ہے وہ چوبِ بید سے کھولا لبِ حسینؓ	۶	بے رحم کو یہ دستِ درازی روا نہ تھی
۷	زندیاں میں اتنی خواب میں زینبؓ کے یوں تھیں	۷	ماتھا بھرا تھا خون سے سر پر دانا نہ تھی
۸	زینبؓ پکاری کس کے ہوسے جیسے لال	۸	تم پر تو آفتِ سفر کر بلا نہ تھی
۹	زینبؓ سے بولی فاطمہؓ کچھ یاد تو کرو	۹	کس دکھ میں کس جگہ میں شریک بکا نہ تھی
۱۰	اشترے تو گری تھی جو مرے پہ بھائی کے	۱۰	کیا بال کھولے لاش پہ خیر النساءؓ نہ تھی
۱۱	یثرب سے تباہ ماریہ اور وہاں سے تباہ شام	۱۱	زینبؓ حسینؓ سے کہیں زہراؓ جانا نہ تھی
۱۲	چھوڑا آئی میرے بچے کو جنگل میں بے کفن	۱۲	قابلِ کفن کے لاشِ مسافر کی کیا نہ تھی
۱۳	زینبؓ نے عرض کی کہ میں کفاتی کس طرح	۱۳	اماں خدا گواہ کہ سر پر روا نہ تھی

اس سال بھی نجف کا ارادہ تھا لے ویبر ۲۴ پر رہ گئے تڑپ کے کہ قسمت رسا نہ تھی

(۵) سلام

✽

- ۱ ہے سلام اس پر جو کھتی تھی میرے حسیں
- ۲ بیڑیاں لوہے کی پہننے ہوئے وہ جاتا ہے
- ۳ حیف تیروں سے جگر آپ کا غربال ہوا
- ۴ تم کھن کیلئے محتاج میں چادر کے لئے
- ۵ کوئی پیاروں مونی کہتا ہے مجھے کوئی اسیر
- ۶ ایک دن وہ تھا گری سر سبز میرے چادر
- ۷ ایک دن یہ ہے کہ بلے میں عدد لائے ہیں
- ۸ دودھ اترتا ہے بلے کے بالوئے حزیں
- ۹ شمرنے روئے پر بچی کو طابخے بارے
- ۱۰ قتل گہ سے مجھے بے رحم لئے جاتے ہیں
- ۱۱ لو تمہیں ضامنی شاہ ولایت میں دیا
- ۱۲ آئی آواز خدا حافظ و ناصر زینب

(۶) سلام

✽

- ۱ نام پر شاہ کے پانی جو پلا دیتے ہیں
- ۲ قتل اکبر سا پسہ بھتا ہے شہر کرتے ہیں شکر
- ۳ قافلہ گہی تھی دنیا میں یہ آباد رہیں

۴	چشمِ سجاد اگر ضعف سے ہو جاتی ہے بند	۴	اشقیایوں کی زنجیر ہلا دیتے ہیں
۵	ذبحِ شبیر کو کرتا ہے لعینِ خنجر سے	۵	بوسے حلقوم پہ محبوبِ خدا دیتے ہیں
۶	کہتی تھی روکے سکیں کہ میں قید کیا	۶	لوگ زنداں سے تیموں کو چھڑا دیتے ہیں
۷	پوچھتا ہے جو کوئی کس نے کمر کو توڑا	۷	شاہِ عباس کے لاشہ کو دکھا دیتے ہیں
۸	کیا سخی میں شہرِ دین بخششِ امت کیلئے	۸	جان بھی دیتے ہیں اور گھر بھی لٹا دیتے ہیں
۹	نواب میں ان کے عائد سے یہ سرور نے کہا	۹	کہو بیٹا تمہیں ملعون دوا دیتے ہیں
۱۰	عرضِ عابد نے یہ کی مانگتا ہوں جب بانی	۱۰	مجھ کو دکھلا کے ستمگار بہنا دیتے ہیں
۱۱	یہ سلام شہِ مظلوم کہا خوب دبیر	۱۱	دیکھوں انعام میں مولا مجھے کیا دیتے ہیں

سلام

✱

۱	جاتے ہیں اکبرِ سلامی قتل ہونے کے لئے	۱	اکرزو میں ساتھ میں لاشہ پہ رونے کیلئے
۲	کہتا تھا خرّج ہے میرا قبلہ دین کی طرف	۲	کافروں کا ساتھ دلِ ایمان کھوئے کیلئے
۳	روکے شہ کیے تھے زینب قتل اکبر ہو گئے	۳	باپ زندہ رہ گیا بیٹے کو رونے کیلئے
۴	کہتا تھا سرور کو دکھلا کر سناں ابنِ انس	۴	ہے یہ برجی قلبِ اکبر میں چھپوئے کیلئے
۵	نہر پر جاتے ہیں عباس جری کس شان سے	۵	بحرِ خون میں فوج کی کشتی ڈبونے کیلئے
۶	بولی بالو گھنٹوں بھی چل نہیں سکتے تھے وہ	۶	کس طرح اصرار گئے مرقد میں سونے کیلئے
۷	خاکدانِ دہرے آگ کھیں لے طفلِ ملک مزاج	۷	جان کیوں دیتا ہے مٹی کے کھلونے کیلئے
۸	اکل میں خنداں اور شہمِ اشکِ بزاں باغ میں	۸	کوئی ہنسے کیلئے ہے کوئی رونے کیلئے
۹	کہتی تھی زہرا کہ چکی پیس کر لے میری جاں	۹	میں نے پالا تھا تمہیں پامال ہونے کیلئے
۱۰	گریہ وقتِ ولادت سے یہ ظاہر ہو گیا	۱۰	آدمی پیدا ہوا دنیا میں رونے کیلئے

۱۱	فاطمہ آئی ہیں یہ موتی پروئے کیلئے	گوہر اشکِ عزا و مال میں نہر آ کے ہیں
۱۲	فاطمہ فردوس سے آتی ہیں رونے کیلئے	رونے والا سیدِ مظلوم کا مہرتا ہے جب
۱۳	اور صفے کو خاک مٹی ہے بچھونے کیلئے	کیا لحد کا حال ہم سے پوچھتا ہے اصفیٰ

(۸) سلام

**

۱	گلشنِ خلد بریں اس کا صلہ پاتے ہیں	نجلِس غم میں جو رونے کیلئے آتے ہیں
۲	صادق آلِ محمد ہی فرماتے ہیں	محسن احمد و نہر ہے عزادار حسینؑ
۳	آج تک گوشے کمانوں کے یہ چلاتے ہیں	بے خطا تیرے مارا گیا معصومِ اصغرؑ
۴	شاہِ بے شیر کو خیمہ سے لئے آتے ہیں	رن سے جاتی ہے قضا گد میں لینے کیلئے
۵	کہہ کے یہ اہلِ حرم بچوں کو بہلاتے ہیں	نہر سے لاتے ہیں عباسؑ دلاور پانی
۶	شاہِ اکبرؑ کی طرف دیکھ رہ جاتے ہیں	کرتی ہے بیاہ کا ارمان جب امِ یسلیٰؑ
۷	پیشوائی کو علم دار حسینؑ آتے ہیں	جو عجب جاتے ہیں حضرت کی زیارت کیلئے
۸	اسی رستہ سے توجہ کا پتہ پاتے ہیں	کر بلا جاؤ رہِ غلہ کے جو یا ہو اگر
۹	لوگ کے دنیا میں یتیموں پر ترس کھاتے ہیں	رو کے کہتی تھی سکینہؑ کے ستارے میں مجھے
۱۰	صرہ خاکِ شفا ساتھ لئے جاتے ہیں	دشتِ قبر کا کچھ ہم کو نہیں ہے دھڑکا
۱۱	چلتے چلتے جو ذرا راہ میں ٹھم جاتے ہیں	پشتِ سجاد پہ ہوجاتے ہیں بچھ تازہ زخم
۱۲	باغ کے چھول بھی دو روز میں مرجھاتے ہیں	کہا بانوؑ نے کہ اک سال بھی اصغرؑ نہ جئے
۱۳	ٹھوکریں کھاتے ہوئے سب طہائی جاتے ہیں	رن سے بیٹے کی صدا آتی ہے آؤ بابا
۱۴	تیر بھی کانپتے حضرت کی طرف آتے ہیں	اس قدر چور ہیں زخمیل سے حسینؑ مظلوم
۱۵	کس کا سر لاتے ہیں اور کون اسیر آتے ہیں	کس کے دربار کی ہے شام میں یہ آرائش

۱۶ | جب اجل موتی ہے مہمان یہ مہر جاتے ہیں

(۹) سلام

❖

- ۱ کرتے تھے حملہ جو لے کر تیغ سرور ہاتھ میں
- ۲ وصفِ حیدر میں جو کوئی بیت رنگیں کی قسم
- ۳ کان دیا ہے کف معجز نہائے مصطفیٰ
- ۴ کر نظر انجام پر عبرت اسے غافل ذرا
- ۵ حشر میں کس شان آئے ہیں شاہِ کربلا
- ۶ عید کے دن چڑھ کے پشتِ احمد مختار پر
- ۷ کشتی اُلی محمد کے ہیں عابدِ ناخدا
- ۸ ہنر سے عباس جب لے کر پھرے مشکِ علم
- ۹ غل ہوا بانوئے پیغمبر کی قوت دیکھنا
- ۱۰ واہ رے فیضِ ثنائے گیسوئے سبطِ نبیؐ
- ۱۱ قتل سرور کیلئے جانا ہے شمر اس طرح
- ۱۲ تخت پر بیٹھا ہے نخوت سے یزید بد عمل
- ۱۳ کہتے تھے عابدِ مظلوم کی ہے کیا خطا
- ۱۴ اے صفی یہ نفس امارہ ہے مار آستین

(۱۰) سلام

❖

آخری مجلس ہے یارو الوداع

اربعین کے سوگوار و الوداع

۱	خاتمہ بالخیر چہلم کا ہوا	۲	الوداع لے اشک ہارو الوداع
۳	اکبر و اصغر علی کی ضامنی	۳	نوجوانو شیر خوار و الوداع
۴	کہتے تھے گنج شہیدال پر حرم	۴	فطمہ زہرا کے پیارو الوداع
۵	گر بلا کی خاک کو سونپا نہیں	۵	عرش اعظم کے ستارو الوداع
۶	بنجیہ و مرہم نہ زخموں کا ہوا	۶	مرتضیٰ کے رشتہ دارو الوداع
۷	قبر پر بیٹوں کی زینب نے کہا	۷	ماں وطن جاتی ہے پیارو الوداع
۸	دشت سونا پاس بستی بھی نہیں	۸	بے دیارو بے مزارو الوداع
۹	سر کہیں لاشہ کہیں قبر میں کہیں	۹	بے مکانو بے دیارو الوداع
۱۰	قبر سے آواز دیتے ہیں حسینؑ	۱۰	لو بہن زینب سدھارو الوداع
۱۱	مومنو اب تم بھی مانندِ دبیر	۱۱	روو پیٹو اور پکارو الوداع

سلام (۱۱)

۱	اے سلامی خیام چلتے ہیں	۱	رن میں ناموس شہ نکلتے ہیں
۲	نہر پر خنجر ہے گردن شبیرؑ	۲	مرتضیٰؑ غم سے ہاتھ ملتے ہیں
۳	بیٹھی ہیں بی بیان اندھیرے میں	۳	شامیوں میں چراغ چلتے ہیں
۴	عابد دل نگار شام و سحر	۴	پا برہنہ جو راہ چلتے ہیں
۵	دوب جاتی ہے خون میں زنجیرؑ	۵	پاؤں سے خار جب نکلتے ہیں
۶	رن میں بجتے ہیں خستہ کے باجے	۶	دُور سے بیوؤں کے دم نکلتے ہیں
۷	آب ہوتا ہے غم سے شہ کا جگر	۷	بچے پانی کو جب چھلتے ہیں
۸	ضعف سے رشاد کا یہ عالم ہے	۸	گاہ چھلتے ہیں گہ سنبھلتے ہیں

۹	اے لحد ہم یہاں سے چلتے ہیں	۹	قبرِ اصغر سے کہتی تھی بانو
۱۰	شب کو اصغر بہت مچلتے ہیں	۱۰	تو ہماری طرح سے بہلانا
۱۱	سب کے چہروں پہ اشک ڈیلے ہیں	۱۱	پیشِ حاکم کھڑے ہیں اہلِ حرم
۱۲	آہیں کرنے سے جی پہلے ہیں	۱۲	روقی میں صبح و شام سب رانڈیں
۱۳	منہ سے اصغر ہو اُنگلتے ہیں	۱۳	کھینچتے ہیں گلے سے تیر حسین
۱۴	شاہِ دیں کروٹیں بدلتے ہیں	۱۴	زخم چلتے ہیں گوم ہے جو زین
۱۵	عشقِ ہم کر بلا کو چلتے ہیں	۱۵	باغِ فردوس کا ارادہ ہے

محو

(۱۲) سلام

۱	لعینو لے چلو تم کارواں آہستہ آہستہ	۱	سلام اس پر جو لولا ناواں آہستہ آہستہ
۲	ہو میں رت میں سیدھی اُنگلیاں آہستہ آہستہ	۲	رس کے کھینچنے سے حال یہ عابد کا پہنچا تھا
۳	چلے جس طرح نبض ناواں آہستہ آہستہ	۳	یہ حالت ضعفِ سجاد کی چلنے میں پہنچی تھی
۴	کہیں بھی طفل ہوتے ہیں رواں آہستہ آہستہ	۴	کہا عابد نے تھم تھم کر جلیں کیونکر مے آئسو
۵	نگال آہستہ اس کی بیڑیاں آہستہ آہستہ	۵	کہا بانو نے رو کر جھل گئے ہیں یاؤں عابد کے
۶	مے کا طوق گردن کا نشان آہستہ آہستہ	۶	کہا عابد نے یارب کیسے صغر لے چھپاؤں گا
۷	اسے تلقین میں دی تھی تکاں آہستہ آہستہ	۷	کھلیں تھیں ہڈیاں عابد کی یوں شبیر کے غم میں
۸	کھینچ لے حرمِ اپنی کمال آہستہ آہستہ	۸	کہا شمر لیں نے تیر مارِ اصغر کو تو جلدی
۹	گھوٹے شہ پہ پنجہ کو رواں آہستہ آہستہ	۹	اذیتِ شمر کو منظور دی تھی سو کرتا تھا
۱۰	نکلتی اس لئے تھی نہ جہاں آہستہ آہستہ	۱۰	بھری تھیں حسرتیں قاسم نے کے بس سینہ میں
۱۱	بہی کھتی تھیں باہم سا لیاں آہستہ آہستہ	۱۱	نہ مہندی راس آئی نیک ہم قاسم سے کیا لگیں

۱۲	نکالی اپنی دقت سے ذباں آہستہ آہستہ
۱۳	علی اکبر ہوا تھا فوجوں آہستہ آہستہ
۱۴	چلیں جب پل پہ شاہِ انسانی جا آہستہ آہستہ

(۱۳) سلام

۱	ہے سلام اس پہ جو قیدی بھی ہے بیمار بھی ہے
۲	کہتا تھا طوق گراں تو ہے مرے حصہ میں
۳	طور کی طرح جو خیمہ پہ تجسلی دیکھی
۴	پوچھا اک شخص نے شبیرؑ تمہارا ہے کون
۵	منہ تھا اصغرؑ کا کھلا لبت اٹھوٹھا تھا دہرا
۶	دیکھ لاشوں پہ شہیدوں کے گل زخم کھلے
۷	دم رکھا جاتا ہے اور سر بھی جھکا جاتا ہے
۸	گرچہ بیمار ہوں پر زورِ امانت کے سبب
۹	اپنے بابا کے عین پرہوں میں مظلوم چلا
۱۰	کبھی ہے زورِ امانت کبھی ضحیف بشری
۱۱	جب اُسے شمرؑ نظر آتا تو رو رو کہتا
۱۲	کہ بلا میں تو فصیح آیا خوشا حال تیرا

(۱۴) سلام

۱	عجب وقت ہے اور عجب انجمن ہے
	سلامی یہ محفل علیؑ کا چمن ہے

۲	کہ بارہ تو بازو میں اور اک رس ہے	۲	سلائی یہ آل نبیؐ پر محن ہے
۳	مرے ہاتھ میں دامن بختی ہے	۳	گرمیاں مرا چھوڑاے حرص دنیا
۴	کہ آخر بھی خاک ہے اور کفن ہے	۴	یہ مٹی سے پر ہیزاے جسم کب تک
۵	اشارہ کیا قصید نہر لبی ہے	۵	کہا ماں نے جاتے ہو اصغر کہاں تم
۶	لعینو یہ سید غریب الوطن ہے	۶	کہا حُر نے تیغ نہ حضرت پہ کھینچو
۷	کہ ہم میں بھی مشکل کشا کا چلن ہے	۷	گلے میں رس جب بندھی بولے عابدؒ
۸	یہ کنبہ علیؑ کا اسیر محن ہے	۸	اسیروں کو دکھلا کے خولی پکارا
۹	یہ زہرا کی بیٹی ہے شہ کی بہن ہے	۹	سراجس کے بازو میں ہے رسیاں کا
۱۰	یہی نامراد ایک شب کی دلہن ہے	۱۰	منہ اپنا جو ہے دونوں ہاتھوں دکھانے
۱۱	کہ تیروں سے غرباں سارا بدن ہے	۱۱	کہا شہ نے قاتل سے زانو اٹھالے
۱۲	یہ نعش امام غریب الوطن ہے	۱۲	نظر آیا مقتل تو عابدؒ پکارے
۱۳	نئی گردش اے آسمان کہن ہے	۱۳	نہیں جسم پر ایک چادر کا سایہ
۱۴	رہ حق میں راحت یہ رنج و محن ہے	۱۴	ندا آئی لاشہ سے بیٹا نہ روؤ
۱۵	یہ دامن صحرا ہمارا کفن ہے	۱۵	یہ نیزوں کی چوبیں ہیں تابوت اپنا
۱۶	یہ غم ہے کہ زینبؑ اسیر محن ہے	۱۶	نہیں رنج کچھ اپنی عرباں تنی کا
۱۷	یہ دولت ہے تھوڑی کہ شیریں سخن ہے	۱۷	ابیس اس قدر شور بختی کا شکوہ

(۱۵) سلام

۱	کہ ذبح شہ کو کرو اور دکھاؤ زینبؑ کو	۱	سلائی کہتے تھے ظالم رُلاؤ زینبؑ کو
۲	جہاں میں دن کو کھیلے سر بھراؤ زینبؑ کو	۲	اٹھا ہے رات کو تابوت اُس کی اماں کا

۳	نہ جس نے دیکھی ہو بے پردگی خیر النساء
۴	اگرچہ فرقت اکبر سے اس کو غش آئے
۵	نہ مصطفیٰ ہے نہ جید نہ ہے جس نہ حسین
۶	امام خلد میں مشکل کشا سے کہتے تھے
۷	اٹھائے ہاتھوں کو بلوے میں کہتی تھی کھٹوٹ
۸	پکارتی تھی یہ لاش حسین مقتل میں
۹	اگر مجھے نہیں دیتے ہو تم کفن تو نہ دو
۱۰	لعین یہ کہتے تھے پُرمانہ دو کوئی اس کو
۱۱	فراٹ سے یہ لعینوں کو آتی تھی آواز
۱۲	ترپ نہا ہے سکنہ کے سقے کا لاشا
۱۳	دبیر حق سے کہوں گاد م سوال و جواب
تم اُس کو باہر عزایاں دکھاؤ زینب کو	
لہو بھرا ہوا نیزہ سنگھاؤ زینب کو	
کردنہ خوف کسی کا ستاؤ زینب کو	
کہ قید ظلم سے بابا چھڑاؤ زینب کو	
حسین بھائی کہاں ہو چھپاؤ زینب کو	
کہ ظالمونہ مصیبت دکھاؤ زینب کو	
یہ کوئی کہنہ سی چادر اور دھاؤ زینب کو	
گرے اگر نہ زمیں سے اٹھاؤ زینب کو	
ادھر سے شام کو لے کر نہ جاؤ زینب کو	
لب فراٹ نہ سر ننگے لاؤ زینب کو	
کر سگی میری شفاعت بلاؤ زینب کو	

(۱۶) سلام

۱	جب مہروں پر زینب و کھٹوٹ کے چادر نہ ہو
۲	بے کفن کیونکر نہ ہو کرن میں لاش شاہ دیں
۳	لاش اکبر دیکھ کر خوروں سے زہرانے کہا
۴	کس طرح پہچانے زہرا پھر بھلا بیٹے کی لاش
۵	شان و شوکت دیکھ کے عباس کی بولے عرو
۶	گو دخالی دیکھ کر کہتی تھی ہاؤ اے فلک
۷	بولی زینب جب زیادہ دل کو دیتا بی ہوئی
ججی جنت میں نہ رانگے سر کیونکر نہ ہو	
جب کہ آل مصطفیٰ کے سر پہ اک چادر نہ ہو	
ہے مرے بابا کا جو ہمشکل یہ اکبر نہ ہو	
جبکہ زخمی سب بدن ہو اور بدن پر نہ ہو	
کس طرح اس سے کر میں ہم یہ کہیں جید نہ ہو	
ہائیک جیتی زہروں اور گود میں اصر نہ ہو	
حلق پر بھائی کے چلتا اس گھڑی خنجر نہ ہو	

۸ کیوں صدف میں شرم کے مار پہا گہر نہ ہو
۹ کس طرح کوثر پہ غش پھر ساقی کوثر نہ ہو
۱۰ سر بر بندہ پھریں بلوہ میں اور چادر نہ ہو
۱۱ جب حسین ابن علیؑ اس شافعِ محشر نہ ہو

چیر کر گوشِ سکینہ جب کہ لیوں در کعبین
جب لب دریا پہ پیاسا قتل ہو چکا حسین
آیتہِ تطہیر جن کی شان میں نازل ہوئی
ہو عذابِ محشر کا تب خوف اسے ختم تھے

۶۰

(۱۷) سلام

۱ تھی عالی رتبہ پر بلوے میں بے توقیر پھرتی تھی
۲ نہ پلے عابد بیمار میں زنجیر پھرتی تھی
۳ مگر ہر دم زبا نہ میں پے تکبیر پھرتی تھی
۴ ادھر سجدی سر تھا ادھر مشیر پھرتی تھی
۵ کلجہ اپنا تھا مے بالوٹے دلگیر پھرتی تھی
۶ سر اس کے ساتھ تھا ہمراہ سر مشیر پھرتی تھی
۷ کھلے سرواٹوں پر وہ صاحبِ تطہیر پھرتی تھی
۸ مگر اس دشت میں پیاسوں کی کب تقدیر پھرتی تھی
۹ ہر اک جا ڈھونڈتی سر دخترِ شبیر پھرتی تھی
۱۰ ہر اک سے اس کی یہ رکھی ہوئی تقدیر پھرتی تھی
۱۱ نہ پھر منہ میں زباں اصغر بے شیر پھرتی تھی
۱۲ ابھی آنکھوں تلے وہ احمدی تصویر پھرتی تھی
۱۳ ادھر خیمہ سے نکلی خواہرِ شبیر پھرتی تھی
۱۴ ترپتی گردشہ ہر صاحبِ توقیر پھرتی تھی

سلام اُس پر سن بسے جو بے تقصیر پھرتی تھی
۲ نکال گئے راستہ کی اُس دم میں چھنسی گئی ایسی
۳ تھا کرتا تاکھی پیاس سے دشوار سرد کو
۴ عبادت اس کو کتنے ہی ادا اس طرح کی شہ نے
۵ گیا اکبر جوں کو خیمہ میں بیتابی دل سے
۶ نہ الفت کم ہوئی بھائی بہن میں وقت مردن بھی
۷ غضب سے جس کی خاطر سے نہ خورشید جھانکے
۸ بہت تدبیر کی پیاسوں بانی کے کنویں کھوئے
۹ پد رک خواب میں دکھایا جو اس زندانِ آفت میں
۱۰ کوئی دم میں چلا خرنار سے سو کجنت کو
۱۱ زبا تھی خشک کھلے لب ہلا دیتا تھا گہرا کر
۱۲ میں سے پوچھو زینبؑ ہاتھ مل کر رو رہی تھی
۱۳ ادھر نہ ڈھونڈتے تھے لاشہ اکبر کو قتل میں
۱۴ کہو عباس کیا رخصت ہو وہ سرورِ عالم

۶۱

(۱۸) سلام

۱	ساکب مسلک تسلیم و رضا ہے عابدؑ	۱	بحرئی قید ہے پر عقدہ کشا ہے عابدؑ
۲	طوق گردن میں ہے اور پاؤں میں دو ہری	۲	شکر ہے لب پہ یہ راضی برضا ہے عابدؑ
۳	راہ میں کوچوں میں دربار میں اور زنداں میں	۳	غل ہے زنجیر کا بے جرم و خطا ہے عابدؑ
۴	کہا قاصد نے یہ صغرا سے ہوا کتبہ شہید	۴	ساتھ عترت کے گرفتار بلا ہے عابدؑ
۵	کر کے منہ سوئے بخنک کتی تھی رو کر بانو	۵	یا علی سخت مصیبت میں بھنسا ہے عابدؑ
۶	جلد پونے کی کرو عقدہ کشائی مولا	۶	تپ سے زنجور ہے محتاج دوا ہے عابدؑ
۷	کہتی تھی نیت علی ظالمو خالق سے ڈرو	۷	کانٹے ہے راہ میں اور برہنہ پا ہے عابدؑ
۸	حجر اسود ہوا جس کے لئے گویا مداح	۸	وہ امام دو جہاں راہ نما ہے عابدؑ

(۱۹) سلام

۱	مجرئی کوئی نہ کرتا تھا دوائے سجادؑ	۱	شمر کا حکم تھا پانی بھی نہ پائے سجادؑ
۲	خون دل پیتے تھے اور باپ کا غم کھاتے تھے	۲	تھی مرض میں وہ دوا اور یہ غذا ہے سجادؑ
۳	تین شخصوں کا ہے آفاق میں ردنا مشہور	۳	گریہ آدم و یعقوب و بکا ہے سجادؑ
۴	درد دل داغ رسن ماتم شاہ شہیدؑ	۴	لے کے سوغات مدینہ میں یہاں ہے سجادؑ
۵	لے فلک برہنہ پا دھوپ میں کانٹوں پر روا	۵	کوئی بیمار بھی دیکھا ہے حوائے سجادؑ
۶	کیوں نہ محتاج کفن کے ہوں حسین ابن علیؑ	۶	نہ تو زینب کی روا تھی نہ عباس ہے سجادؑ
۷	قید عسلیا سے ہو امت کی رہائی یارب	۷	قید خانے میں یہ ہر دم تھی دعا ہے سجادؑ
۸	ہر قدم پر یہی زنجیر سے اتنی تھی صدا	۸	ایہا الناس نہیں کچھ بھی خطا ہے سجادؑ

۸	کہتے تھے راہ میں کر دے کوئی اک ساغراب	فاتحہ والد بیکس کا دلائے سجاد
۹	جب کہ منزل پہ اترتے تھے ہر شام عود	بی بیانِ حقیقی تھیں خار کف پائے سجاد
۱۰	ننگے سر اداٹوں پہ زہرا کا جو کتبہ تھا سوار	جلتے تھے شرم سے گردن کو جھکائے سجاد
۱۱	یوں روایت ہے کہ زندانِ اتم سے چھٹ کر	باپ کی لاش پہ چہلم کو جب آئے سجاد
۱۲	رو کھڑا یہ قسمت میں مرے لکھا تھا	سترہ قبریں عزیزوں کی بنائے سجاد
۱۳	اس کی تسلیم درضا کا ہوں کیا حال نگیں	جو کہ خالق کی رضا تھی وہ رضا ئے سجاد

ملو

(۲۰) سلام

۱	مجرائی شاہ ہدا کا آج چہلم ہو چکا	مالک صبر درضا کا آج چہلم ہو چکا
۲	جس کے غم میں روتے ہیں جنِ مبشر خور و ملک	اس شہید کربلا کا آج چہلم ہو چکا
۳	روح جس کی قبض کی تھی ایزدِ غفار نے	اس امامِ اتقیا کا آج چہلم ہو چکا
۴	پھول سینے پہ پھیل رہی کا کھایا بے گناہ	ہم شبیہ مصطفیٰ کا آج چہلم ہو چکا
۵	نہے ہاتھوں سے کینہ پیٹ کر کرتی تھی بین	بازوئے شاہ ہدا کا آج چہلم ہو چکا
۶	بے کفن کا بے وطن کا بیکس و مظلوم کا	بادشاہ کربلا کا آج چہلم ہو چکا
۷	کہتی تھی زینبؓ ہمیں مقدور شہرت کا نہیں	ورثہ دارِ انبیاء کا آج چہلم ہو چکا
۸	دو پہر میں گلشنِ احسند ہوا تارا ج آج	بادشاہِ دوسرا کا آج چہلم ہو چکا
۹	ہے غضبِ جہاں بلایا اور کیا پیاسا شہید	ہائے ابنِ مرتضیٰ کا آج چہلم ہو چکا
۱۰	سجدِ خالق میں شہرِ رگ پر ہوا خیر رواں	ہائے مقبولِ خدا کا آج چہلم ہو چکا
۱۱	کس زبا سے ہو بیا حالِ شہادت دستو	قائمِ گلگوں قبا کا آج چہلم ہو چکا
۱۲	بیٹے کے غم میں یہ بانو کرتی تھی رورو کے بین	باپ کے صاحبِ عز کا آج چہلم ہو چکا

۱۳	ہائے سارے اقربا کا آج چہلم ہو چکا	۱۳	کھیتی تھی کبریا خبر صغرا کو اب تک یہ نہیں
۱۴	میرے دُرّے بہا کا آج چہلم ہو چکا	۱۴	عرش پر جاتا تھا فوج بانوئے دلگیر کو
۱۵	ان کے ہر اک دریا کا آج چہلم ہو چکا	۱۵	مومنوں پر سادو رُوحِ مسلم ناشاد کو
۱۶	خامس آلِ عبا کا آج چہلم ہو چکا	۱۶	روک لے سلطان اپنے خامہ تحریر کو

(۲۱) سلام

۱	چوبِ سنان و گیسوئے شبنم دیکھئے	۱	ہجرائی گردشِ فلک پیر دیکھئے
۲	ملتا ہے تن سے کب سرِ شبنم دیکھئے	۲	سجادِ رد کے کہتے تھے چہلمِ قریب ہے
۳	کرتی ہے کب رہا ہیں تقدیر دیکھئے	۳	زندان میں سر کو پیٹ کے کہتے تھے اہل بیت
۴	کب دفن ہوئے لاشہ شبنم دیکھئے	۴	چہلمِ تلک یہ دشت میں زیرِ اُکی تھی صدا
۵	بھائی بھائے لشکر بے پیر دیکھئے	۵	روکِ سرِ حسین سے زینب نے یہ کہا
۶	بلوے میں کھل گیا سرِ مشیر دیکھئے	۶	فریاد ہے کہ شمر نے چھینی مری ردا
۷	مجرِ نہانی سہ شبنم دیکھئے	۷	کافر کو بعدِ مرگ مسلمان کر دیا
۸	کیا سنگِ دل تھا بدعت بے پیر دیکھئے	۸	جمال نے قلم کے مرنے پہ شہ کے ہاتھ
۹	کہتے تھے استخوال پہ ہے زنجیر دیکھئے	۹	سجاد سے جو دردِ اسیری کو پوچھتا
۱۰	چل کر بہارِ روضہ شبنم دیکھئے	۱۰	گھبرا رہی ہند میں اب روح لے انیس

(۲۲) سلام

۱	ما تم سجاد میں بیمار ہوں	۱	زرد چہرہ ہے نحیف و زار ہوں
۲	اے ستمگار وضعیف و زار ہوں	۲	کہتے تھے عابد اٹھیں کیونکر قدم

۳۱	پاؤں بڑھ سکتے نہیں ناچار ہوں	۱	دم بدم کھینچو نہ میرے ہاتھ کو
۳۲	کس طرح دوڑوں بہت بیمار ہوں	۲	میں پیادہ تم ہو گھوڑوں پر سوار
۵	سر برہنہ میں سر بازار ہوں	۵	کہتی تھی زینبؓ دو ہائی یا علیؑ
۶	آنکھ میں دشمن کے اب تک خار ہوں	۶	سو کہہ کر کانٹا ہوا ہوں پر انیسؓ

(۲۳) سلام

۱	مگر حسینؑ سے صابر کو اضطراب نہ تھا	۱	گزر گئے تھے کئی دن کہ گھر میں آب نہ تھا
۲	ہوا کا جب کوئی جھونکا چلا جاتا نہ تھا	۲	نبو و بود بشر کی محیط عالم میں
۳	صدایہ قبر نے دی حکم بو تراب نہ تھا	۳	فشار سے جو بچا میں ہوا زمین کو عجب
۴	تورسنے والوں کی آنکھوں کا پھر جواب نہ تھا	۴	اگر بہشت میں ہوتے نہ کوثر و سینم
۵	ذرا جو آنکھ جھپک کر کھلی شباب نہ تھا	۵	نہ جانے برق کی چشمک تھی یا شرر کی لپک
۶	تمام کرتے تھے حجت سوال آب نہ تھا	۶	حسینؑ اور طلب آب لے معاذ اللہ
۷	سوائے رحمت باری جہاں عذاب نہ تھا	۷	ہم اُس زمیں پہ ہو کفن لے خوش قسمت
۸	کھڑی تھیں بنت علیؑ اور کچھ حجاب نہ تھا	۸	غضب کی جا ہے کہ دربار میں سنگمر کے
۹	الٹ گیا تھا زمانہ یہ انقلاب نہ تھا	۹	یزید تخت پر تھا اور تلے حسینؑ کا سر
۱۰	وہ دیکھتے تھے تماشہ جنہیں حجاب نہ تھا	۱۰	برغہ اونٹ پر سیدائیاں تھیں بلوئے میں
۱۱	خدا سے خوف محمدؐ سے کچھ حجاب نہ تھا	۱۱	وہ لوگ جمع تھے قتل حسینؑ پر کہ جنہیں
۱۲	سولے پردہ چشم اور کچھ حجاب نہ تھا	۱۲	ادھر تھی ذاتِ خدا اور ادھر رسول کریمؐ

ایسے عمر بسر کر دو خاکساری میں
کہیں نہ یہ کہ غلام ابو تراب نہ تھا

مو

(۲۴) سلام

۱	ازل سے ہوں سلامی مدح خواں شہید شہر کا	۱	علی سے حشریں مجھ کو ملے گا جام کوثر کا
۲	کسی کے سر پر اسہل ظفر کا غیر جید رکے	۲	اسد کا بدر کا صفیں کا خندق کا حیدر کا
۳	میں نے حب علی چنیا ہوں میں نے نجف میں ہے	۳	مرے آگے نہ واعظ ذکر کر تسنیم و کوثر کا
۴	نہ تھا جید کے ہاتھوں میں اگر زورید اللہی	۴	کیا جبریل نے خیبر میں جا کر فرش کیوں پر کا
۵	ہر با باقی نہ کوئی گھاٹ پر سبٹ گئے قرانی	۵	سنا فہو جو ہیبت ناک عباس دلاور کا
۶	رکھنا زانو پر سر شہ نے بندھا رمال زہر کا	۶	نصیباً خوب چمکا مرتے دم مر خوش اختر کا
۷	یہ ہے شہید کا دل کھینچی جو اپنے ہاتھوں سے	۷	سناں سینہ سے اکبر کے نکالا تیرا صغر کا
۸	جری صبا بہادر گوزمانہ میں بہت گزے	۸	نظر آتا نہیں کوئی مگر ہمسر بہتہ کا
۹	نہ آسکتے تھے جبریل امیں بے اذن جس گھر میں	۹	لعینوں نے کیا کیا کر بلا میں حال اس گھر کا
۱۰	رہا کیوں چرخ خاتم کیوں نہ پرہا ہو گیا محشر	۱۰	لعینوں نے ارادہ جب کیا زینب کی چادر کا
۱۱	غلام جید رکرا ہوں کیا خوف ہے احسن	۱۱	فتار قبر کا میزان کا اور روزِ محشر کا

(۲۵) سلام

۱	صبر کرتے تھے سلامی شہ والا کیا کیا	۱	اہل کیں دیتے تھے مظلوم کو ایذا کیا کیا
۲	ہاں کو کہتی تھی کہ ہر ابھی نہ دیکھا افسوس	۲	تھی مجھے بیاہ کی اکبر کی تمنا کیا کیا
۳	تیر کھاتے ہی گلے میں جو دم اصغر کا رکا	۳	شاہ کے ہاتھوں پہ ترپا ہے وہ بچہ کیا کیا
۴	دیکھنا جو سہر قائم کو وہ کہتا رو رو	۴	حشریں لے گیا دنیا سے یہ دو لہا کیا کیا
۵	منع رو نے کو جو کرتا تو یہ کہتے سجاد	۵	کیوں نہ روؤں تم ان آنکھوں سے دیکھا کیا کیا

ماتم سوم سلام

۴۱

بال محرم حصہ دوم

۶	شاہ فرماتے تھے پانی نہیں ملتا لیکن	۶	سامنے آنکھوں کے لہراتا ہے دریا کیا کیا
۷	دشت پر خار سے جاتے تھے جو بیدل سجاد	۷	پھوٹ کر رقتا تھا ہر آبلہ پا کیا کیا
۸	رو رو کرتی تھی یہ صغرا کہ کہے جا قاصد	۸	تو نے کیا کیا کہا اور بابا نے پوچھا کیا کیا
۹	قید خانہ میں سکینہ کو جو یاد آئے پدر	۹	رات بھر سینے میں دلی ننھا سا ٹپا کیا کیا
۱۰	سر جھکا لیتی تھی کوئی کہتا تھا اگر	۱۰	کہو کوئی سے پدر نے نہیں بھیجا کیا کیا
۱۱	آنو کہتی تھی اب اکبر مجھے سمجھاتے نہیں	۱۱	یاد مادر تری باتیں کرے بیٹا کیا کیا
۱۲	ساتھ جانا نہیں کچھ جز عمل خیر انیس	۱۲	اس پہ انساں کو ہے خواہش دنیا کیا کیا

(۲۶) سلام

۱	ضبطِ گریہ ماتم سرور میں ہو سکتا نہیں	۱	سر جھکا کر بیٹھ مجلس میں جو رو سکتا نہیں
۲	رات اندھیری پریش اعمال ایلانے فشار	۲	قبر میں بھی جین سے انسان ہو سکتا نہیں
۳	کار ذاتی میں عاجز کار سازان جہاں	۳	اپنے منہ کی گرد پانی آب دھو سکتا نہیں
۴	کہتے تھے حضرت وہ مشرق میں کہ مغرب میں	۴	دوستوں کے ہم نہ کام آئیں یہ ہو سکتا نہیں
۵	شاہ کہتے تھے کہ دنیا بھی ہے عجز کی جگہ	۵	مر گیا بیٹا جواں اور باپ رو سکتا نہیں
۶	نظم ہے یا گو ہر شہوار کی لڑیاں انیس	۶	جو سری بھی اس طرح موتی پرو سکتا نہیں

(۲۷) سلام

۱	طوق آہن عابدِ دلگیر کا دساز ہے	۱	خیر مقدم خانہ زنجیر میں آواز ہے
۲	ایک محصور کی عصمت جلوہ فرما جہاں	۲	حضرت مریم کی عصمت فرشتہ پناہ ہے
۳	شہ نہ اتنے زخم کھائے اس میں کتنے رزم ہیں	۳	دل کے سو ٹکڑے ہیں اک اک راز ہے

مرنے جاتے ہیں علی اکبر جو انی ہے شروع ۴ عمر کا انجام ہے اور سبزہ کا آغاز ہے
یا د اصغر بھی ہے شہ کو تیر کھلے کا بھی شوق ۵ دل لئے جاتی ہے ایسی تیر کی آواز ہے

سلام (۲۸)

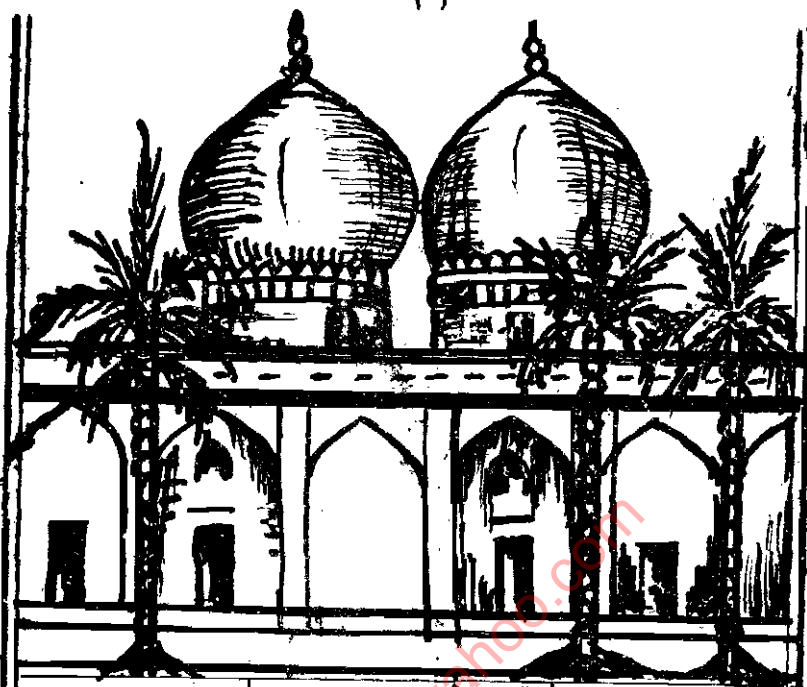
کس طرح دل جان زہرا سے سنبھالا جائے گا ۱ تیر کیونکر حلقی اصغر سے نکالا جائے گا
یہ سمجھ کر لے گئے ہمراہ اصغر کو حسین ۲ قید میں بالو سے یہ پکڑ نہ پالا جائے گا
کہتے تھے عابد مٹے تلوؤں کے سار آبلے ۳ پر قیامت تک نہ دل کا کوئی پھالا جائے گا
شور ہے جلو میں شہہ لیتے ہیں اصغر کا لہو ۴ حشر آجائے گا جب یہ خوں اُچھالا جائے گا
مرثیہ لے جائیں گے ہم قبر میں بھی اے رشید ۵ یہ ہمارے ساتھ جنت کا قبلا جائے گا

سلام (۲۹)

انساں کو چاہیے کہ خیال قضا رہے ۱ ہم کیا میں گے جب نہ رسول خدا ہے
کیا قبر ہے امام کو پہنائیں بیڑیاں ۲ جیل المتین جو بیوہ رسن میں بندھا ہے
کشتی کو اس کی موج حوادث سے خوف کیا ۳ بحر جہاں میں جس کا علی نا خدا ہے
دنیا کا بھی محل ہے بہت عاریت سرا ۴ ہم آج رہ گئے اٹھ گئے کل اور آ ہے
یا رب ہو بیچ میں کھدو اگر حسین ۵ ہو اس طرف بخف تو ادھر کر بلا ہے
رینٹ کو آ رہی تھی صدا شہ کی بعد قتل ۶ اب تا بہ حشر تم سے بہن ہم جدا ہے
بحر جہاں میں قطلو نے بھی سر اٹھائے ہیں ۷ دیکھیں ہم جہا بول کی کب تک ہوا ہے

اللہ کیا تمک ہے کلام انیس کا
دشمن بھی گر پڑے تو زباں پر مزا ہے

م



مرثیہ

۱

✽

جب کربلا میں عمت اطہار لٹ گئی | یعنی سب آل احمد مختار لٹ گئی
اور بارگاہِ حیدر کرار لٹ گئی | بالکل حسینؑ پیاسے کی سیرکار لٹ گئی

بیداد لشکر عمر نابکار سے
سادات نکلے خیمہ سے زیرِ ازار سے

مقتل کے سامنے حرمِ آقا کے گر پڑے | اور پہلوؤں میں بچے بھی آکے گر پڑے
اک جاتِ رخسارِ خاک پہ زمر کے گر پڑے | عابد و فورِ ضعف سے تھرا کے گر پڑے

آیا نہ کوئی غش سے اٹھانے کے واسطے
زنجیر لایا شمر پہنانے کے واسطے

غائبہ نے غش میں نام جو زنجیر کا سنا زنجیر و طوق دیکھ کے بیمار نے کہا	۳	نا طاقتی میں درد سے پھر چشم داکیا کیوں منصفوی ہی عمرے درد کی دوا
بیمار و ناتواں ہوں اور تشنہ کام ہوں یار و امام زادہ ہوں اور خود امام ہوں		
پہناتے ہیں جو بیڑیاں میری خطا ہے کیا سجھا میں ہنگامی کے پہناتے کا مدعا	۴	ہاں بابا قتل ہو گئے میں زندہ رہ گیا عباس کی طرح نہ کٹے ہاتھ کیوں بھلا
اصغر کی طرح حلق نہ زخمی ہوا مرا ہے ریسماں و طوق کے قابل گلا مرا		
عابد کے سمت روتی چلی بنت مرتضیٰ لیکن گلے کے بندھنے سے دم ہوتا، خفا	۵	دیکھا کہ قید ہو چکا ہے وہ شکستہ پا بولی بھیتجے تیری اسیری پہ میں فدا
تھا غم تمہیں نہ تیغ سے میرا گلا ملا اب خوش ہوئے کہ در شر مشیر خدا ملا		
بیمار سے یہ کہہ رہی تھی بنت مرتضیٰ باندھو رسن سے بازوئے اولاد مصطفیٰ	۶	اتنے میں فوج سے عمر سعد نے کہا لے لے کے ریسماں بڑھے بانٹے جفا
پر شمر بے حیا سوئے زینب رواں ہوا پھر فاطمہ کی آل میں محشر عیاں ہوا		
لے کر رسن قریب جو آیا وہ بد صفات منہ کر کے قتل گاہ کی جانب کہی یہ بات	۷	غیرت سے کانپی خواہر شہیر نیک ذات اے بھائی دیکھو ہاں دھناتے شمر میر بات
فریاد ریسماں اب آئی مرے لئے ہاتھوں سے سر نہ پیٹنے پائی ترے لئے		

مقتل کی سمت رونے کو سب قافلہ چلا	۸	انفصاح کٹ گئے حرم سب مصطفیٰ
سید اینو بھتیجی سے شرمندہ ہے چچا		پیدا ہوئی یہ لاشہ عباسؑ سے صدا
مقتل میں رو کے پھر مرے رونے کو آئیو		سقتے کی لاش پر نہ سکیں کو لائیو
چاروں طرف نگاہ کی اور رو کے یہ کہا	۹	ناگہ سنی سکیں نے لاشہ کی یہ صدا
لیتے ہیں میرا نام میں اس پیار کے فدا		اے اماں ڈھونڈ بول رہے ہیں کہیں چچا
تم قتل کہہ کو جاؤ میں دریا کو جاؤں گی		سب روئیں گے یہاں میں وہاں خاک اڑاؤں گی
ہم بھولیو خدا کے لئے میرا ساتھ دو	۱۰	پھر ننھے ننھے بچوں سے بولی وہ نیک خو
رو کر چچی پکاری کہ مجھ کو بھی ساتھ کو		میرے چچا کے رونے کو چلتے ہو تو چلو
مقتل میں روئیں سب شہ ابرار کے لئے		ہم تم سر اپنا پیٹیں علم دار کے لئے
اور ننھے ننھے بچے چلے اس کے ساتھ ساتھ	۱۱	یہ سننے ہی سکیں نے تھا ماجھی کا ہاتھ
اکے قتل کہہ کو چلا آئی سوئے فرات		زینبؑ کے گرد تھے حرم شاہ نیک ذات
اس قافلہ کی رُوح علی پیشوا ہوئی		یاں ساتھ بال کھول کے خیر النساء ہوئی
مجرے کو دور سے جھکی رکھ کر جبین پہ ہاتھ	۱۲	بہن سکیں لاش پہ جس دم لب فرات
بولی سکیں اعطش لے عم نیک ذات		اور سر پہ ہاتھ بچوں نے بھی رکھے اس کے ساتھ
لے کر بلائیں مرنے کی پھر وہ لیٹ گئی		سقتے کی لاش شرم کے مارے الٹ گئی

منہ رکھ کے پشت لاش پہ اپنا وہ بدھوا ساق بھی پاس پانی بھی پاس اور میں بھی پاس	۱۳	کہتی تھی کیا غضب ہے کہ اب بھی مجھ پر کہہ نہ تھے ہاتھ جوڑ کے کرتی تھی التماس
کیا پانی پی لیا ہے جو روپوش ہوتے ہو میں صد تے چشم زخم سے کیوں خون روتے ہو		
اس حرف سے ہوا تن بے روح کو یہ غم کرنے لگا خطاب یہ دریا سے دم بدم	۱۴	ایک ایک عضو کانپ گیا سر سے تا قدم زہر فرات کچھ کو مری پیاس کی قسم
شرمندہ ہوں میں دختر شاہ مدینہ سے پانی اگر پیسا ہو تو کہہ دے سکیں گے		
تب نہر علقمہ سے ندا آئی آہ آہ حاشا جو کی ہو پانی پر رخت کبھی نگاہ	۱۵	پیسا ہوا سکیں گے کا سقہ خدا گواہ اے لاڈلی حسین کی محبوبہ الہ
اب تک تمہارے سقہ نے لب تر کیا نہیں کوثر کا پانی لائے تھے حیدر پیسا نہیں		
زینب لب فرات گئی سب کے ساتھ ہے مرفے کے گلے میں بڑے چھوٹے چھوٹے ہاتھ	۱۶	دیکھا چچی کی لاش یہ غش ہے وہ نیک ذات سب نے بہت پکارا مگر اس نے کی نہ بات
بانو پکاری یوں تو یہ آنکھیں نہ کھولے گی عباس کی قسم اُسے دو گے تو بولے گی		
شانہ ہلا ملا کہ یہ چلائی بی بیاں اے بی بی آنکھیں کھولو کہ ہے بیکار ما	۱۷	عباس کی قسم تمہیں بولو سکیں گے اے سو مہر حسین کے نیزے پہ ہیں رواں
مرثیہ		آنکھوں کو کھولا سب کی طرف اک نگاہ کی پھر لاش سے لپٹ گئی اور دل سے آہ کی

جب قتل گاہ میں سرسُورِ قلم ہوا	۱	زہرا کو غم ہوا شہِ مرداں کو غم ہوا
اُلی نبیؐ پہ بلوہ اہلِ ستم ہوا		بیوؤں پہ دکھ پہ دکھ تو الم پر الم ہوا
رن میں خوشی تھی رحلتِ ابنِ بتولؑ کی		یاں جل رہی تھی خیمہ میں مسندِ رسولؐ کی
کس کی مجال ہے جو اُن کو کرے رقم	۲	سُور کے بعد بیوؤں پہ جو جو ہوئے ستم
کس رنج اور ملال میں حیدر کے تھے حرم		بیٹھے تھے ایک کونے میں بادیہ ہائے غم
کہتی تھی کوئی ہائے یہ کیسا غضب ہوا		بالکل تباہ خیمہ پیمبرؐ کا اب ہوا
ناگاہ اُنی خیمہ میں فوجِ ستم شعار	۳	شمر لیں تھا بیچ میں اور گردِ نابکار
ہاتھوں میں سب کے تیغیں چمکتی تھیں اُبدار		اور شمر سب کہتا تھا ہنس ہنس کے بار بار
زیور میں لوں گا پہلے تو بنتِ بتولؑ کا		بعد اس کے میں جلاؤں گا خیمہ رسولؐ کا
یہ کہہ کے آیا غصے سے زینبؓ کے وہ قریب	۴	اُس وقت عرشِ بل گیا تھا اُگی زین
میدان میں ترپنے لگی لاشِ شاہِ دین		لی شمر نے ردائے سرِ زینبؓ حزیں
پھر تو میں کیا کہوں کہ ستمگر نے کیا کیا		زہرا کی بہوؤں بیٹیوں کو بے ردا کیا
لکھا ہے وقتِ عصر تو بے سر ہوئے امام	۵	لوٹا حرم کو شامیوں نے آہ تا بہ شام
بعد اس کے پھر جلا دیئے شبیر کے خیام		ہر دم سکینہؑ کہتی تھی بابا کالے کے نام
مارا بھی اور لوٹا بھی گھر بھی جلا دیا		فوجِ لیں نے خاک میں سب گھر ملا دیا

۶ سرور کا نام لیے حرم جان کھوتے تھے
اور چھوٹے چھوٹے بچے بھی اک بہت روتے تھے

اُن ظالموں کا ظلم کہوں کس زبان سے
جاری ہو تھا بالی سینہ کے کان سے

۷ وہ تین دن کی پیاس وہ جلنا خیام کا
ہر چند اشکبار تھی سب آلِ مصطفیٰ

جو آہ اہل بیت کی تھی دل خراش تھی
سقاے اہل بیت کی کیا تلاش تھی

۸ کبرا کے پاس آ کے لگا کہنے وہ شقی
رند سائے کو دکھا کے بیکاری وہ دل جلی

ایسا کسی کے بیاہ میں محشر ہوا نہیں
نوشاہ کو کفن بھی میسر ہوا نہیں

۹ بانو سے ہنس کے کہتا تھا یہ شمر بے حیا
اس کے شلو کے کرتے جو میں تیرے پاس لا

بانو نہ کچھ جواب بھی ظالم کو دیتی تھی
نام حسینؑ یاس سے ہر بار لیتی تھی

۱۰ خضہ کو گھیرے کہتا تھا خولی بد خصال
پوشیدہ تجھ سے کچھ نہیں حیدر کے گھر کا حال

بتلا دے ہم کو مال صلہ تجھ کو دیں گے ہم
لوٹیں گے سب کو پر تری چادر زلیں گے ہم

رو کر کنیز غلامہ کرتی تھی یہ بیاں اسباب اکل غلامہ کا کیا میں دوش نشان ۱۱	دولت جو ڈھونڈتے ہو سو دولت یہاں مر جائیں تو کفن کو بھی نکلے نہ کچھ یہاں
جب روز عید شہر و شبیر روتے تھے نازل فلک سے حملہ فردوس ہوتے تھے	
محتاج تھی لباس کی سرا میں جب بتوں دن رات اک عبا میں بسر کرتے تھے رول ۱۲	فوراً ہوا تھا چادر تطہیر کا نزول لوٹے ہوؤں کی لوٹ میں ہوئی گناہ کی حصول
زر کے لئے نہ بی بیوں سے ہم کلام ہو سرب کے کاٹ لے کہیں قصہ تمام ہو	
ہرگز سنا نہ شمر نے کچھ قصہ کلام اس وقت سپہ جاتے تھے اطفال نشہ کام ۱۳	جو ہاتھ آیا لے گیا وہ مال و زر تمام رو رو سکنہ کہتی تھی فریاد یا امام
اس شمر بد گہر نے ہمارے گہر لئے مارے طمانچے کان بھی مجروح کر دیئے	
القہقہ لوٹ سے بچے فارغ جو بد گمان حلقے میں لیکے بیوؤں کو باہر موٹے رول ۱۴	باندھی حرم کے بازوئے اقدس میں ریسال ہر اک قدم پر شرم سے گرتی تھی بی بیاں
مرثیہ پوشش کو تھی نہ ایک ردا اہل بیت میں تھی دام صیبتا کی صدا اہل بیت میں	نمبر ۳
جب گل چراغ مرقد خیر النساء ہوا فرط الم سے شوق جگر مصطفیٰ ہوا	غمر سے شوق افتد دل مشکل کشا ہوا شنگیں مزار میں حسن محبتے ہوا
جنبش تھی آسماں کو زمیں تھر تھراتی تھی عرش خدا کو غم میں جو زہرا ہلاتی تھی	

ہلال محرم حصہ دوم

تھا شور قتل رن میں امام زمن ہوا	دنیا میں آج خاتمہ پہنچتن ہوا
۲	گھر حضرت بول کا بیت الحزن ہوا
انجم فلک پر روتے تھے اس شور و شین سے	ہے ہے زمانہ ہوتا ہے خالی حسینؑ سے
تاریک ہو گیا تھا زمانہ بھی سر بسر	۳
حوریں رد اکو پھینک کے نکلیں برہمنہ سر	آیا جلال خالق اکبرؑ کو اس قدر
پسے کو اکئیں حوریاں خیر النساء کے گھر	
روح الامیں نے سر سے عمامہ گرا دیا	زیر تن حسینؑ پر اپنا بچھا دیا
روئے کا ہے مقام محبت ان مرفعیؑ	۴
ملبوس تک حسینؑ کا اعدا لے لے لیا	جب کوچ شہ کا ہستی دنیا سے ہو چکا
اکثر روایتوں میں یہ راوی نے ہے لکھا	
کہنہ ہر اک لباس تھا زہراؑ کے ماہ کا	تھا قیمتی کمر میں کمر بند شاہ کا
تھا باعث ادب کہ کمر میں وہ رہ گیا	۵
ناگاہ سارہاں کی پڑی چشم اس پہ جا	چاہا عدو نے لیوس پہ کوئی نہ لے سکا
دل میں لعین کے نشہ جوش طمع ہوا	
جنت کے پاس آ کے وہ سوئے سفر گیا	دیندار تھا یہ چشمہ دیں سے اتر گیا
دل سے لگا یہ کہنے کہ ایماں ہوا خراب	۶
جیتے تو میں نہیں کہ وہ مجھ پر کریں عتاب	پر شاہ کی کمر سے کمر بند لوں شتاب
حاصل ہو مفت میں مجھے نقاب بے حسا	
آیا جو یہ خیال میں اس بد خصال کے	آیا قریب لاشہ زہراؑ کے لال کے

ملعون ہے جیانی نہ پاس نہ کیا کیا معجزہ تھا مومنو سننے کی ہے یہ جا	۷	اور کھولنے کمر سے کمر بند وہ لگا لاشہ نے دست راست اٹھا اس پتھر دیا
ہر چند چاہا کھول لے ہر ایک گھات سے چھوڑا مگر نہ لاشہ بیکیں لے ہاتھ سے		
مجبور ہو کے وہاں سے عدو خدا اٹھا شائد کہیں یہاں کوئی ہتھیار ہو پڑا	۸	اور رات ہی کو سارے بیابان میں پھرا اس سبک کاٹوں دست شہنشاہ کر بلا
ہر سمت سے نگاہ جو سب کی بصیر نے تلوار ایک لٹھی سی پائی شریہ نے		
جا کر قریب شاہ کے بیٹھا وہ بدگہن جس وقت ہاتھ لے گیا وہ برسر کمر	۹	چاہا اتار لوں میں کمر بند کھول کر پھر معجزہ سے شہ نے دیا ہاتھ اپنا دھر
ملعون نے کچھ نہ دہشت مشکل کشا کیا لاشہ کا ہاتھ تیغ ستم سے جدا کیا		
جب دست راست کاٹ گیا لاش حسین کا مرنے کا دست کاٹ چکا خوف اب کیا	۱۰	اس نے کہا کہ اب نہیں مشکل ہے کھولنا لوں گا کمر سے کاٹ کے ایسا تو کھو چکا
کھینچا یہ کہہ کے نطفہ ابن حرام لے پھر دست چپ کو رکھ دیا شاہ انام نے		
ملعون نے پھر حسام شکستہ علم کیا رونے کی جا ہے یار و ستم پر ستم کیا	۱۱	وہ دوسرا بھی ہاتھ بدن سے قلم کیا ایسا زید نے بھی ستم شہ پہ کم کیا
جب دونوں ہاتھ سید بیکیں کاٹ گیا اعجاز سے حسین کا لاشہ الٹ گیا		

۶	چاہا یہ اُس نے لاش کو پھر قتل کیجئے جو ہو سو ہو کمر سے کمر بند دیکجئے	۱۲	دی جائے جتنے ضربیں لاش کو دیجئے جائے عجب ہے قتل ہو مردہ وہ پھر جئے
	یہ کہتا تھا کہ لاش نظر سے نہاں ہوئی اور سامنے سے گرد سواری عیاں ہوئی		
	دل کو کمال شبہ ہوا ہو گئی سحر پھر سوچ کر روانہ ہوا وہاں سے بد گھر	۱۳	لشکر نے کوچ کر دیا اب جاؤں میں کدھر ناگہ صدایہ آئی کہ ہے ہے مرے پسر
	یہ سن کے تھر تھرائی زمیں قتل گاہ کی آنری سواری بنت رسالت پناہ کی		
	لاش پسر پہ آ کے پکاری یہ فاطمہ مرے کو صدمہ دے کے بھلا اس کو کیا ملا	۱۴	بیٹا تمہارے ہاتھوں کو کس نے قلم کیا لاش پیدار کس کے چلے میرے مٹ لقا
	لاش پہ ضرب تازہ یہ کس نے لگائی ہے مرے کا ہاتھ کٹ گیا خالق دہائی ہے		
	زخموں پر بوسے جیتے تھے رورو کے مطلق روح حسن پکارتی پھرتی تھی جا بہ جا	۱۵	ہاتھوں کو چوم چوم کے روتے تھے مرتضیٰ کس نے ہمارے بازو کا بازو قلم کیا
	کس نے ستایا لاش شہ کائنات کو کس نے جدا کئے شہ بیس کے ہاتھ کو		
	زہرا پکاری سچ کہو بیٹا یہ ماجرا کس نے لگائی ضرب پہ ضرب اے پسر بتا	۱۶	کس نے تمہارے ہاتھوں کو تن سے جدا کیا ناگہ صدایہ لاش سے آئی کہوں میں کیا
	صدمہ پہ صدمہ غم یہ الم جو رہ جفا غیروں نے ہم سے یوں کیا اینوں نے یہ کیا		

کیا پوچھتے ہو مادرِ غمِ خوار و ادات
یہ ظلم سارباں بچو آیا تھا گھر سے ساتھ
غیروں نے قلم کیا اپنوں نے کاٹا ہاتھ
۱۷ حق نمک ادا کیا یہ اس نے ہم سے رات

دشمن سے کیا شکایت ظلم و ستم کرے ؟
جب دوست ہو کے لاش کے بازو قلم کرے ؟

یہ حال سن کے فاطمہ زہرا نے پیٹا سر
آیا نہ اس کو روحِ پیہر سے کچھ خطر
ہے ہے یہ سارباں نے کیا ظلم اس قدر
۱۸ جنت میں گھر بنا کے ہوا داخل سفر

مرثیہ : یہ بینِ فاطمہ تھے کہ ناگہ سحر ہوئی
شکر سے دھوم کوچ کی بایکد یگر ہوئی
نہیں

آج نقل میں عجب لہجہ حسامِ لہجہ حرم
قتلِ شیر سے متیاب ہیں گریاں میں حرم
دل میں جُرح کھلے سر میں پریشاں ہیں حرم
۱ دارثوں میں نہیں اب کوئی تو حیراں میں حرم

ذکرِ مظلومی شاہِ مدنی کرتے ہیں
کبھی آہیں تو کبھی سینہ زنی کرتے ہیں

خیمے سب جل چکے ہیں لوٹ چکے ہیں اعدا
شام ہونے کو ہے سنسان ہے جنگلِ سارا
۲ پیاسے بچوں کو لے بیٹھی میں بنتِ زہرا
فرق پر ہے کسی بی بی کے نہ متعین نہ ردا

پیار کرتی ہیں اسے گہ اسے سمجھاتی ہیں
کوئی معصوم جو روتا ہے تو بہلاتی ہیں

روکے فرماتی ہیں یہ خواہرِ سلطانِ اُم
جھٹ پڑا وقت کچھ دیر میں ہونے کو ہے شام
۳ اٹھو سجاؤ کہ اب دن ہوا جاتا ہے تمام
اب نہ قائم ہیں نہ عباس نہ اکبر نہ امام

دل پر دردِ پیراکِ غم کی گھٹا چھائی ہے
رات نہ ہونے کو ہے اور عالم تنہائی ہے

کمان میں پہنچی جو سجاد کے زینب کیا صدا	۴	کھول کر آنکھ یہ کی عرض بعد آہ و بکا تپ زیادہ ہے تو غفلت بھی آئے کچھ آج سوا
کون مارا گیا اور کون جدا ہوتا ہے	۵	مجھ کو کچھ ہوش نہیں ہے کہ یہ کیا ہوتا ہے
بولے فضا سے یہ پھر عابد بیمار و حزین	۵	جتنے بچے ہیں بلال لا تو انھیں میرے قریں جمع فضا نے کیا بچوں کو لالاکے وہیں
مو		سو ہونڈھتے چار طرف مثل نظر جاتی تھی ان کے رونے کی صدا بھی نہ مگر آتی تھی
کہا عابد نے کہ اے خواہر سلطان ہدا	۶	لائیے شہ نے بنائی تھی جو فرد شہدا نام تحریر ہے اس فرد میں اب کس کس کا
مو		جو گئے خلد میں اب خواب ہے صورت ان کی جو مرے ساتھ ہیں لازم ہے حفاظت ان کی
سن کے یہ کہنے لگیں زینب تقیدہ جگر	۷	لے گئے کوٹ کے اسباب تو سب بانی شہر سن کے کہنے لگے سجاد یہ بادیدہ تر
مو		فکر کچھ اور میں پابند الم کر لوں گا قتل جو ہو گئے نام ان کے رقم کر لوں گا
کہے کہ یہ لکھنے لگے خاک پہ نام شہدا	۸	یاد آئے جو وہ سب کرنے لگے آہ و بکا دل یہ اک تیر لگا نام جو اصغر کا لکھا
		یاد کرتے تھے انھیں جب تو جگر ہلتا تھا تین بچوں کا کہیں پر نہ پتہ ملتا تھا

روکے کرنے لگیں سجاد سے زینب یہ کلام دھونڈنے بچوں کو جاتی ہوں کہ ہو جائے شام	۹	جائے تشویش ہے دن کوئی گھر میں ہے تمام دوا جازت مجھے بیٹا کہ تمہیں اب ہو امام
راستہ بھول گئے ہیں نہ ادھر آئیں گے دشت میں جا کے پکاروں گی تو مل جائیں گے		
کہہ کے عابد سے چلیں خواہر سلطان ہدا وہ بھی ہمراہ ہوئیں کرتی ہوئی آہ و بکا	۱۰	آؤں ساتھ مرے مر کے یہ فتنہ سے کہا پاؤں رکھتی تھیں کہیں اور کہیں پڑتا تھا
جہاں جادشت میں لاشے جو نظر آتے تھے دل دھڑکتا تھا قدم خوف سے تھراتے تھے		
آہ تھی لب پہ رواں اشک تھے اور دل تھا فگار ناگہاں دور سے دکھائی دیا ایک سوار	۱۱	اک طرف کو یہ چلی جاتی تھیں باجھارت زار بولیں فتنہ سے یہ زینب کہ ذرا بڑھ کے پکار
مستحق اس کی کریں گے تو ترس کھائے گا اس سے بچوں کا پتہ دشت میں مل جائے گا		
حکم پانا تھا کہ فتنہ نے یہ دی بڑھ کے صدا کوئی تکلیف نہ دیں گے تجھے ہم اس کے سوا	۱۲	اے سوار اس طرف آ اس طرف آ بہر خدا ہم غریبوں کی ہے اک عرض اسے سنتا جا
دل ہے مجروح بہت روتی جو ہے بھائی کو تجھ سے کچھ پوچھنا ہے فاطمہ کی جانی کو		
متوجہ مواوستے ہی فتنہ کی صدا بولیں یہ خواہر شہید کہ اے مرد خدا	۱۳	پاس آ کر کہا کیا پوچھتی ہے اے دکھیا کسی بچے کو تو دیکھا نہیں تو نے یہ بتا
تشہ لب میں وطن آوارہ میں دکھ پائے ہیں چھوٹ کر ساتھ سے جنگل میں چلے آئے ہیں		

۱۲	ابھی صحرائیں جواک سمت پڑی میری نظر لڑکی اک چھوٹی سی بیٹھی ہوئی روتی ہے مگر	عرض کی اس نے جگر تھام کے بادیہ تر دیکھا اک لاشہ پُر خوں کے زمیں پر بے سر
	وہ بھی روتا ہے ادھر جس کا گذر ہوتا ہے اس کے نالوں سے عجب دل پہ اثر ہوتا ہے	
۱۵	مہربانی کا صلہ دے تجھے رب اکبر کہہ کے اس سمت چلیں گریہ کنائں غاک بس	روکے فرمانے لگیں زینب مجروح جگر بس پتہ مل گیا احساں ہوا تیرا مجھ پر
	اشک خوں بہتے تھے قابو میں دل زار نہ تھا ایک فضا کے سوا دوسرا غم خوار نہ تھا	
۱۶	دیکھا اس جا پہ ہے اک نور سے معمور گڑھا اور سینہ وہیں بیٹھی ہوئی کرتی ہے بکا	پہونچیں قصہ دیا پایا تھا جس کا پتہ لاش اک اس میں پڑی ہے کہ نہیں جس کا
	غش جو ہوتی ہے مزار موت کا مل جاتا ہے چونک پڑتی ہے تو دل سینہ میں ہل جاتا ہے	
۱۷	بیٹھ کر لے آیا آغوش میں بادیہ تر تو نے پہچان لیا باب کا لاشہ کیونکہ	آئیں نزدیک عرض زینب تنقیدہ جگر بولیں لپٹا کے کھجے سے میں قریاں تجھ پر
	بھر سے مادر ناسداد مٹی جاتی ہے بی بی اب گھر میں چلو رات ہوئی جاتی ہے	
۱۸	فرقت شدہ میں تڑپنے لگا جو دل میرا اے چھوٹی مجھ کو اسی لاش سے اتنی تھی صدا	عرض کی اس نے چھوپی سے بھد آہ و بکا اکے اس دشت میں چلائی میں بابا بابا
	آئی ہوں سینہ شبیر یہ سونے کے لئے کہا زینب نے کہ اب گھر چلو رونے کے لئے	

یہ ٹوہلائی تھی اور رو کے وہ دیتی تھی جواب	۱۹	آتش غم سے وہ ننھا سا کلیجہ تھا کباب پیار کر کے اسے زینب نے چشم پر آب
گو میں غلی ہو ادل جو زیادہ بیتاب		
میں بلالیں کبھی، گہ آنکھوں سے آنسو نوچھے		نہ، جو کانوں کے لہو سے تھے وہ ٹیسو پونچھے
دونوں بچوں کو چلیں ڈھونڈتے تھے ہر وہ مضطر	۲۰	ناگہاں جا پڑی اک سمت بیابا میں نظر ہاہیں گردن میں ہیں اور سو پہ میں زیر شجر
دیکھتی کیا ہیں کہ وہ باغ نبی کے گل تر		
گرد اس طرح سے ہے چاند سے رخساروں پر		ابر باریک ہو جس طرح سے سیاروں پر
آئیں نزدیک جو روتی تو یہ نقشہ دیکھا	۲۱	ہونٹ سوکھ مئے میں پیاس جو محمد سوا جس جگہ پا کے تری کچھ ہو کلیجہ ٹھنڈا
مٹی سرک کے وہ بیٹھے ہیں وہاں ماہ لقا		
باب کا سینہ نہیں ماں کی بھی آغوش نہیں		ایسے غافل ہیں کہ تن کا بھی تو کچھ ہوش نہیں
دیکھتے ہی انھیں بس بیٹھ گئیں زینب زار	۲۲	سر رکھے خاک سے زانو یہ اٹھا کر یک بار بولیں اب گھر میں چلو نیند سے سو کر ہشیار
لیکے دونوں کی بلائیں کیا پھر خوب سا پیار		
سرد جنگل کی ہوا باعث آرام ہوئی		دشتِ فرقت میں خبر بھی ہے نہیں شام ہوئی
نیند سے جب ہو ہشیار نہ وہ رشکِ قمر	۲۳	جھک کے پھر غور سے کی چہرہ پہ زینب نے نظر شاید ان دونوں کا بھی ہو گیا دنیا سے سفر
دم نہ پایا تو یہ فرمانے لگیں پیٹ کے سر		
دشتِ غربت میں کیا سب سے کنارا بچو		ہائے بن موت تمہیں پیاس نے مارا بچو

عرض کرنے لگیں زینبؑ سے یہ فتنہ غمگین لوٹ کر خیموں کو جانے لگی جب فوج یوں	بی بی ہے سر دل کو سہی موتا ہے یقین ۲۳ آگے گھوڑوں کی ٹاپوں میں یہ خورشید جبین
مرثیہ	حال ان کے جگر و قلب کو تر پاتے ہیں پھول سے جسموں پر سب نیل نظر آتے ہیں
جب حرم مقتل سرور کے مقابل آئے بیکس بے پروے ہو دج و محل آئے	قید کفار میں پابند سلاسل آئے ۱ دونوں ہاتھوں سے سنبھالے جگر دل آئے
	تن صد چاک عزیزوں کے زمیں پر دیکھے لاشے نرانیوں کی طرح سے بے سر دیکھے
کھینچ کر آہ وہ نالے کی با قلبِ حزین روئے مسکانِ سماءات ہلا عرشِ بریں	۲ کہ عیالِ محشر تازہ ہوا تھرائی زمین ترپے سدرہ پیر بعد ریح و الم کرج امیں
	آپ کو پشت سے اونٹوں کی گرایا سب نے خونِ دل آنکھوں سے مقتل میں بہایا سب نے
یوں تو ہر ایک نالے تھے دلوں کو نشتر خونِ زخمِ تنِ شبیر کو منہ پر کل کر	۳ پر غضب یں سے زینبؑ کے پیاتھا محشر ہنتی تھی بادل پر درو کہ یا خیر بشر
	دیکھے ہم یہ ہے جو کچھ کہ مصیبت اس دم دیکھے اپنے جگر گوشہ کی حالت اس دم
آپ فرماتے تھے اپنا جسے دلبر نانا ۴ جان و دل آپ فدا کرتے تھے جس پر نانا	دوش پر جس کو بٹھالیتے تھے اکثر نانا جس کو رکھتے تھے کلیجے سے لگا کر نانا
	یہ اُسی کا تن بے سر ہے لہو میں غلطاں آپ کے لال کا پیکر ہے لہو میں غلطاں

یار رسولؐ دوسرا دیکھے شبیر کا حال	۵	دھوپ میں گرم زمیں پر پڑا آپؐ لال آج اسی کائنات نازک یہ ہوا ہے پامال
بعد شبیر یرستی میں گلے ہیں دیکھو		اہل بیتؑ آپؐ کے زنداں میں چلے ہیں دیکھو
پھر کیا جانبِ مادر یہ خطاب پر غم	۶	اے بتولؑ عذراؑ بنتِ رسولؐ اکرم دیکھنا تھا مری تقدیر میں یہ ہائے ستم
آپؐ کی طرح زمانے سے سفر کر جاتی		کاش پہلے ہی ان آفات کے میں مر جاتی
کس مصیبت کو کروں آپؐ عرضِ اماں جا	۷	ہائے وہ بیاس سے بے عینِ سکینہؑ ناداں علیؑ اصغرؑ کی وہ نکلی ہوئی ہونٹوں پر زباں
شورِ اطفال پہ وہ شہ کا تڑپ کر آنا		پھر وہ دلِ تھام کے روتے ہوئے باہر جانا
بعد انصار عزیزوں کی وہ آنا باری	۸	ہائے وہ لاشہ قاسمؑ پہ دولہن کی زاری زخمِ برہچی کا وہ اکبرؑ کے جگر پر کاری
شہِ بیکس کا وہ ٹوٹی کمر اس دم کہنا		ہائے وہ نورِ نظر کا الم و غم سہنا
آپؐ کو ہو یگانہ فرد میں کیونکر کہیں	۹	برمنہ ہو گا میرِ پاک کہے ہوئیں گے میں ہائے تنہا ہے اعدا میں مگر کھائی حسینؑ
کیا کہوں پھر ہوئی جو کچھ کہ مصیبتِ اماں		ہل گیا عرشِ بریں آئی قیامتِ اماں

خاک اٹنے لگی بڑا ہوا شور و محشر	۱۰	چل گیا بوسہ گہ ختم رسل پر خنجر
چھن گئیں چادر میں تاراج ہوا سارا گھر		آپ کی بیٹیاں یا فاطمہ میں تنگے سر
مجمع عام میں اب ذلت و خواری دیکھو		ہم اسیروں کی ذرا آ کے سواری دیکھو
پھر کہا پیٹ کے سر اے مرے بھائی شہید	۱۱	اے پیمبر کے جگر جان قبول دلگیر
ہائے نے رنج رواں اسد رب قدیر		آپ کے اس تن صد چاک کے صدقہ ہمشیر
آسمان کیوں نہ گرا پھٹ کے زمیں پر ہے		خاک پر تن ہے سیناں پر سر اظہر ہے
بھائی میں آپ کی مظلومی و غربت کے فدا	۱۲	ہائے کس کس کو پکارا نہیں ہو کر تنہا
رحم کھایا نہ کسی نے نہ ملک کو آیا		ایک قطرے کیلئے پانی کے ترسے کیا کیا
نہ ملا ہائے دم تشنہ دہانی پانی		قتل کے وقت بھی کہتے رہے پانی پانی
بعد قتل آپ کے خیموں کو جلایا ہے ہے	۱۳	شمر غارت کیلئے گھر میں در آیا ہے ہے
گھر کیاں دیکے یتیموں کو رُلا یا ہے ہے		لوٹ کر لے گیا وہ جس نے جو پایا ہے ہے
فرش عابد کوئی لینے کے لئے آتا تھا		کوئی جموارہ اصغر کو لئے جاتا تھا
قید اعدا میں گرفتار میں ہو کر آئے	۱۴	ظلم سے ہم کو بچانے کو اٹھو ماں جائے
لائے سجاد کو ہیں طوق گراں پہنائے		سب حرم ساتھ ہیں رسی میں گلے بندھو آئے
اک ذرا اپنے عزیزوں کو خدا را دیکھو		ظلم اعداد سے ہے کیا حال ہمارا دیکھو

۱۵	بیٹیاں آپ کی آئی ہیں بصد درد و بکا نہیں دیتے جو جواب اس کو تجھ کی ہے جا	رو کے کہتی ہے سکنہ عمرے بابا بابا مقتضا آپ کی الفت کا نہیں یہ بھیا
	منہ کو ہر ایک کے تنگتی ہے ہر اسوں ہو کر دے نہ دلخ اپنا سکنہ کہیں بے جاں ہو کر	
۱۶	ہے رقیہ کا جدا حال پریشان کمال کہتی ہے غم سے پریشان ہو عطش ہوں	آپ ہے وہ گلہ مند نہایت ہے ملاں اور نہیں پوچھتے بابا مرا اصلا احوال
	آپ تو چین سے منتقل میں پڑے سوتے ہیں دھیان اتنا نہیں کیا ہم یہ ستم ہوتے ہیں	
۱۷	ہاے بابا مرے کہہ کر ہے کوئی چلاتی بھائی جاں اس کھڑی لے کاش مجھ کو ستاتی	رو کے ہر دم کوئی ہے خشک زباں دکھلاتی آپ کے بچوں کی حالت نہیں دیکھی جاتی
	بھوک اور پیاس کے صدوں سے ہو گھبراتے ہیں نیور آجاتے ہیں ہر وقت غش آجاتے ہیں	
۱۸	ہاے دکھلاتی ہے کیا کیا مجھے قسمت بھیا تس میں جس کے مرض تپ کی ہے شدت بھیا	ایک ہے ایک زیادہ ہے مصیبت بھیا اک قدم چلنے کی جس میں نہیں طاقت بھیا
	اس پہ ظلم و ستم فرقہ باطل دیکھو اُس کو پہنایا ہے اب طوق سلاسل دیکھو	
۱۹	بھائی جان آپ پھر لے کاش جہاں میں گتے ریسمان بازوؤں سے قیدیوں کے کھلوانے	اہل بیت آپ کے سب از سر نو جی جاتے چادر میں خاک نشینوں کو عطا فرماتے
	لیکن افسوس کہ پھر آنے کی اُمید نہیں اب ملاقات نہیں حشر تلک دید نہیں	

ہائے بھائی مرے کس طرح تمہیں پاؤں میں
دھونڈ کر پائے کہا سے تمہیں اب لاؤں میں
۲۰ ہائے چادر بھی نہیں جو تمہیں کفناؤں میں

کہہ کے یہ تھام لیا قلب کو خاموش ہوئی
زینب خستہ گری خاک پہ بے ہوش ہوئی

دانش اب تاب نہیں دل کو جگر ہے مضطر
۲۱ کہہ نہ اب حال غم زینب تفتیدہ جگر
کہ اٹھی کس طرح اور ہوش میں آئی کیونکر
کی جفا کس نے ہوا ظلم و ستم کیا اس پر

مرثیہ
سن کے انساں کوئی کیونکر متحمل ہوئے
تاب وہ لائے جو پتھر کا کوئی دل ہوئے

جب حضرت زینبؓ کا سر کٹ گیا رن میں
۱ تھرائی زمیں آگیا خورشید کہن میں
آندھی بھی چلی خود بھی برسے لگا بن میں
اک غفلہ حشر ہوا چرخ کہن میں

افلاک سے جبریلؑ امیں نے یہ صدا دی
ظالم نے چھری حلق پہ پیاسے کے پھرا دی

برپا تھا غم و رنج ادھر آل نبیؐ میں
۲ ہر ایک سنگر تھا ادھر محو خوشی میں
ماتم تھا ادھر یاد حسینؑ ابن علیؑ میں
بکتے تھے دف طبل ادھر فوج شفیؑ میں

اک دھوم تھی بس چار طرف فتح و ظفر کی
ہوتی تھی خوشی قتل شہ جن و بشر کی

ہر سمت سے ٹوٹ پڑے لاشہ شہ پر
۳ تلوار و سپر ایک نے لی ایک نے مغفر
لی آگے زرہ ایک نے اور ایک نے بکتر
عمامہ یا ایک نے لی ایک نے چادر

لی ایک جفا جو نے قبا آل عبّاس کی
خاتم کے لئے ایک نے انگلی بھی جدا کی

۴	سجھانہ کوئی ہائے محمدؐ کا جگر بند حشر نے حفاظت میں کی تھی نہ ہر چند	۴	ہیبتِ عدلوٹ سے تھے خرم و خرمند لیکن یہ ہوا قہر و غضب بہر کمر بند
	میت پر کیا ظلم عجب دشمن دیں نے ہاتھوں کو جڑا کر دیا جمالِ لعین نے		
۵	خیبوں کی طرف رخ کیا پھر اہل جفا نے سب بی بیہ کھیر کے گلے نہ کو چھپانے	۵	بر چھی کوئی چمکا کے لگا آہ ڈرانے پردہ کیا ناموس پیمبرؐ کا حیانے
	جس گھر میں ملک اذن پہ بھی پُر حذر آئے وَرَاہِ اسی گھر میں لعین آہ در آئے		
۶	خالق سے ڈرے اور نہ کیا خوف پیمبرؐ لی شمر نے بھی زینبؓ و کلثومؓ کی چادر	۶	جو ہاتھ لگا جس کے زیادہ زرد زور دھکا کے سیکھ کر لے کالوں سے گوہر
	جھولا علیؑ اصغرؑ کا اٹھالے گیا کوئی اور مسندِ شاہ دوسرا لے گیا کوئی		
۷	کیا وقت مصیبت کا یہ تھا آلِ نبیؐ پر جو ظلم سے اعدا کے بچا تا کوئی آکر	۷	افس کہ کوئی بھی نہ تھا ناصر و یار دیکھو جسے وہ خوں کا پیاسا تھا ستمگر
	دکھ دیتا تھا ظالم کوئی نیزہ کی انی سے کیسا تھا حسدِ آلِ رسولؐ مدنی سے		
۸	سر پیٹ کے اکبرؑ کیلئے روتی تھی کوئی عباسؑ دلاور کیلئے روتی تھی کوئی	۸	قاسمؑ بن شبیرؑ کیلئے روتی تھی کوئی نکھ علیؑ اصغرؑ کیلئے روتی تھی کوئی
	بھائی کیلئے اشکوں سے نہ دھوتی تھی زینبؓ گہ عوں و محمدؐ کے لئے روتی تھی زینبؓ		

بابا کے لئے مضطر و حیراں تھی سکینہؑ	۹	کہتی تھی یہی پیٹ کے اپنا سرو سیعہ کس وقت کا اعدا نے نکالا ہے یہ کینہ
بے دینوں نے نرغہ میں رہیں گھیر لیا ہے اس وقت میں کیوں آپ نے منہ پھیر لیا ہے		
روقی ہوئی خیمہ سے جونہی نکلی وہ دکھیا	۱۰	دامن میں لگی آگ تو جلنے لگا کرتا گھبرا کے جو دوڑی تو بھڑکنے لگا شعلہ
اک شخص نے کچھ کھا کے ترس آگ بچھا دی یوں بچ گئی جلنے سے وہ عالم کی خور زادی		
تھیں بیٹیاں حیراں کہ کس سمت کو جائیں	۱۱	چادر بھی نہیں جس گر منہ اپنا چھپا میں یہ حال تباہی کا بھلا کس کو دکھائیں
قائم بھی ہیں اور علی اکبرؑ بھی نہیں ہیں عباسؑ جری بھی نہیں سرورؑ بھی نہیں ہیں		
کہتا ہے بیاں راوی پر غم یہ روایت بولا عمر سعد یہ از راو شقاوت	۱۲	جب لوٹ سے فارغ ہوئے وہ بانی بدعت مقتل کی طرف جائیں کچھ اشنی اس عجالت
سرتن سے شہیدوں نے ابھی کاٹ لیں جا کے حاکم کے یہاں بھیجنا ہے سر شہدا کے		
یہ سنئے ہی مقتل میں گئے چند سنگر خوش خوش پھر اور رکھ بیٹھ رہنے لاکر	۱۳	سرتن سے شہیدوں کے قلم کر کے سر اسر اگن کر کہا اس نے کہ میں یہ سر تو اکہتر
وہ کون ہے کس شخص نے سر کس کا نہ کاٹا وہ کون سا مقتول ہے سر جس کا نہ کاٹا		

۱۲	ہے حد ہے مجھے فکر بہت ہوں میں پریشان حاکم کا دل جہاں سمجھوں میں تابع فرماں	تم جا کے تھوڑے کرو بھر جانہاں ایسا نہ ہو مالک سے ہوں میں اپنے یشیاں
	میں لکھ چکا عرضی میں بہتر شہدا ہیں انصار ہیں اعوان ہیں کچھ آلِ عباس ہیں	
۱۵	یہ سنتے ہی کہنے لگا اک ظالم بے پیر حلقوم پہ جس کے بن کاہل کا لگا تیر	جس طفل کو پانی کیلئے لائے تھے شبیر خیموں کے عقب دفن ہوا گوہی بے شیر
	میں کاٹ کے لے آتا ہوں اس طفل کے سر کو ترپا تا ہوں مرقد میں شہ جن و بشر کو	
۱۶	یہ کہہ کے جبارن کی طرف وہ ستم آرا دیکھی جو زمین نرم وہاں نیزے کو مارا	خیموں کے عقب کرنے لگا آکے نظارا اصغر کی لحد مل گئی ظالم کو قضا را
	اس بانی بیداد نے یہ جو رجحان کی تربت ہی میں وہ گردن بے شیر خدا کی	
۱۷	فضہ نے جو یہ دور دیکھا تو پیکاری اس نازہ مصیبت پہ کرو گریہ وزاری	اے بانوئے غم دیدہ ستم ہو گیا واری لو نفعی سی میت کی بوئی ذلت و خواری
	بے شیر کا سر کاٹ لیا بغض و حسد میں سوئے نہ دیا چین سے آغوش لحد میں	
۱۸	یہ سن کے لگیں پیٹنے سر زینب و کلثوم صدقہ تری میت کے میں اے اصغر معصوم	چلائی جگر تھام کے یہ بانوئے معصوم ظالم سے عوض لے گا ترا خالق قیوم
	لاشہ کو تہے دفن کیا تھا شہ دیں نے سر تیرا لحد کھود کے کاٹا ہے لعین نے	

<p>نچے کھی بال اپنے کھی پیٹ لیا سر وہ جن کے جس سے بپا ہو گیا محشر</p>	۱۹	<p>پھر اشکوں سے منہ دھوئے لگیں خاک اڑا کر گودی میں لیا دھڑکے پھر لاشہٗ اصغرؑ</p>
<p>نمبر</p>	<p>خاموش ہو لائق کہ نبیؐ صرف فغاں ہیں فردوس میں زمرا و علیؑ نوحہ کناں ہیں</p>	<p>مرثیہ</p>
<p>عرشِ خدا اگر اچکے کعبے کو ڈھا چکے دنیا سے بچتن کی نشانی مٹا چکے</p>	۱	<p>اعدا جو ان میں شمعِ امامت بجھا چکے سرور کے پیارے خلق پہ پھنجر پھرا چکے</p>
<p>علیؑ تھا کہ قبر میں بھی ستایا بتولؑ کو بے ستر کیا نماز میں سبطِ رسولؐ کو</p>		
<p>حیدرؑ سر اپنا پیٹتے تھے نعرے مار مار کہتے تھے خاک اڑھ کے یہ محبوبؑ کردگار</p>	۲	<p>رن میں بچھا دیں کھاتی تھی زمراؑ جگر و کار تھامے ہوئے کھجے کو شتر تھے بے قرار</p>
<p>پیا سے کا سر بدن سے اتارالین نے ہے ہے مرے نواسے کو مارا کعبین نے</p>		
<p>پھینکی تھی سر سے زینت و کلثومؑ نے ردا وارثؑ مرا شہید ہوا وامعیت</p>	۳	<p>تھا خیمہٗ حسینؑ میں علیؑ و احسینؑ کا کہتی تھی بالوؑ مجھ پہ فلک غم کا گر پڑا</p>
<p>آیا کسی کو رحم نہ زمراؑ کے لال پر ہے ہے تباہی انگلی احمدؑ کی آل پر</p>		
<p>اور طبلِ فتح رن میں بجاتے تھے اہلِ شہر دوڑا ہے تھے گھوڑوں کو سرور کی لاش پر</p>	۴	<p>رائیں یہ بین کرتی تھیں سر پیٹ پیٹ کر نیزوں پر رکھے جاتے تھے سرورؑ کے سر</p>
<p>تاکید کر رہا تھا عمرؑ فوجِ شام کو جلدی جلاد داگ سے منہ کے خیام کو</p>		

یہ حکم تھا کہ بیوہ دن کا زیور بھی لپیٹو گوش سکنہ جان کے گوہر بھی لپیٹو	۵	کبریا کے سر کا مقنع پر زربھی لپیٹو زینب کے فرق پاک کی چادر بھی لپیٹو
بے خوف لوٹو خانہ ابن بتول کو محتاج کردو خلق میں آل رسول کو		
سناہوں اک مریض ہے خیمہ میں تشنہ کام اب بدمی صبی شہنشاہ خاص وعام	۶	سجاد اُس کو کہتے ہیں عابد ہے اس کا نام رو کے اگر تو کیجیو کام اس کا تم تمام
اور تب میں غش جو پائیو ابن حسین کو قیدی بنا کے لائیو ابن حسین کو		
یہ ذکر تھا کہ غل ہوا دیورھی پہ ناگیاں بستر سے اٹھے کا پیتے سجاد ناواں	۷	تھراے خوف سے حرم شاہ دو جہاں دیورھی پہ جا کے ظالموں کیوں کیا بیاں
تم سب کو چاہیے ادب اس بارگاہ کا اے ظالمو یہ گھر ہے رسالت پناہ کا		
بابا کی طرح مجھ کو بھی نیزے لگاؤ تم حاضر ہوں مجھ کو طوق و سلاسل پہناؤ تم	۸	میرے بھی خلق خشک یہ خنجر پھراؤ تم بیوہوں کے لوٹنے سے مگر ہاتھ اٹھاؤ تم
دودن کا ان پہ فاقہ ہے دودن کی پیاس ہے دنیا کا مال و زر نہیں کچھ ان کے پاس ہے		
زربا تھ اسی گایہ عبث ہے تمہیں خیال عشرت کا فاطمہ کے عیاں سے سبھو حال	۹	محتاج ہی رہی ہمیشہ نبی کی آل جزاک ردائے کہنہ نہ تھا کچھ متاع مال
دنیا کی نعمتوں سے زباں آشنا نہ تھی جز آناں و جو کے اور میسر غذا نہ تھی		

دینا میں جس طرح کی تھی عسرت قبول پر یہ گھر اگر لٹا تو لٹا مصطفیٰ کا گھر	۱۰	محتاج اسی طرح کی یہ بیوہ میں نوحہ کر مہر تنگ یہ عویں تو کھلا فاطمہ کا سر
یہ بی بیوں بھی مریم و حوا سے کم نہیں عصمت ہر اک کی عصمت زہرا سے کم نہیں		
اعدائے کہہ رہا تھا یہ بہار کر بلا شکر سے کشمکش سے وہ رنجور گر پڑا	۱۱	اتنے میں حملہ فوج ستمگار کا ہوا چلا کے فوج سے عمر سعد نے کہا
نزدیک اس کے غیر کو آنے نہ دیجیو قابل سے اس مریض کو جانے نہ دیجیو		
زہرا اس کے حال پہ کوئی ترس نہ کھائے زنجیر و طوق سامنے ظالم جو لے کے آئے	۱۲	حداد سے یہ کہہ دو کہ زنجیر و طوق لائے عابد نے سر جھکا دیا اور پاؤں بھی بڑھائے
طوق گراں پہنا دیا اس بے گناہ کو صد مہ ہوا لحد میں رسالت پناہ کو		
عابد کو قید کر چکے جب بانی جفا غیرت کے مارے چادر دل منہ چھپا چھپا	۱۳	درا نہ آئے خیمے کے اندر وہ بے حیا چھینے لگیں ہر اچوں میں بی بی یہ صد بکا
چلاتی تھیں تباہی غریبوں پہ آئی ہے لشتا ہے گھر حسین کا یارب دہائی ہے		
فریاد ہے کہ موتے ہیں بے پردہ دار سہا کہتی تھی کوئی اسے نہ عکسار	۱۴	آئی ہے لوٹنے ہیں فوج ستم شعار آکر بچاؤ بی بیوں کو یا شیر کردگار
زینت بیکارتی تھی برادر مدد کرو بہن کی آنکھ کے سبب پیہر مدد کرو		

رانڈیں بیرین کر رہی تھیں غل چا چا
لیتا تھا کوئی مسند سلطان کر بلا
اور لٹ رہا تھا خانہٴ فرزند مر قضا
۱۵ فضہ سے پوچھتا تھا کوئی بانی جفا

کس جا پہ توشہ خانہ ہے سبطِ رسول کا
بتلا کہ دھر خزانہ ہے ابنِ بتول کا

اسباب سارا لوٹ چکے جب ستم شعار
زور بھی چھینا سر سے روا میں بھی لیں تار
۱۶ بی بیوں پہ آئے کھنچ کے تلواریں نابکار
سرنگے ہو گئے حرم شیر کو دکار

بھاگیں جو بی بی یا بالوں سے منہ ڈھانپ ڈھانپ کے
دہشت سے بچے رونے لگے کانپ کانپ کے

ان بچوں میں تھی بالی سکینہ بھی فوجہ گر
ناگاہ آیا دوڑ کے وال شمر خیرہ سر
۱۷ دہشت کے مار سینے میں تھراتا تھا جگر
بندے کو اُس کے کان سے کھینچا وہ بد گہر

زخمی جو کان ہو گیا اس تشنہ کام کا
تھرایا رن میں لاشہ بے سر امام کا

چلائی گر کے خاک پہ وہ بچی تشنہ کام
ترپنی سکینہ جس گھڑی لے کر پد رکا نام
۱۸ اے بابا جان دوڑو یہ بیٹی ہوئی تمام
غصے میں آیا اور بھی وہ قاتلِ امام

آیا خدا کا خوف نہ کچھ رُوسیاہ کو
مارا طمانچہ دوڑ کے اُس بے گناہ کو

بس لگتے ہی طمانچے کے غش اُس کو آگیا
چلائی بانو ہائے یہ کیسا ستم ہوا
۱۹ بی بی! یہ حال دیکھ کے دوڑیں برہنہ پا
بچی کو میری مارا طمانچہ غضب کیا

زخمی ہے کان مُرخ طمانچے سے گال ہے
ہے یہ بے حسین سکینہ کا حال ہے
۲۰

جس دم قلم ہوا سر سلطان کر بلا	۱	اک زلزلہ میں آگیا میدان کر بلا پیاسا شہید ہو گیا جہان کر بلا
جتلی زمیں پہ لاشہ سلطان بے کفن	۲	بتلا زمیں نہ کیوں ترا طبقہ الٹ گیا آغوشِ فاطمہ میں سر شاہ کٹ گیا
رن میں جو شہر ہوئی ہر سمت یہ خبر	۳	افضہ یمن کے خیمہ میں آئی برہنہ سر آبادہ بعد قتل بھی اعدا میں ظلم پر
زینبؓ سے رو کے بولی ہر اپنا پیٹ کر	۴	حافی کوئی نہیں ہے شہ مشرقین کا ہے قصد پا کمال ہوا لاشہ حسینؑ کا
آبادہ ظلم پر میں بد اطوار کیا کروں	۵	افسوس ہے میں غم کی گرفتار کیا کروں فریاد کر رہی ہوں میں ناچار کیا کروں
کوئی نہیں ہے حافی و غم خوار کیا کروں		ہے انتظار اس اسدِ حق کا دیر سے سلمانؑ کو کیا تھا رہا جس نے شیر سے
زینبؓ یہ حال سن کے ہوئی سخت بے قرار		فرطِ الم سے کہنے لگی ہو کے اشک بار کچھ بس نہیں بہن کا ہے مجبور سوگوار
بھیا تھاری لاش کا حافی ہے کردگار		عالم عجب اب ہے مرے اضطراب کا کیونکر جسدِ بچے پسیر بو تراب کا

۶	اے آسمان دیکھے گا کس آنکھ سے یہ حال اے نہر غرق آب ہوں اندھے بد کمال	۶	اے ارض کر بلا تو اُلٹ مہر ذوالجلال یا رب بچالے لاشہ شبیر خوش خصال
	یا مصطفیٰ حسین کو آکر بچائیے یا شیر حق پسرو کو لحد میں چھپائیے		
۷	زینبؓ کے استغاثہ پہ پہلنے لگی زمیں گھبرا کے انی خیمہ میں وہ بیگس و حزین	۷	تھی بے حواس دل پہ جو قابو رہا نہیں بولی پہنچ کے عابد بیسار کے قرین
	ہے غیر حال تب سے مرے لال آپ کا ہوتا ہے پاؤں ویاں جسم باپ کا		
	فضہؓ نے تب یہ زینبؓ ناشاد سے کہا ہوں منتظر میں پاؤں اگر حکم آپ کا	۸	اک شیریاں پر رہتا ہے میں نے ہے یہ سنا اُس کے کہوں یہ حال میں اے بنتِ مرتضیٰ
	زینبؓ پیکاری بہر خدا جلد جاؤ تم شیر خدا کے لال کی حالت سناؤ تم		
	آجائے گردہ شیر تو ہٹ جائیں اشقیا عجالت کا وقت ہے نہ توقف کرو ذرا	۹	پامال ہوندا لاشہ سلطان کر بلا دوڑیں یسین کے حضرتِ فضہؓ بگرہ نہ پا
	دیکھا قریب جا کے گھرا ابر یاس ہے وہ شیرِ نحو خواب ہے جنگلِ اُداس ہے		
۱۰	چلائی رو کے آہ یہ آفت کا وقت ہے اے شیر جلد اٹھ کہ مصیبت کا وقت ہے	۱۰	زہراؓ کی بیٹیوں پہ قیامت کا وقت ہے فرزند شیرِ حق کی رفاقت کا وقت ہے
	مولا سے اشقیا نے عداوت کمال کی پامال لاش ہوتی ہے زہراؓ کے لال کی		

چل کر بچالے لاشہ شاہنشاہ عرب بندھی ہے نعل گھوڑوں کی پاؤں میں غضب	۱۱	اے شیر جلد اٹھ نہیں راحت کا وقت اب یہ ظلم یہ ستم یہ شقاوت ہے بے سبب
روح امام پاک کو رنج و قفس نہ ہو پامال لاش ابن امیر عرب نہ ہو		
پامال تھوڑی دیر میں ہو گا وہ بے گماں شکر کر کینز فاطمہ زہرا کا یہ بیاں	۱۲	لاشہ پڑا ہے شاہ کا اعدا کے درمیاں چل کر بچالے تو پئے خلاق دو جہاں
اٹھا وہ شیر خاک اڑاتا ہوا چلا آنکھوں سے جوئے اشک بہاتا ہوا چلا		
یوں بیکسی یہ شاہ کی تڑپا بجال زار آخر ستم سے باز ہے وہ ستم شمار	۱۳	پہنچا قریب لاش جو وہ شیر ایک بار جیسے پسری لاش پہ مادر ہو بے قرار
ہیبت سے اس کے سارے جفا کار ہٹ گئے پھرا جو دیکھا شیر کو اشرار ہٹ گئے		
خیمہ میں لوٹنے کو چلے جب ستم شمار جاتے تھے لوٹنے کو ادھر سے ادھر سوار	۱۴	کچھ راویوں نے پر یہ لکھا ہے بجال زار ہنگامہ قبر کا تھا قیامت تھی آشکار
پوچھو نہ حال فاطمہ کے نور عین کا پامال ہو گیا تن بے سر حسین کا		مرثیہ
گھوڑوں کی نعل اور تن شیر ہے غضب بس بس خوش عترت دلگیر ہے غضب	۱۵	کیا ظلم پر تلے تھے وہ بے پیر ہے غضب دیوڑھی پہ دیکھتی رہی ہمشیر ہے غضب
مرثیہ ۹		راحت نہ دی ذرا جسد یاش یاش کو پامال کر دیا شہ والا نکی لاش کو

رکن دین بنوی جب کہ گریا رکن میں ورق مصحف ناطق کو مٹایا رکن میں	۱	دل فتح لعینوں نے بجایا رکن میں صبح قذیل امامت کو بکھایا رکن میں
گھر جلا مال لٹا خیمے بھی تاراج ہوئے ایک چادر کو حرم شاہ کے محتاج ہوئے	۲	گو میں بچے لئے بی بی با حال تباہ دیکھ لے گور پڑا ہے خلف شیر الہ
لاش شیر کا مدفون نہ ہونے دینا بھائی کے لاش پہ زینب کو نہ رونے دینا	۳	اُس کے ٹکڑے ہوا زینب میکس کا جگر سینہ پر ہاتھوں کو رکھ اور یہ بولی رو کر
آج کیا وقت ہے اولادِ پیمر کے لئے تم کفن کے لئے محتاج میں چادر کے لئے	۴	کیا ستم شمر کا حضرت سے کہے یہ خواہر جس سے کاٹا تھا ترا خشک کٹا لے سروا
بچے غش ہوتے تھے اس کو نہ ترس آیا تھا زلفیں پکڑے ہوئے سر آپ کا لے آیا تھا	۵	کان زخمی کئے اور چھین لئے اُس کے گھر خاک پر غش میں پڑی لوٹتی تھی تشہ جگر
ہوش آیا بھی تو یوں درد سے چلاتی تھی لاش عباس لب نہر پہ تھمرا کی تھی	۶	

آپنے مجھ کو اور ڈھالی تھی جو میرا کی دوا میں جو چھپنے لگی خیمہ میں تو مارا نیزا	۶	اس ردا کیلئے کی شمر نے مجھ پر یہ جفا درد سے نیزہ کے گر گر پڑی ہوں میں سرجا
تم سوا کون کسے نالہ و آو زینب پشت زخمی ہے مری پشت پناہ زینب		
بھائی کی لاش سے کہتی تھی یہ زینب ناچار بولا زینب سے کہ اب جلد موآ شتر یہ سوار	۷	ناگہاں آیا ادھر شمر لعین بد کردار دیکھنا راہ میں بھائی کو تو اے سینہ نگار
حکم حاکم سے یہ سب ظلم و ستم کرتا ہوں میں تو زینب ترے رونے سے نہیں ڈرتا ہوں		
کہا زینب نے کہ بے وارثی ہوں اے خوشخوار بے کفن خاک پر ہے شیر خدا کا دلدار	۸	اتنا بھی ظلم نہ کر بہر رسول غفار اتنی فرصت دے بناؤں شہ بیگم کا مزار
بے کفن خاک پہ زہرا کا تو پیارا ہووے میں پڑھوں اونٹ پہ کیونکر یہ گوارا ہووے		
یہ سخن رو کے جو ہیں زینب بیگم نے کہا دخترِ فاطمہ کا ہاتھ پکڑ کہ کھینچا	۹	کیا کہوں ظلم جو کچھ شمر ستمگر نے کیا کر دیا سیدِ مظلوم کے لاشہ سے جدا
مثل بسمل شہ دیں کا تن بے سر کانپا نہر پر لاشہ غبارِ دلاور کانپا		
گرد زینب کے کیا بیگموں نے آکے ہجوم جسمِ سب سر دیکھیں تم نہیں ہوتا معلوم	۱۰	دیکھ لے غم میں پڑی خواہر شاہِ مظلوم کہا با تو نے گئیں غلہ میں زینبِ مغوم
حیف صد حیف کسی کا بھی سہارا نہ رہا خلق میں کوئی بزرگ اب تو ہمارا نہ رہا		

جب پڑی زینب یکس پہ سبکینہ کی نگاہ	۱۱	بیٹھی زینب کے سر ہانے وہ لہو و آہ سر پھوٹی کا رکھنا زانو پہ بہ احوالِ تباہ
دخترِ شاہ نجف زینب مضطر بولو	۱۲	بولو اے عاشقِ فرزندِ پیمبر بولو
آپ کے ہاتھ میں تھا ہاتھ مراد نے دیا	۱۳	اور فرمایا تھا ہتھیار تم اس سے رہنا آج تم نے بھی مصیبت میں مجھ چھوڑ دیا
مرثیہ		چاہنے والی مری اے پھوٹی اماں بولو اب کہہ جاؤں میں لے زینب دیشاں بولو
غارتِ خیمہ سرور کو جب آئے اعدا	۱	ننگی تلواریں لئے جے ادب آئے اعدا شورِ بی بیوں میں ہوا ہے غضب آئے اعدا
آس اب کس کی ہے کون آہ بجائے ہم کو		ان جفا کاروں سے اللہ بچائے ہم کو
بی بیوں کو کتنی تھیں فریاد کہ ہم لٹتے ہیں	۲	اے خدا تیرے پیغمبر کے حرم لٹتے ہیں آج بے جرم یہ پابندِ الم لٹتے ہیں
آگ پر دے کی قنائوں میں لگادی ہے ہے		مسندِ احمد مختار جلادی ہے ہے
تھی بپا اکل نبی میں فغاں و زاری	۳	اتنے میں راگھ موٹیں جل کے قنائیں ساری نیکے میدان میں گھبرا کے حرم اک باری
دور سے سینے میں کسی بی بی کے سانس آرہی تھی		لو کھڑا کر کوئی بچہ لئے گر پڑتی تھی

پانی غارت سے جو اعدا نے فراغت اک بار لٹ چکی بادشہ کون و مکاں کی سرکار	۴	عمر سعد سے اک شامی نے یہ کی گفتار کوئی شے لشکریوں نے نہیں چھوڑی زہدار
حرم شاہ میں اب اور تو کیا باقی ہے سر پہ بی بیوں کے اب ایک ردِ باقی ہے		
شمر بولا کہ ردِ اوں کو بھی لو جلد آثار سہرہ ہند رہیں ناموس رسول مختار	۵	نہیں حاکم کے گنہگاروں کو بردا درکار بے کجا سے کے جوہوں اونٹ کرواٹی سوار
قتل وارث ہوئے دہشت ہیں کیا ہے ان کی جنتا بد رو کے یہ چلائیں سزا ہے ان کی		
فوج کو حکم یہ جب شمر سنگ نے دیا پیٹے کی ہے جگہ بلے غضبِ داویلا	۶	پھر تو چھنے لگی ایک ایک کے سر پر سردا منہ چھپانے کو ردِ اوں کا بھی پروا نہ رہا
مثل خورشید ہر اک زانو حزیں کا بیتی تھی اس طرف خاک پہ لاش نہ دیں کا بیتی تھی		
سہر زینب سے ردِ لینے لگے جب اعظم روکے وہ کہتی تھی اسے ظالمونہرا کی قسم	۷	تھر تھرائی تھی زمیں ہلتا تھا عرش اعظم مریم و ہاجرہ سے مرتبہ میرا نہیں کم
غضب حق سے کہاں بچ کے نکل جاؤ گے آہ اک ایسی کروں گی میں کہ جل جاؤ گے		
چھوڑ دو گوشہ چادر کو مرے پاس نہ آؤ کلمہ پڑھتے ہو جس کا نہ اُسے غیظ میں لاؤ	۸	بنت نہرا ہوں فی زادی بولجکونہ ستاؤ تم کو لازم تھا بعزت ہیں پردے میں بٹھاؤ
لوٹ کر زیور و زر پھر مجھے دکھ دیتے ہو اک ردِ باقی ہے اس کو بھی لئے لیتے ہو		

میں نہ دوں گی مرے سر پہ ردائے زہرا	۹	جگو اے بے ادب سمجھو بجائے زہرا بددعا کو نہ کہیں ہاتھ اٹھائے زہرا
مالک جنت و دوزخ ہے وہ مجبور نہیں گر قیامت ابھی آجائے تو کچھ دور نہیں		
بچھینے تو وہ رداجس میں ہیں سو تو پیوند	۱۰	سحق کو یہ ظلم کسی طور نہ ہوئے گا پسند انگے سر فاطمہ آتی ہے کرو آنکھیں بند
اس کی بیٹی کی رد اچھین کے کیا پاؤ گئے آج کے ظلم کی محشر میں سزا پاؤ گئے		
سُن کے یہ دستِ ستم سنبے بڑھایا لک بار	۱۱	اور ردائے غضب لی سر زینب سے آثار آئی مقتل سے یہ آوازِ امامِ ابرار
مُنہ سے بولو نہ اگر بھائی ہے پیارا زینب آزما تا ہے خدا صبر تمہارا زینب		
بھائی قربان ہو غصے میں نہ آؤ بہنا	۱۲	چشم سے اشکِ دریا نہ بہاؤ بہنا گر رو اچھین گئی سرنگے ہی جاؤ بہنا
قسمتِ آلِ پیغمبر میں لکھا یو ہی ہے اپنا کیا زور ہے منظورِ خدا یو ہی ہے		
غم نہ کھاؤ جو ردائے گئے سر سے دشمن	۱۳	دیکھ سکتا ہے کوئی نورِ الہی کو بہن جلتی ریتی پہ ہے عریان ہمارا بھی بدن
ہے ستم پہنے کو خالق نے بنایا ہم کو نہ ردائے کو میسر ہے نہ سایا ہم کو		

جب کئے حلق سے شیر کے آئی یہ صدا دم نہ ماروں گی نہ حق میں کھلا سر تو کھلا	۱۳	سر جھکا کر کہا زینب نے کہ بھیا اچھا ننگے سر جاؤں گی جو خالق اکبر کی رضا
مرثیہ	غم تو یہ ہے جو رد اچھینی نہ جاتی بھائی آپ کے لاشہ بے سر پہ اوڑھاتی بھائی	نمبر ۱۱
جب خیمہ فرزند پیغمبر ہوا تاراج ناموس نبی کا زور زور ہوا تاراج	۱	اک شور ہوا خانہ حیدر ہوا تاراج جو رونق دنیا تھی وہی گھر ہوا تاراج
بے دینوں نے گویا حرم شیر خدا کو سکد انیاں محتاج ہوئیں ایک روا کو	۲	دہ پردگیان حرم عزت و توقیر میدان میں سر ننگے تھیں اور گرد تھے پیر
تاکید تھی ہر دم عمر سعد شقی کی ہاں باندھ لوری سے تو اسی کو نبی کی	۳	ان قیدیوں میں بیٹیاں زہرا کی کہاں ہیں دیکھیں تو کہہ کر کس کی یہ بالائے سال ہیں
تلوار پکڑ کر علی اکبر نہیں آتے اب بہر مد سبٹ پیغمبر نہیں آتے	۴	کہتا تھا کوئی دشمن دیں بیڑیاں لاؤ سجاد کے پہلو سے سکینہ کو ہٹاؤ
سر کاٹ لو فرزند حسین ابن علی کا تا فاتحہ خواں بھی نہ رہے صبط نبی کا	۵	زنجیرید اللہ کے پوتے کو پینھاؤ پٹا ہوا ہے باپ سے باقرؑ کو چھڑاؤ

اونٹ آئیں وہ جن پر نہ بود ج نہ عمارۃ	۵	کوئے کی طرف جائے گی بیوہ دل کی سوارۃ
ہے روز خوشی کا کہ ہوئی فتنہ ہماری		کہہ دو کوئی قیدی نہ کرے گریہ وزاری
ہرگز نہ رہائی کسی تدبیر ملے گی		بچہ بھی جو رو دے گا تو تعزیر ملے گی
بانو پہ تنقید تھی کہ اکبر کو نہ روئے	۱۰	چھاتی بھی جو بھرائے تو اصغر کو نہ روئے
اک شیعہ کی دلہن قاسم بیٹے پر کو نہ روئے		زینب سے یہ کہہ دو کہ برادر کو نہ روئے
اب لاش یہ بھی سبط رسول مدنی کی		ہوویں گے قلم ہاتھ اگر سینہ زنی کی
حیدر کو پکارے نہ کوئی غم کی ستائی		دیوے نہ کوئی بیوہ محنت کی دوپائی
یہ غل نہ کوں لٹ گئی زہرا کی کمائی	۱۱	رو کر نہ کہے کوئی کہ ہے مرے بھائی
نہروں سے ہلا دیں نہ بزرگوں کی لحد کو		سب مر گئے اب کوئی نہ آوے گا مدد کو
لیوے گی سیکند جو کبھی نام علم دار	۱۲	تو سرخ طایچوں سے کریں گے گلِ خسار
ہے مرے بابا جو پکارے گی وہ ہر بار		کس دیوینگا رستی سے گلا شمر ستمگار
بھولے سے بھی گر اونٹ یہ فریاد کرے گی		دیکھیں گے وہ ایذا کہ بہت یاد کرے گی
اعداء کی یہ ناکید تھی بیوہوں کا یہ تھا حال	۱۳	سر پستی تھیں چہروں پہ بکھر ہوئے تھے بال
چلاتی تھی بانو مرا لوٹا گیا اقبال		میں بیوہ ہوئی قتل ہوا غافل کا لال
کیوں کر نہ دہائی دوں رسولِ دہ سہرا کی		سرنگے ہے بلوے میں بہوشیہ خدا کی

جلاقی تھی مقتل کی طرف زینب مفسط بازو مر رہی سے بندھے تھیں گئی چادر	۱۰	یا سبط نبی لولی گئی آپ کی خواہر حلقے میں ستم کاروں کے تنہا ہوں کھلے سر
فریاد ہے منہ اشکوں سے دھونا نہیں ملتا تم قتل ہوئے اور مجھے رونا نہیں ملتا		
کبرا کو یہ تقدیر نے ہی ظلم دکھائے نزدیک ہے مظلوم سکینہ کو غمش اُسے	۱۱	خوں روتی ہے منہ دستِ جنائی سے چھپا زخمی ہوئیں گال طمانچہ بھی میں کھائے
منہ خشک ہے پر روتی ہے کانوں پہ دھڑکاتھ اور کہنیوں تک چھوئے سے میں خوں میں بھر کاتھ		
ایک کو مہر کئے کاتھا وارثوں کے درد سینوں میں جو دل جلتے تھے بھرتی تھیں دم	۱۲	حد سے گزرتاری کتھے چاند سے منہ زرد تھرتے تھے شعلہ کی طرح سے تن پر گرد
نکلیں تھیں جو جلتے ہوئے خیمے کے تلے سے پلٹے ہوئے اطفال تھے بیوہ دن کے گلے سے		
حلقے میں جفا کاروں کے تھے عابد بیمار حداد یہ کہتا تھا کہ اسے شمر ستم کار	۱۳	شدت سے تپ غم کی غمش آجاتا تھا ہر بار پہناؤں کسے بیریاں اور طوق گراں بار
گردن یہ نہیں طوق گلوگیر کے قابل یہ پاؤں نہیں حلقہ زنجیر کے قابل		
طوق اس کو پہناتے ہیں جو ہوتا ہے توانا ان کا پیٹنے پاؤں میں نہ زنجیر پہنانا	۱۴	دشوار ہے بیمار کو گردن کا اٹھانا ورنہ ابھی ہو جائے گام تن سے روانا
نہ پاؤں ہیں اس بوجھ کے لائق نہ گلا ہے یہ ضعف ہی اس کے لئے زنجیر بلا ہے		

۱۵	تکار نہ کر جلد پہنا طوق گلو گیر گردن میں رسن چاہیے اور پاؤں میں زنجیر	۱۵	ہمداد سے یوں کہنے لگا قاتل شبیر یہ شیر میں بگڑیں تو نہ بن آئے گی تدبیر
	بیماری میں سالم میں ضعیفی میں قوی میں فیض ان کا غضب ہے کہ یہ اولاد علیؑ میں		
۱۶	نہ پاؤں بڑھیں اہد نہ کھینچے ہاتھ سے تلوار بیڑی ہو یہ بھاری کہ چلے زور نہ زہار	۱۶	لازم ہے کہ اس طرح انھیں کیجے گرفتار پہنچے یہ کسے جائیں کہ ہوں انگلیاں بیکار
	فریاد کو بھی ہاتھ یہ مضطر نہ اٹھائے طوق ایسا گراں ہو کہ کبھی سر نہ اٹھائے		
۱۷	بھر جائے زمیں خوں سجود کھلائیں شجاعت کیا جائیے کیا سجود کھاتے نہیں طاقت	۱۷	عابد نے کہا گو میں گرفتار مصیبت ان کا پیٹے ہاتھوں میں بھی زور آتا
	نہ ضعف کا باعث نہ لقاحت کا سبب ہے واللہ فقط بخشش امت کا سبب ہے		
۱۸	زینبؑ کی رد اچھیں گئی گھڑ لٹ گیا سارا یہ سب کیا امت کیلئے میں نے گوارا	۱۸	آگے مرے زیور مری مادر کا اتارا بے جرم طہانچہ مری ہمشیر کو مارا
	خوش ہو کے اسیری کے بھی دکھ دروہیں گے ہم وہ ہیں کہ ہر رنج میں صابر ہی رہیں گے		
۱۹	کس صبر سے عابد نے سر پاک جھکایا فرزند ید اللہ نے خود پاؤں بڑھایا	۱۹	یہ سن کے لعین طوق کا حلقہ لئے آیا زنجیر کو جب سامنے بیمار کے لایا
	دم مارا نہ کچھ طوق گلو گیر پہن کر سجدے کیلئے جھک گئے زنجیر پہن کر		

۲۰	بہ قید تری راہ میں باغ عزت و توقیر اور سلسلہ بخشش امت ہے یہ زنجیر	اٹھ کر کہا سجدے کے لئے مالک تقدیر بندے کو حصار امن کا، طوق گلوگیر
۲۱	ہمت دے کہ ہر رنج میں خود سدر موں میں اس قید میں بھی صبر کا پابند رہوں میں	عادل ہے توانا، تولے قادر و مختار مولاتری طاقت سے قوی ہے یہ دن زار
۲۲	حانی ہے غریبوں کا ضعیفوں کا مددگار یہ مار کہاں اور کہاں عابد بیمار	یاں ایک قدم چلنے کا مقدر نہیں ہے پہنچی ہے جو منزل پہ تو کچھ دور نہیں ہے
۲۳	بیوہوں کا کھماٹھ اور گرفتاری کی ایذا ان سے کئی حصہ تری شفقت ہے زیادہ	بابا اس شفیق اٹھ گیا ہوں بیکس و تنہا موتو دے تو سر پہ تو کچھ غم نہیں اصلاً
۲۴	گر بلوے میں عریاں سیر ناموس نبی ہے ستار ترانام ہے دل اس سے قوی ہے	رور و کے وہ بیمار یہ کرتا رہا تقریر اسوار ہوئے گھوڑوں پہ سب ظالم بے پیر
۲۵	اونٹوں پر چڑھیں بی بیابا حالت تغیر سجداً پیادہ چلے پھنے ہوئے زنجیر	نیزے پہ جو پر خوں سر شاہ شہدا تھا اونٹوں پہ نبی زاد یوں میں حشر پیا تھا
۲۶	تیغوں سے قلم باغ محمد نظر آیا بابا کو پکارے کہ یہ قیدی پسر آیا	مقتل میں جو وہ قافلہ سب فوج گر آیا سینے میں الم سے دل سجداً بھر آیا
۲۷	صدر یہ ہوا زینب ناسداد و حزیں پر اشتر سے گری ہلے انجی کہہ کے زمیں پر	

چلائی تھی اے زینتِ انغوشِ پیمبرؐ
 آئی ہے یہ صد لاشِ شہ دیں سے مکرؑ
 گردن تو اٹھا وہیں آئی ہے کھلے سرؑ
 ۲۵ بھائی ترے قربان ہوا اے مری خواہر

مرثیہ ۱۲
 سچ ہے کہ عجب تجھ پر ستم ہوتے ہیں زینتؑ
 تیرے لئے تیرے پر بھی ہم روتے ہیں زینتؑ

جب اہل بیتؑ آئے لاشوںؑ آقربا کے
 تسلی کی پدر کو ننھا سا ہاتھ اٹھا کے
 بالی سکینہ لپیٹی تب لاشِ شہ سے آگے
 ۱ بولی کہ ظلمِ سنہیے اب شمر بے حیا کے

زینتؑ کے آگے بابا ماں کے حضور بابا
 مجھ کو طانچے مارے ہیں بے قصور بابا

دستِ جفا سے سیلی جب شمر نے لگائی
 شہبیر کی دہائی عباسؑ کی دوہائی
 ۲ رورو کے تب پکاری یہ بے نصیب جانی
 حضرت کی اور چچا کی آواز بھی نہ آئی

کوئی نہ میرا وارث جز ذاتِ کبریا تھا
 ہاں رُوحِ فاطمہؑ کے رونے کا غلِ مچا تھا

بابا ستھگروں کا ہم کو ستانا دیکھو
 ۳ بیٹی کا رونا دیکھو ان کا رُلانا دیکھو
 رن میں اسیر ہو کر اماں کا آنا دیکھو
 بھائی کی پشت دیکھو اور تازیانہ دیکھو

کیا حادثے ہوئے ہیں کیا آفتیں پڑی ہیں
 سمرنگے بال کھولے زینتؑ چھو پی کھڑی ہیں

یہ تو میں جانتی ہوں کچھ نہیں نہ تھا تمہارا
 اتنا تو پوچھو بابا اب شمر سے خدارا
 ۴ تقدیر ہی میں میری یہ حادثہ تھا سارا
 کس بات پر طانچہ بیٹی کو میری مارا

دیتے ہیں سب دلاسا اطفالِ بے پدر کو
 یا مار کر طانچہ لے لیتے ہیں گہر شو

کبریا بہن یہ بابا کیا شدت محن ہے مظلوم تھا جو دلہا مظلومہ اب دلہن ہے	۵	کنگنا بندھا تھا شنگے اب ہاتھ میں رس ہے بیٹی تو بے ردا ہے نواہ بے کفن ہے
پر دے کو اس بہن کے اب ذات کبریا ہے رند سالہ چھین گیا ہے منقح بھی چھین گیا ہے		
جب بنت شاہ دیں نے رُو داد یہ سنائی اتنے میں زینب اُس جا کہتی ہوئی یہ آئی	۶	میدان قتل کا نپا اور لاش تھر تھرائی اٹھو امام بھائی بولو حسین بھائی
خاطر مری ہے لازم بے گھر ہوں بے وطن ہوں بن بیٹوں کی ہوں مادر بن بھائی کی بہن ہوں		
اے بے کفن برادر کیا قدرتِ خدا ہے ایک دن یہ کہ رن میں تو بسمل جفا ہے	۷	دوش نبی یہ اکثر تو عید کو چڑھا ہے وہ تیری ابتدا تھی یہ تیری انتہا ہے
نانا کی بُرد باری دکھلا رہے ہو بھائی بابا کی خاک ساری دکھلا رہے ہو بھائی		
زینب کا تھا یہ فوجہ اور کہتی تھی یہ پالو میں آئی بھی نہیں تھوڑے دنوں تو رن میں تم کو	۸	اکبر کدھر ہو بولو اصغر کدھر ہو بولو اے میرے نامراد دے میرے کھوکھو کے پیاسو
بر چھی کے مارے بولو پیکاں کے مارے بولو صدقے تمہارے بولو واری تمہارے بولو		
اکبر کا لاشہ ناگہ تقدیر نے دکھایا چو ما کلیجہ زخمی اور منہ سے منہ تلایا	۹	زخمِ جگر سے اُس نے بیٹے کا ہاتھ اٹھایا پھر لاش کے بطن میں اک نامہ اُس نے پایا
سنا دکو پکاری بیٹا پڑھو یہ کیا ہے وہ بوسے خطِ صغرا تقدیر کا لکھا ہے		

پھر لاش کے جگر پر خط رکھ کے یہ پکاری صخر اوطن میں اب تک منتظر تمہاری	۱۰	یا تو پکاری ہاں یہ صخر کا خط ہے واری یاں تو تمہارے دل پر برچھی لگی یہ کاری
اے نامراد اکبر اے نوجوان اکبر اٹھارہ سال کے تھے تم میہمان اکبر		
سہرا میں کس کجاں دھول تن ہے تمہارا بے سر اب رُوں پیا سا کہہ کر یا نامراد کہہ کر	۱۱	تم مر گئے پُر اماں زکا لوں کیونکر اے پکاری تھی میں تم کو کہہ کے اکبر
شادی بھی تو تمہاری ہے ہے نہ ہونے پائی دوہا بھی کہہ کے تم کو بانو نہ رونے پائی		
رو لینا راستے میں اونٹوں پہ بیٹھو اب تو اے کر بلا علی کے پیاروں کو سونپا تجھ کو	۱۲	ناگہ عدد پکار بس رو چکے اسیر و گھبرائی سخت زنبب اور یہ پکاری رُو رُو
چھٹی ہے بنت زہرا فرزند ترضا سے اے کر بلا نگہبیاں مہمان کر بلا سے		
اکبر کو تجھ کو سونپا اصر کو تجھ کو سونپا کس کس نام لوں میں سب گھر کو تجھ کو سونپا	۱۳	اے کر بلا امام بے سر کو تجھ کو سونپا فرزند رضی کے لشکر کو تجھ کو سونپا
اُترا تری زمیں پر کس شاہ کا ہے لشکر یہ لشکر حسینیؑ اللہ کا ہے لشکر		
اے سوگوار شبیر اے میری بیٹی دکھیا کیا روح فاطمہؑ کی حاضر نہیں ہے اس جا	۱۴	آواز فاطمہؑ کی اس دم ہوئی یہ پیدا کیوں کر بلا کو سونپا میرے کبیر کا لاشا
بھائی کو اپنے تو بھی اے خستہ حال رُو لے زہراؑ تو بیٹی ہے لاشے پہ بال کھولے		

۱۵	ناگہ شمر ملعون اونٹوں کو رن میں لایا ناگہ پکاری فتنہ فریاد ہے خدایا	ارشادِ فاطمہؑ سے زینبؑ کو چین آیا بچوں کو قیدیوں نے آغوش میں اٹھایا
	تنہا میں کے اوپر لاشِ امام دیں ہے اے بی بیو سکینے رن میں کہیں نہیں ہے	
۱۶	کھوئی گئی ہے بیٹی ماں ہو سوار کیونکر میری یتیم بچی میری غریب دختر	چلائی بانو کو گھیرو برائے حیدرؑ ہے کہا میں جاؤ دھونڈو کہا کہاں پر
	وہ تو ابھی پدر کے لاشے پہ رو رہی تھی فریاد کر رہی تھی قربان ہو رہی تھی	
۱۷	دکھلاتی تھی پدر کو زخمی وہ کان اپنا بھائی کا چومتی تھی کس پیار سے کلیجا	لوگو ابھی سنا تھا کہتی تھی ہائے بابا اکبر کی لاش پر اس کو تھا میں نے دیکھا
	اصغرؑ ہلاتھا اس سے اصغرؑ ہے وہ ملی تھی مرے کے وہ جھنڈو لے بالوں کو منگھتی تھی	
۱۸	پھر ائی قتل گاہ میں سر ننگے بنت زہرا بیٹا کہیں بہن کو تم نے ہے رن میں دیکھا	بانو کے اس بیاں سے کھڑے ہوا کلیجا اکبر کی لاش وہاں زینبؑ نے رو رو پوچھا
	کھوئی گئی سکینے جنگل سے ڈھونڈ لاؤ اکبر اٹھو بہن کو مقتل سے ڈھونڈ لاؤ	
۱۹	بی بی کدھر ہو بولو دھونڈو میں تم کو کس جا واری سکینے تم تو چھوڑو نہ ساتھ میرا	بانو کی کراتی تھی اک سمت وا درینا بیٹوں کے داغ سے تو ناسور ہے کلیجا
	دل دھونڈھتا ہے تم کو لاؤں نہیں کدھر سے کیا چھپ گئی ہو واری شمر لعین کے ڈر سے	

لو آؤ اب نہ تم کو گھر کے گا شمر واری
 جی بی کے بدلے آفت میں سر پہ لوں گی ساری ۲۰
 لو آؤ اب نہ تم کو مارے گا کوئی پیاری
 لو شمر سے سفارش کرتی ہوں میں تمہاری

سمجھا دیا ہے میں نے اب شمر کو عمر کو
 لو بی بی رعد آ کر تم شوق سے پدر کو

نام سیکھنے کے کر ڈھونڈھا تمام صحرا
 سب گریز میں نہیں پر کہہ کہہ کے واضحینا ۲۱
 مقتل میں پر نشان بھی پایا کہیں نہ اُس کا
 ناگاہ کوئی بولا اے دخترانِ زہرا

اک لاش نہر پر جو شانے کٹی پڑی ہے
 اک لڑکی زلفیں کھولے اُس لاش پر کھڑی ہے

سرویشی ہے اپنا ہے ہے چچا کہہ کر
 سب نے کہا سیکھنے والے ہوئے گی مقرر ۲۲
 زخمی میں کان دو کر تا لہو سے ہے تر
 کہہ دو کہ نیکے ناکے ماں سے چلیں سنگمر

سقاے شاہ دیں پر ہم اشک بار ہوں گے
 ابن علیؑ کو رو کر قیدی سوار ہوں گے ۲۳
 مرثیہ

لکھتے ہیں راویانِ جگر سوز یہ کلام
 اشکر سے ابن سعد یہ بولا بوقتِ شام ۱
 جب بعد عصر کٹ گیا رن میں میرا مام
 منظور ہے ہیں کہ نہیں آج ہو مقام

اک خیمہ استادہ حضورِ نگاہ ہو
 شب باش اس میں آلِ رسالت پناہ ہو

اک خیمہ تب علحدہ رن میں بپا ہوا
 تقسیم فوجِ شام میں ہونے لگی غذا ۲
 اس میں ہوئے مقیم اسیرانِ کربلا
 ہر قسم کے طعام توہینا تھے جاہِ بجا

آسائشِ طعام تھی ہر بد خصال کو
 اور فاقہ تیسرا تھا محمدؐ کی آل کو

سردار پھر گئے عمر سعد سے تمام جی چاہتا ہے اب کہ مٹا دیں ترا بھی نام	۳	اور آکے ابن سعد سے کرنے لگے کلام ناحق تری صلاح سے کاٹا سر امام
تجھ سے شقی کا ساتھ دیا آہ کیا کیا سید کا ہم نے خون کیا آہ کیا کیا		
وہ بولا کچھ کہو تو سہی میں نے کیا کیا اب کیا کرے گا نام نبی تو مٹ دیا	۴	سب بولے متفق تجھے غارت کرے خدا بالفرض تجھ کو سبط یمبر سے بغض تھا
سید انیوں سے آب و غذا اب جو دور ہے بیجاری بی بیوں کا بھلا کیا قصور ہے		
یہ رسم ہے عرب کی ہیں اکاہ اس سب کھانا اسے کھاتے ہیں سمجھا کے سب عرب	۵	قوم عرب میں مرتا ہے جس کا عزیز جب اور حاضر ہی بھیجتے ہیں گھر میں وقت شب
بھوکا ہے تین روز سے کنبہ قبول کا فراق نہ ٹوٹا آج بھی آل رسول کا		
یہ ذکر تھا کہ ایک خبردار بول اٹھا اس دم میں ان کے خیمے کے نزدیک تھا کھڑا	۶	پاں سچ تو ہے اسیروں پہ اب رحم کی ہے جا نکھی سی ایک لڑکی نے کھانا طلب کیا
مادر نے رو دیا تو وہ بے آس ہو گئی آخر وہ کھانے کے لئے رورو کے سو گئی		
بولایہ ابن سعد کر لے جاؤ تم شباب تب ایک ایک نے یہ عمر کو دیا جواب	۷	چالیس خوان کھانے کے اور نہ درجام آب کس منہ سے آگے جائیں ہیں ان سے ہے حجاب
پیاروں کو ان کے سامنے نیزے لگا میں ہم اور حاضر ہی بھی ان کیلئے لے کے جائیں ہم		

۷	عباسؑ کا تو آپ کو کہتا ہے رشتہ دار زینبؑ کے آگے سینہ نشہ پر ہوا سوار	۸	بوللا عمر یہ شمر سے تو جا بہ انگسار اس نے کہا میں سب سے زیادہ ہوں ہوشیار
	میں نے کیا شہید شہ مشرقین کو میں نے طاغی مارے یتیم حسینؑ کو		
	پھر تو عمر نے زوجہ حُر کو طلب کیا کرنا میری طرف سے بہت عذر و التجا	۹	انکار جب کہ جانے میں اک ایک نے کیا بوللا یہ کھانا لے کے تو اہل حرم میں جا
	شوہر ترا ہے فدیہ شہ مشرقین کا دینا تو شہر بانو کو پُرسا حسینؑ کا		
	ہمراہ اس کے خواہر ہاشم کو بھی کیا ساتھ اس کے عورتیں تھیں بہت سی بیادہ	۱۰	جانے یہ مستعد ہوئی جس دم وہ با وفا ہاشم بھی ایک فدیہ سبط رسولؐ تھا
	خوالوں کے گرد و پیش پیادے تمام تھے مشعل کی روشنی میں وہ عنوان طعام تھے		
	پر خیمہ حرم کے جو در تک ہوا گزر دیکھا کہ اک بی بی ہے دیور بھی پر بے قرار	۱۱	تھی آگے آگے زوجہ حُر شہ کی دوست دار کچھ روشنی بھی خیمہ میں پائی نہ زینہار
	یہ بات کہہ کے ہوتی ہے مشغول آہ میں اصغرؑ کو پہلی رات ہے یہ قفل گاہ میں		
	لولی کہ لو پھر آئی ہمیں لوٹنے سپاہ لوگو درو خدا کے غضب سے یہ کیا ہے آہ	۱۲	مشعل کی روشنی پہ جو زینبؑ نے کی نگاہ پھر اس طرح بیکاری ہوا ہم سے کیا گناہ
	کوئی بھی پوچھتا نہیں اس واردات کو لوٹے ہوؤں کو لوٹنے آئے ہو رات کو		

گر اور کچھ گماں ہو تو کر لو ہمیں سشمار
بھاگا نہیں ہے کوئی تمہارا گناہ نگار
۱۳ موجود ایک جاگیر تمہارے قصور وار
اس سے تو ہم بھولوں کو کر و قفل ایک بار

کل ہم کو لوٹ لیجیو اب کیا ضرور ہے
نے قیدی بھاگے جاتے ہیں نہ صبح دور ہے

بچے ہمارے مانگ رہے تھے ابھی غذا
بہلا کے ان بھولوں کو ہم نے سلا دیا
۱۴ خالص خدا ہے ہم نہیں کرنے کے کچھ دغا
ہے فوج میں تمہاری سر شاہ کربلا

اس سر سے منہ پھر کے کسے منہ دکھائیں گے
قرآن نچ میں ہے نہ ہم بھاگ جائیں گے

یہ بات سن کے زوجہ حُر رونی خوب سا
پرہ اٹھا کے خیمہ میں آئی وہ با وفا
۱۵ ہمراہ ساری عورتیں کرتی ہوئیں بکا
خوان طعام رکھ دیئے خیمہ میں جا بہ جا

سب عورتوں کی شکل تھی یہاں نقاب سے
زینبؓ نے سر جھکا لیا اپنا حجاب سے

زینبؓ پھر اپنے دل کو یہ دینے لگی خبر
ان خوافوں میں یقین ہے شہیدوں کے ہوں گے سر
۱۶ ناگاہ بولی زوجہ حُرؓ پاس آن کر
لونڈی سلام کرتی ہے بی بی کر و نظر

میں عاشق حسینؑ کنیز بقول ہوں
میں زوجہ ہر اول سبط رسول ہوں

آیا زبان زوجہ حُرؓ پر جو حُر کا نام
تعویم کو کھڑی ہوئی وہ خواہر امام
۱۷ بولی تو حُرؓ کی زوجہ ہے تجھ پر مر اسلام
حق بخشنے حُرؓ کو وہ عجب کر گیا وہ کام

پہلے خبر نہ تو نے کی زہراؑ کی جانی کو
سرینکے در پہ آتی تری پیشوائی کو

بیہ کھ کے اس کو اپنے برابر بٹھا لیا آنکھوں پہ ہاتھ رکھ کے لگی رونے اور کہا	۱۸	چادر نہ تھی جو ڈھانپ کے منہ روتی خواہ پرسائیں حرم کا جویتی ہوں تو ساتھ دے مرا
وہ رو کے بولی نام نہ لو اس غلام کا میں تم کو دینے آئی ہوں پرسا امام کا		
زینب نے رو کے زوچہ خر سے یہ پھر کہا کی عرض اس نے لونڈی کی قسمت ہوئی سنا	۱۹	ہائے تمہارے آنے کا یاں کیا سبب ہوا بھیجے ہیں ابن سعد نے یہ خوان پر غذا
کہنے سے اس کے کھانے کے ہمراہ آئی ہوں میں حاضری حسین کے مرنے کی لائی ہوں		
ستے ہی نام حاضری شاہ بے وطن بولی کہ ہائے لے کر ماں جائے بے کھن	۲۰	زینب کا سینہ چھٹ گیا تھرا گیا بدن اس حاضری کے کھانے کو جیتی رہی بہن
مرثیہ		دُنیا میں یادِ کار رہا ساخِ نزا تم نے نہ ہاتھ اٹھا کے دیا فاتحہ مرا
جب ختم ہوئی اکی محمد سے لڑائی دوبا شفیق خون میں درِ غم کی شبِ آئی	۱	اور کٹ گئی خاتونِ قیامت کی مکائی یوں زینب دلِ خستہ نے فریادِ مچائی
		لے بھائی پھر اس خیمہ و براں کو بساؤ گھبراتا ہے جی شام ہوئی گھر میں پھر آؤ
کل شام تلک داغِ فلک نے نہ دیا تھا کل اس گھڑی بیسج تھی اور ذکرِ خدا تھا	۲	عباس نے لشکر کو اسی وقت سجا تھا اکبر کو اذان دینے کا ارشاد ہوا تھا
		جب سے سحر ظلم نمایاں ہوئی بھیتا بستی مرے مالِ جلے کی ویراں ہوئی بھیتا

کل نظر تلک آئے تھے گھر میں کئی باری اب کیا ہوا جو پھر کے نہیں اکئی سواری	۳	اور کرتے ہیں بیتابی بچوں پہ وہ زاری
پر بالی سکینہ کا بہلنا ہے قیامت اور رات کو بچوں کو چھلنا ہے قیامت		
کہتی ہے اشار دل دہاں میں مرے بابا دور روز ہوئے تشنہ دہاں میں مرے بابا	۴	مجھ کو وہاں لے جاؤ جہاں میں مرے بابا سید مرا مظلوم کہاں میں مرے بابا
دو بہر ہوئی منہ نہیں بابا نے دکھایا اس قبیلہ کو نہیں کو ہے کس نے چھپایا		
نادان سکینہ کو میں سمجھا نہیں سکتی سہمی ہوئی بچی کو میں سمجھا نہیں سکتی	۵	پرے سے تو باہر میں اسے لا نہیں سکتی میدان میں پاس آپ کے میں آ نہیں سکتی
مقتل میں جو یہ آئے گی پردہ نہ رہے گا یہ آئے گی رن میں عمر سعد بنسے گا		
ہے اس نے نہیں خاک پیٹھے ہوئے دیکھا زخموں کا لہو جسم میں بہتے ہوئے دیکھا	۶	اور شمر کے شجر کو چکلتے ہوئے دیکھا دربا میں لہو کے نہیں دو بے ہوئے دیکھا
کہتی ہے کہ مشت نہیں دھڑکا مرے جی کا مرنا مجھے بھولا نہیں عباس علی کا		
میں قتل کے میدان کی طرف آ نہیں سکتی پانی جو میسر ہو تو پلوا نہیں سکتی	۷	لے حکم تھارے میں ادھر جا نہیں سکتی زخموں کا لہو جسم سے دھوا نہیں سکتی
مجھ کو تو مننا ہی ہے یہاں شور و فغاں سے پانی میں یتیموں کے لئے لاؤں کہاں سے		

ہاں فاطمہ اماں کو خبر ہوئے تو آئیں تم کو پر جبریل کے سایہ میں بٹھائیں	۸	مجرد جہنم کو تر سے دھلا میں آہ دل سوزاں سے ہیں بسکہ رلا میں
لے بھائی بہت دکھ میں گرفتار ہے زینبؑ معذور ہے مجبور ہے نادار ہے زینبؑ		
جس خمیہ کی عباسؑ علیؑ دیتے تھے چوکی تھی بارگشی ناقہؑ فردوس کو جس کی	۹	اکبرؑ نے شب قتل تلک جس کی خبر لی تھی عرش تلک جس کے طنائوں کی سائی
گردن تری گردن پہ جو نہی چل گیا بھیتا وہ قسمت زینبؑ کی طرح جل گیا بھیتا		
کیا ہو گیا جو دیر بہت رن میں لگی ہے تسبیح اسی طرح مٹھلے پہ دھری ہے	۱۰	اب شام غریباں کی شفق پھول رہی ہے اور چشم غریباں کی شفق پھول رہی ہے
ظہرین پڑھی رن میں کیا اب بھی نہ پھر گے کیا شام و عشا بھی نہ مرے ساتھ پڑھو گے		
تم جب ہوئے قتل کے میدان کو روا نے بیٹھنے کی جا ہے نہ ہے مجھ کو ٹھکانہ	۱۱	دو پہر کے ڈھلے ہی پھر اچھ سے زمانہ گردوں نے کیا بس مجھے آفت کا نشانہ
سمجھے نہ بہن مجھ کو محسند کے جگر کی اعدائے تو چھوڑی نہیں چادر مرے سر کی		
کی زینبؑ خاتون نے اس طرح زاری آخر نہ پھری سید بیکیں کی سواری	۱۲	سیل انگھو سے اشکوں کی لگاتار تھی جاری تب مرگ برادر پہ یقین کر کے پکاری
اب اس مری ٹوٹ گئی ہائے حسیناؑ بھائی سے بہن چھوڑ گئی ہائے حسیناؑ		

تھے شعلے ادھر تو دل زینب سے نکلے	۱۳	تھے خیمہ ناموس ادھر آگ سے جلتے
بچہ نہ کسی طرح تھے اُس اُن سنبھلتے		تھے گودیوں میں ماؤں کی گرتی ڈھلتے
یہ ظلم شفیعیان قیامت پہ جو واں تھا		خورشید قیامت کا سرشام عیاں تھا
بچوں کو جو وہ رات نظر آئی ڈراونی	۱۴	پانی جو ملا بھی تو نہ پیتے تھے وہ پانی
تھے خوفزدہ ایسے وہ سب یوسف ثانی		اس شب کو نہ سستے تھے مصیبت کی کہانی
مرثیہ		ظلم و ستم و جور اس آفت کے سہے تھے
سہے ہوئے لاشوں کی طرف دیکھ رہے تھے		نمبر ۱۵
جب رن میں قتل ہو چکا مظلوم کر بلا		لشکر نے آکے تب پسر سعد سے کہا
رٹے ہوئے تو صبح سے یہ وقت ہو گیا	۱	کھولیں کمر کو اپنی اگر حکم ہو ترا
دن کٹ گیا لڑائی میں ہے وقت چین کا		اب خوف کیا ہے کاٹ چکے سر حسین کا
یہ سن کے بولا فوج سے وہ لفظ حرام	۲	سرکٹ گیا حسین کا قصہ ہوا تمام
لیکن ابھی یہ باقی ہے تھوڑا سا ایک کام		اب لوٹ کر حرم کو جلا دو یہ سب خیام
کوئی ڈرو زہی بیوں کے شور و شین سے		کھولو کمر کو کھاؤ پیو سوؤ چین سے
سننے ہی اس کلام کے وہ قوم اشقیاء	۳	اسباب لوٹنے لگے خیمے جلا جلا
اہل حرم پکارتے تھے وا محسدا		گوشوں میں چھپتے پھرتے تھے بچے جدا جدا
خیمے جلا کے کوئی بضاعت امام کی		شب باش قتل گریں ہوئی فوج حشام کی

۴	فَضْل سے تب یہ زینبِ ناشاؤ نے کہا گزئے ہیں تین روز کہ پانی ہے نے غذا	جا کر تو ابنِ سعد کو پیغام دے مرا بچے ہمارے غش میں پڑے ہیں جدِ اجداد
	اک خیمہ بھیج دے حرم خوش صفات کو بچوں کو لے کے بیٹھ رہیں اس میں رات کو	
۵	فَضْل نے اس شقی کو یہ اس دم دیا پیام زینب نے بی بیوں سے اس حرم کیا کلام	اک خیمہ اس نے بھیجا حرم کو بہ اہتمام بچوں کو لے کے خیمہ میں اس دم کو قیام
	مجھ سے تو ہو گا جس طرح شب کاٹ لوگی میں خیمہ کے گرد پھر کے حفاظت کروں گی میں	
۶	القَصَّة بیٹھیں خیمہ میں بیوہ یں بجال زار خیمہ کے گرد پھر نے لگیں ہو کے بے قرار	بیٹھیں مگرہ حضرت زینب جگر فگار گریختی نصف شب کے نظر آیا اک سوار
	دیکھا جناب زینبِ عالی وقار نے خیمہ کی سمت رخ ہے کیا اُس سوار نے	
۷	بڑھ کر بیکار یں حضرت زینب جگر فگار سب اس جگہ میں عزتِ محبوبِ کردگار	آگے قدم بڑھے نہ خبردار ہوشیار خیمہ کی سمت آگیا پھر بڑھ کے وہ سوار
	غصہ جو آیا زینبِ عالی مقام کو جا کر قریب گھوڑے کے پکڑا لکام کو	
۸	فرمایا کچھ نہیں ہے تجھے خوفِ کبریا اب کیا ہمارا پاس ہے کچھ تھا لٹ چکا	روحِ رسولؐ سے بھی نہیں تجھ کو کچھ حیا اگر صبح کو لوٹنا گرہے یہی رضا
	بچوں کو ہول اُٹے گایہ شبِ ہیب ہے ہم بھی یہیں ہیں اور سحر بھی قریب ہے	

۹ اس وقت اُس سوار نے زینب سے یہ کہا
میں اُکے پاس بال بنوں تیرے خیام کا
خیمہ میں جا کے بیٹھ تو اے غم کی مبتلا
زینب نے پوچھا جرم کا تیرے سبب کیا

یہ تو کھلا محبت رسول انا م ہے
بتلا مگر سشتاب کہ کیا تیرا نام ہے

۱۰ اے شخص واسطہ تجھے پروردگار کا
اے شخص واسطہ ہے رسولِ کبار کا
اے شخص واسطہ تجھے دلیل سوار کا
ہے واسطہ حسینِ غریب الدیار کا

آرام و چین اب نہیں مجھ دل کباب کو
کھلائے شکل مجھ کو الٹ کر نقاب کو

۱۱ سُن کر سوار ہو گیا تصویرِ بے قرار
کیا دیکھتی ہیں حضرت زینب فکرِ کار
اور چھینکے دی نقاب الٹ کر بس ایک بار
گھوڑے کی پشت پر میں علی ولی سوار

یہ دیکھ کر نہ ضبط ہوا دل کباب کو
کرنے لگی یہ بین الٹ کر نقاب کو

۱۲ جس دم مٹی شبیہ پیمبر کہاں تھے آپ
جس دم موافقا ستم مضطر کہاں تھے آپ
جس دم چھدی تھی گردنِ اصغر کہاں تھے آپ
جس دم مٹی نشانیِ جعفر کہاں تھے آپ

پھرتا رہا حسینؑ یہ خنجر خبر نہ لی
اک دو پہر میں گٹ گیا سب گھر خبر نہ لی

۱۳ ابنِ بتولؑ ہو گیا بے سر خبر نہ لی
چھینے گئے سکینہ کے گوہر خبر نہ لی
پامال ہو گیا تنِ اطہر خبر نہ لی
سر سے اتر گئی میرے چادر خبر نہ لی

مرثیہ
سینہ پہ جب حسینؑ کے قاتل سوار تھا
اس وقت کس جگہ پہ شہ ذوالفقار تھا
نمبر ۱۶

پامال جبکہ ہو گیا لاشہ حسینؑ کا	۱	رؤندا استمگروں نے سراپا حسینؑ کا
ناتم تھا خیمہ گاہ میں برپا حسینؑ کا		یہودوں میں غل تھا چار طرف و احسینؑ کا
سب صورتیں تباہی کی آنکھوں میں پھر گئیں		سیدانیاں غضب کی مصیبت میں گھر گئیں
تب شکر ستم سے مخاطب ہوا عمر	۲	سیدانیوں کو لوٹ کے اب کھولیو کمر
سب سے معاف تم کو شہ دیں کا مال و زر		حکم بزید کا بھی رہے دھیان سر بسر
ظلم و جفا سے منہ کو نہ تم اپنے موڑ لو		چادر کسی غریب کے سر پر نہ چھوڑ لو
بڑھ کر کیا عجم کے رسالے نے تب کلام	۳	شہزادی ہے جو بانوئے سلطان نیک نام
سب جانتے ہیں اس کو وہ ہے زوجہ امام		ہرگز قدم بڑھائے اس سمت فوج شام
ہونے نہ دیں گے ننگے سر اس کو محال ہے		چادر جو اس کی چھینے کوئی کیا محال ہے
سُن کر یہ بات تب پسر سعد بے حیا	۴	بولانہ لیجیو بانوئے شبیر کی ردا
وہاں اک لعین قبیلہ سندی تھا کھڑا		غصہ میں آکے یہ پسر سعد سے کہا
کیا جا کے منہ دکھاؤ گے شاہ مدینہ کو		دیکھو نہ ٹوٹے کوئی رباب و سکیٹہ کو
بولا میر غرور ہلا کر وہ بے حیا	۵	مجھ کو قبول تری سفارش ہے غم نہ کھا
قبضہ پہ ہاتھ رکھ کے یہ تب شمر نے کہا		خاطر سے تیری میں نے کیا شہ کا سر جدا
صد مدد یا یہ آہ شہِ مشرقین کو		آگے مہین کے ذبح کیا ہے حسینؑ کو

ہلالِ محرم حصہ دوم

لیکن تجھے خیال نہیں اس کا زینہار مارا اُسے کہ تھا وہ نہایت قصور وار	۶	رشتہ میں میرا کون تھا عبا ش نامدار لٹنایہ اس کی زور جو کا ہے مجھ کو ناگوار
غیرت ہے کیا نہیں مجھے کھویا جو دین کو کس طرح منہ دکھاؤں گا ام الینین کو		
شمر لیں نے جب یہ عمر سے کیا بیاں پھر حبشیوں نے آکے کہا اس سے ناگہاں	۷	بولانہ کوئی لوٹے گا اس بی بی کو یہاں فقہ جو ہے کنیز شہنشاہ دو جہاں
ہم قوم وہ ہماری بصد عز و شان ہے لوٹے کوئی اسے یہ بھلا کس میں جان ہے		
الفقہ جب عمر سے سفارش ہر اک نے کی پر ہا کے فلک نئی گردش یہ تو نے کی	۸	باز آیا ان کی لوٹ سے وہ اظلم شقی زینت کی کی کسی نے سفارش نہ اس گھڑی
موجود اہل کیں تھے ستانے کے واسطے نکلا مگر نہ کوئی بچانے کے واسطے		
ہے بے کسی نے بھی نہ وہاں اک کر کہا نانا نبی ہے اس کا پدر شیر کبریا	۹	لوٹو نہ اس کو ہے یہ دل و جان فاطمہؑ سرننگے اس کو دیکھ کے خورشید چھپ گیا
افسوس ہے یہی وہ فلک کی ستائی ہے مادر کو جس کی چادر تھہیر آئی ہے		
الفقہ کوٹنے کو چلی وہ سپاہ شر آیا قریب بنت علی شمر خیرہ سر	۱۰	لٹے لگی حسین کی سرکار الحذر چاہا کہ لے ردائے مبارک وہ بدگھر
فرمایا کیوں ستاتا ہے زہرا کی جالی کو دو لگی میں اس رد اکا کفن اپنے بھائی کو		

اے شمر تجکو خالق اکبر کا واسطہ	اے شمر تجکو حیدر صفدر کا واسطہ
اے شمر تجکو حضرت شہر کا واسطہ	میری روانہ لے تو پیغمبر کا واسطہ
بلوہ میں اپنے سر کو یہ مضطر چھپا لے گی	کہنے روا ہے یہ ترے کس کام آئے گی
مانا کسی طرح نہ جب بانی نجف	بنت البو تراب کو پس غیظ آگیا
ہو کر زمیں کی سمت مخاطب دی صدا	اس لیے حیا کو دست درازی کی دے مرزا
لایا ہے اس کو قبر خدا یہاں پہ گھیر کر	قارون کی طرح اس کو نکل لے نہ دیر کر
اب یوں بیان کرتا ہے راوی معتبر	زینب نے جب یہ حکم دیا بادیدہ چشم تر
اک زلزلہ ہوا کہ پہلے بام و دشت دور	۱۳ اک بار شق ہوئی وہ زمیں کانپ کانپ کر
اس وقت شور و غرب سے تاشرق ہو گیا	شمر لعین تا بہ کمر غرق ہو گیا
نزدیک تھا کہ غرق ہو با نکل وہ بے حیا	ناگہ مر حسین نے زینب کو دی صدا
زینب خدا کے واسطے یہ کر رہی ہو گیا	۱۴ تم صابرہ کی بیٹی ہو غصہ نہیں روا
بے چادری سے گو تمہیں ذلت تو ہوئے گی	پر اس سے پردہ پوشی امت تو ہوئے گی
بے چادری سے دل میں نہ شر مانا مطلقاً	تم کو تو شام تک ابھی جانا ہے لے ردا
دڑے بھی تازیانے بھی ماریں گے اشقیا	۱۵ لیکن جو بات بات پہ یوں غصہ آگیا
امت نہ پھر نیچے گی شہ مشرقی کی	کیوں رائیگاں یہ کرتی ہو محنت حسین کی

۱۶ لایہ شمر شانِ رحیمی دکھائیے
مژناہوں اس عذاب سے جلدی چھڑائیے
مجزم ہوں جرم سے مراب ہاتھ اٹھائیے
مجزومین کے ہاتھ سے بی بی بچائیے

خاسق کی التجا کو نہ زہارِ رد کرو
صدقہ حسین بھائی کا میری مدد کرو

۱۷ آلِ نبی کے رحم پہ سوجان میں نثار
سُن کر یہ استغاثہ شمر ستم شعار
فرمایا بو تراب کی دختر نے ایک بار
ہاں اے زمین اُگل دے اُسے میرے گار

مے غیر حالِ بادِ شہ کر بلائی کا
اس کو مزادوں حکم نہیں میرے بھائی کا

۱۸ فرمایا کہ یزید میں سے مونی دُور وہ حزین
بخشی رہائی شمر ستم گار کو وہیں
رونے کی اب جگہ ہے کریں غور مومنین
احسان بھولا زینب بیکس کا وہ عین

۱۹ موشیہ
کیونکر نہ نکلے آہِ دل دردِ ناک سے
چھیننی اسی عین نے ردِ افرقِ پاک سے

۲۰ حضرت کو ہوا ماہِ محرم جو سفر میں
اک داغ پڑا اور بھی صفرا کے جگر میں
نانی سے کہا مرنے ہوں دُوری پدر میں
عاشور کی بھی عید نہ ہوگی مرے گھر میں

کیا جانتی تھی ایسے پچھڑ جائیں گے بابا
وہ دن بھی کبھی ہوگا کہ پھر آئیں گے بابا

۲۱ کیوں نانی رجب تھا کہ سدھا رخصت سفر کو
چج کر کے پھرے اہلِ وطن خیر سے گھر کو
پوسے چھہ ہینے ہوئے دُوری پدر کو
پر قبہ و کعبہ گئے کعبہ سے کدھر کو

زہرا کا قمر سوئے مدینہ نہیں آیا
اس چاند کی رویت کا مہینہ نہیں آیا

پیدا ہوئے اصغرؑ تو پیام سفر آیا بھیا کو نہ جی بھر کے گلے سے بھی لگایا	۳	افسوس کہ جھولے میں بہن نے نہ جھلایا پچھڑے تو کبھی خواب میں بھی منہ نہ دکھایا
داخل شدہ دیں اب بھی نہ گھر میں ہوئے نانی اصغر چھ مہینے کے سفر میں ہوئے نانی		
نانی نے دلا سا دیا لے لے کے بلائیں پر زہ کوئی لکھ جھینس نہیں مگر نہ بکلائیں	۴	واری گئی جیتے رہیں وہ چاہیں جب آئیں لو چلتی ہے ان روزوں میں تشریف لائیں
اغلب ہے کہ اس دھوپ میں آرام لیا ہو اللہ کرے خیمہ ترائی میں کیا ہو		
گرنی سے کنویں خشک ہو جاتے ہیں جائی وہ بولی میں ڈرتی ہوں یہ کہتے ہوئے نانی	۵	پوچھے کوئی پردیسوں سے تشنہ دہائی تھیلوں کا نہ سوکھا ہو کہیں راہ میں پانی
فاقے کو جو پوچھو تو یہ ارث شدہ دیں ہے بابا کو مرے پیاس کی برداشت نہیں ہے		
بابا یہ کٹے خیر سے یارب یہ مہینہ بابا سے مرے کو فیوں کے دل میں کینہ	۶	پر غرہ سے ہر وقت پھٹا جاتا ہے سینہ حضرت سے لڑائی کا کہیں ہونہ قرینہ
کونے کی طرف سے جو ہوا آتی ہے نانی سب کنبہ کے رونے کی صدا آتی ہے نانی		
نانی نے کہا خیر ہے کیا کہتی ہو بیہات اب کون ہے باقی کہ جسے روئیں گے سادا	۷	جز بد شکنی اور نہیں منہ سے کوئی بات ہے پنجتن پاک میں شبیر کی اک ذات
ہم سب کا سوا اس کے سہارا نہیں کوئی اللہ کا بندہ ہے ہمارا نہیں کوئی		

کیسا متبرک یہ مہینہ ہے بلا لوں سنیو تو اسی چاند میں کس کس کا ہانوں	۸	وہ لولی کہ اب کے متبرک ہو تو جانوں کس حال سے یثرب کو پھری زینب خاتون
اب خیر سے حضرت کی دعا لائے تو آئے جیتا مرے بابا کو خدا لائے تو آئے		
ناگاہ مدینہ میں قیامت کی شب آئی صغرا کیلئے سخت مصیبت کی شب آئی	۹	گذرا جو نواں روز شہادت کی شب آئی نانی کو پکاری کہ کس آفت کی شب آئی
بے نور ستارے بھی ہیں اور چرخ بریں بھی اب تو درود یوار بھی پہلتے ہیں زمیں بھی		
صغرا کو قریب آن کے نانی نے سنبھالا اتنے میں ہوا صبح شہادت کا اُجالا	۱۰	پراس کے تڑپنے سے زمیں تھی تہ و بالا صغرا نے پڑھا فرض خداوند تعالا
پر سامنے آنکھوں کے امام دو جہاں تھے تسبیح تو تھی ہاتھ میں اور اشک رواں تھے		
ناگاہ درو بام ہوئے خون سے افشاں اک بولارے تازہ قیامت کا ہے ساما	۱۱	سب سمجھے کہ بھولی شفق شام غریباں لو خون برستا ہے ہوا حشر نمایاں
کیسی یہ مدینہ میں بلا ٹوٹ پڑی ہے کعبہ میں تو اس وقت نہیں ٹوٹ پڑی ہے		
یاں گھر میں پریشان تھی شبیر کی پیاری تم قبر پیہر یہ نہیں چلتیں میں داری	۱۲	جو ایک زن ہاشمیہ آ کے پکاری ابن حنفیہ کو غش آیا کئی باری
مندیلیں گری ہیں کہیں عمامے پڑے ہیں سب قبر کو گھیرے ہوئے سرنگے کھڑے ہیں		

صغرائے کہا کیوں تو ترپ کر یہ سنایا پر جھارے لہو قبر مبارک پہ گرایا	۱۳	طاراجی اک خون میں ڈوبا نظر آیا اور کھول کے منقار عجب شور مچایا
کیا جانئے کیا غم کی خبر اس نے کہی ہے اب تو ترے نانا کی لحد کانپ رہی ہے		
بیمار پکاری کہ سنا آپ نے نانی بے جا نہ تھی بی بی وہ مری اشک فشانی	۱۴	لو آئی مدینہ کے سلیمان کی سنائی فرمانی تھیں تم بد شکنی کرتے ہو جانی
سر کھو لو رد اچھینک دو دامان کو پھاڑو اٹھو مرے کرتے کے گریبان کو پھاڑو		
ہاتھوں سے کلیجہ کو پکڑ کر وہ پکاری طار فقط آیا ہے تسلی کو تمہاری	۱۵	روشنہ پہ نی کے تو چلوے مری پیاری سوں گھو تو لہو اس کے پرو بال کا واری
کھل جائے گی بو عرش مقاموں کے لہو کی رنگت نہیں چھینے کی اماںوں کے لہو کی		
صغرا کو لئے ساتھ چلی شمشاد و غمناک دیکھا کہ ایک انبوہ ہے گرد لحد پاک	۱۶	پہنچی جو میں نزویک رواق شد لولاک سند پر امرا اور غریبا ملتے ہیں سب خاک
پیغمبر کو نین کو بیوہ نے نذا دی لوگو ہٹو آتی ہے مدینہ کی خو زادی		
سر کے جو عرب روشہ میں داخل ہوئی صغرا نوحہ میں یہ آواز ہے منقار سے پیدا	۱۷	دیکھا کہ سر قبر وہ طائر ہے ترپستا بن باپ کی صغرا ہوئی بن بیٹے کی زہرا
فریاد بلند اس کی ہے سب نوحہ گروں سے اشک آنکھوں سے اور خون ٹپکتا ہے پروں سے		

صغرا کے دل و زار کو جب تاب نہ آئی خود سونگھ کے پتھر اگئی نانی کو سنگھائی	۱۸	مٹھی میں وہیں خون بھری خاک اٹھائی چلائی کہ ہے ہے غضب کی بی بی تو بانی
پہچانے تو آپ یہ کس کس کا لہو ہے یہ تو مرے بابا ہی کے سب خون کی بو ہے		
کس دکھ میں گرفتار ہیں سید مرے بابا بے یار و مددگار ہیں سید مرے بابا	۱۹	غش میں ہیں کہ ہتیار ہیں سید مرے بابا گھر آنے سے ناچار ہیں سید مرے بابا
بستی میں لٹے یا کسی جنگل میں لٹے ہیں خدمت کو کوئی پاس ہے یا سب سے چھٹے ہیں		
بیمار کی فریاد سے گھبرا گیا طاٹر صغرا نے کہا صاحبو کس جا گیا طاٹر	۲۰	روضہ سے نکل کر سوئے صحرا گیا طاٹر ہے ہے مجھ کچھ حال نہ بتلا گیا طاٹر
مرثیہ مرقد پہ جبیں رکھ کے پیکاری یہ نبی کو اب آپ سے لوں گی میں حسین ابن علی کو	نمبر ۱۸	
حاکم کو یہ مدینہ کے جس دم خبر گئی کھیتی جناب فاطمہ کی خوں میں بھر گئی	۱	سبط نبی کو فوج ستم قتل کر گئی تا شہر شام بنت علی ننگے سر گئی
سچ ہے کہ کس طرح دل انساں کو کل پڑے دشمن تھا وہ لعین مگر آنسو نکل پڑے		
القہد سوچ سوچ کے حکم اُس نے یہ دیا آیا ہے شہر شام سے نامہ یزید کا	۲	ہاں شہر میں نکل کے منادی کرے ندا ہے جس میں مندرج خبر ابن مرتضیٰ
قاصد کسی کو آج نہ دکھلائے گا وہ خط کل مسجد نبی میں پڑھا جائے گا وہ خط		

۳	سُن کر یہ حال مادرِ عباس نیک نام مردوں سے عورتوں نے یہ بڑھ کر کیا کلام	پہونچیں جو تباہ مسجدِ پیغمبرِ انام ہٹ جاؤ راہ دو کہ ادب کا ہے یہ مقام
	حالِ حسینؑ سننے کو تشریف لائی ہیں بیت الشرف سے مادرِ عباس آئی ہیں	
۴	اس اثرِ حام میں گئی قبر کے جب قریب کس خاندان سے ہے یہ ضعیفہ بلا نصیب	سر کو جو کا کے کہنے لگا اس طرح خطیب بول لا کوئی مگر عاشقِ شائستہ غریب
	یہ آسماں جناب ہی عصمت پناہ ہیں اُمّ العَلینؑ ہیں زوجہ شیر آلہ ہیں	
۵	اُس صاحبِ قار نے تب خود اٹھائے سر ہے نور چشمِ مخبر صادق کی کیا خبر	فرمایا السلام علیکے نکو سیر اب کس دیار لیں ہے ید اللہ کا پیر
	سنتی ہوں کر یارے بے آنے کا قصد ہے کو قہ سے کب تلک ادھر آنے کا قصد ہے	
۶	رونے لگا خطیب کی سن کر بعدِ ملال کچھ اپنے تینوں بیٹیوں کا تجھ کو نہیں خیال	بولاکر اے ضعیفہ عزیزی قدر و خوش خصال فرمایا پیسے کہہ پیرِ ناطقہ کا حال
	بیٹیوں کی کیا خبر مجھے اپنی خبر نہیں میرا سوا حسینؑ کے کوئی پیر نہیں	
۷	اُس نے کہا کہ حضرت عباسؑ نیک نام قاصدِ بے عرض کی کہ جیاتی تھی فوجِ شام	فرمایا ہاں حسینؑ تو آقا ہے وہ غلام تینوں تھے ہر بگاہ میں پروانہٴ امام
	یوں سب تھے پر انہیں سے تو شکر کا وجہ تھا عباسؑ نامدار علی دارِ فوج تھا	

ملال کسے حقتہ دوم

گھر کے تب یہ کہتے لگی وہ اسیر غم کیا نام میرے بیٹوں کا لیتا ہے دمدم	۸	ہے بے لڑے امام سے کیا بانی ستم حال حسین کہہ کہ لکھتا ہے تن سے دم
ہوں میں تو اور فکر میں تو اور فکر میں ذکر غلام کرتا ہے آقا کے ذکر میں		
بولادہ سلسلہ سے سنو جنگ کا بیاں اس نے کہا کہ سینے پہ اُس کے لگی سناں	۹	فرمایا خیر کہ خبر عورتِ نوجواں بویں ہزار شکر خداوندِ دو جہاں
کام آیا تشہ کے عاقبت اس کی نکو ہوئی میں بھی جنابِ فاطمہ میں سرخ رو ہوئی		
اب کریاں مگر کہ مجھ پر جبری مارا گیا وہ غیرتِ خورشیدِ خادری	۱۰	اس نے کہا دکھائی علی کی دلاوری یہ سن کے پڑ گئی تنِ اطہر میں تھر تھری
اتنا کہا کہ صدقے میں اس نورِ عین کے وہ بھی نثارِ ناخن پائے حسین کے		
مرنے کی دہلیزوں کے جیس جیس خبر رقت کو ضبط کر کے یہ بولی وہ نوحہ گر	۱۱	بارِ الم سے اور بھی خضم ہو گئی کمر کہہ حالِ جانفشانی عباسِ نامور
بھائی سے ابنِ مخیر صادق نے کیا کیا معتشوق سے جہاد میں عاشق نے کیا کیا		
بولادہ جب شہید ہوا قاسمِ حسن نکلے تھے شنگے سرِ حرمِ سرورِ زمین	۱۲	اس دم گر حسین پہ کوہِ غم و محن غل تھا کہ راند ہو گئی اک رات کی دہن
رخصت طلب حسین سے عباس ہوتے تھے حضرت لپٹ لپٹ کے برادر سے بدلتے تھے		

جس دم سایہ ذکر تو صفہ ہوا کمال	۱۳	غصہ سے کانپ کانپ کے بولی وہ خوشحال بچہ کہیو کیا کہا یہ مرے باد فاقا حال
اگر یہ کیا تو خوب خوشی میرا دل کیا		اس نے حسن کی روح سے مجھ کو نخل کیا
کیا ہو گئی جمیت عباسؑ نو جواں	۱۲	اللہ یہ عزیز ہوئی اس کو اپنی جاں ظاہر ہوئے وہ امر کہ جن کا نہ تھا گماں
قبر علیؑ یہ اُس کی شکایت کو جاؤنگی		نیرب میں اب کسی کو نہ میں اُمنہ دکھاؤنگی
منہ کو بھر کے سوئے نجف پھر وہ خوشحال	۱۵	چلائی یا علیؑ ولی شیر ذوالجلال آقا سا حضور نے اپنے پسر کا حال
حضرت کاشیر جنگ میں سقت نہ کر گیا		بچے تو قتل ہو گئے اور وہ نہ مر گیا
قاصد کو اس کلام سحر حیرت ہوئی زیاد	۱۶	لشکر نہ شکوہ عباسؑ خوش نہاد بولا کہ اے ضعیفہ، ناشاد و نامراد
تھا عشق اُس کو فاطمہؑ کے نور عین سے		عباسؑ کی وفا کوئی بڑ چھے حسینؑ سے
جس طرح حسینؑ نے بھائی کو دی رضا	۱۷	ہوتا ہے طول گر کہوں سارا وہ ماجرا خالق کرے نہ عاشق و معشوق کو جدا
باہیں گلے میں ڈال کے جس دم پٹے تھے		اس دم کلیجے دیکھنے والوں کے پٹے تھے

۱۸	پہونچا کنار نہر جو وہ شیر خشکیں کیا کیا شکر دلوں کو لڑا وہ نہر یوں	امڈ اگھٹا کی طرح سے پھر شکر لعین وا حسرتا کہ پڑ گئی شلنے پہ تیغ گئیں
	چھوڑی نہ مشن انتوں میں اس کیر دار میں گھوڑے سے گھر کے شیر سے تر پے کھار میں	
۱۹	بھائی کے پاس شاہ کا جانا کہوں میں کیا ہاتھوں سے سر پہ خاک اڑانا کہوں میں کیا	اک اک قدم یہ ٹھوکریں کھانا کہوں میں کیا منہ چوم کر گئے ہو لگانا کہوں میں کیا
	بھائی سے ایسے لپٹے کہ سب خوں میں بھر گئے منہ رکھ کے پائے شاہ پہ عباس مر گئے	
۲۰	قاصد جو سب یہ حال علم دار کہہ چکا ام البنین نے شکر کا سجدہ ادا کیا	مسجد میں نوجوانوں کے رونیکا غل ہوا اور دونوں ہاتھ اٹھا کے کہا سوئے کرے ملا
	بیٹا گلہ میں کرتی تھی تجھ نور عین کا تقصیر میری بخشہ سے صدقہ حسین کا	
۲۱	قاصد زچہ کہہ کر اب شاہ کا بیاں کہا کر سناں جو مر گیا اکبر سا نوجوان	اس نے کہا کہ جسم میں حضرت سے تھی نہ جان بس اور بھی حسین ہوشے بیرون تو اں
	چاروں طرف سے فوج ستم کا دھور تھا طاقت نہ تھی کمر میں نہ آنکھوں میں نور تھا	
۲۲	جھکے تھے ذوالجناح پہ جسے ام احمد دھر جن دم گرا وہ عرش کا تارا زمین پر	جلائی تھی بتوں علی پستے تھے سر نہراہ سے کے شمر کو آگے بڑھا عسر
	اب کیا کہوں کہ دفتر عالم الٹ گیا پیاسا گلا حسین کا خیر سے کٹ گیا	

۲۳	قاصد تبا کہ زینب بیس گئی کدھر جلتے تھے اہل بیت محمدؐ رہنہ سر	ام البنین نے پھر یہ کہا سر کو پیٹ کر اس نے کہا کہ راہ میں تھا جیب میں نوہ کر
۱۹	ثابت لباس بھی نہ کسی کے بدن میں تھا مشکل کشا کی مٹی کا بازو رسن میں تھا	مرثیہ
۱۹	کسی کی چشم کو اندوہ انتظار نہ ہو کوئی جہاں میں صغرا سو گوار نہ ہو	کسی کا دل غم فرقت سے بے قرار نہ ہو کوئی دین تپ بھر سے دوچار نہ ہو
۱۹	پرستی شکل پدر کو وہ خوش بہار گئی گئی جہاں سے پر آہ نامراد گئی	
۱۹	ہے آنکھیں کھولے ہوئے شاہ کی دُور العین بتاؤ اہل مدینہ پھر سے سفر سے حسین	لحد میں فاطمہ صغرا ہے آج تک جین پکارتی ہے یہی قبر سے بے شیون دشین
۱۹	نہ سمجھے کوئی کہ میں جیلین سے مزار میں ہوں ترہ پتی رہتی ہوں بابا کے انتظار میں ہوں	
۱۹	سناؤں حادثہ زندگی کا اب احوال یہی دعا تھی کہ جلد اٹھے فاطمہ کلال	میاں قبر تو صغرا کو ہے یہ رنج و ملال اکیلے گھر میں ترہ پتی تھی وہ نجمتہ خصال
۱۹	درد و دشتہ کی ٹیر درد کی کہانی تھی خیر سنی تھی جو آنے کا وہ سنائی تھی	
۱۹	خبر مسافر غیر النساء کی لایا ہے کہ مرشد آمد قاصد کا آج پایا ہے	سامدینہ میں اکدن کہ قاصد آیا ہے خدا نے آج یہ دن عید کا دکھایا ہے
۱۹	سفر سے فاطمہ کے نور عین بھی آئیں وہ دن بھی آئے الہی حسین بھی آئیں	

۵	اب آپ کیجئے تکلیف اتنی بہر خدا جو کہ آپ کے ہمراہ میں چلوں لکھیا	پیکاری حضرت ام البنین کو صغراً کہ پوچھ آئے قاصد سے حال بابا کا
	کہا یہ دادی نے صدقے گئی میں جاتی ہوں	
	خبر مسافر نہ ہر گز کی پوچھ آتی ہوں	
۶	نکل کے گھر سے مگر آہ دیکھتی ہیں کیا تمام اہل مدینہ ہیں صرف آہ دیکھا	یہ کہنے کے اور دھکی ام البنین نے فریاد کیا ہر ایک کو چہ میں ہے واما محمد اکی صدا
	وطن میں غل ہے شہ مشرقین قتل ہوا	
	بتول کہتی ہے میرا حسین قتل ہوا	
	برہنہ سر تھا گلے میں تھی اس کے شال عزا	لکھا ہے قاصد غمگین میاں مسجد تھا
	کہا بتا مجھے اے قاصد حسین بتا	کہ آئیں حضرت ام البنین بھی اس جا
	حسین خیر سے ہیں اور اقرار بائے حسین	
	سراپنا پیٹ کے اس نے کہا کہ ہائے حسین	
۷	ہزار ویک صدمہ پنچا ہ زخم بیک تن شاہ	کہوں حسین کا کیا حال حال ہی ہے تباہ
۸	چڑھا حسین کے سینے پہ قاتل بدخواہ	اور حلق خشک یہ ہفتاد ضرب خنجر آہ
	سرخسین تو اس بدگمان نے کاٹا	
	غضب ہے ہاتھوں کو پھر ساربان نے کاٹا	
۹	اٹھا یہ شور کہ فریاد یا رسول آلہ	سین کے غش ہوئی ام البنین علی جاہ
	تو پوچھا حال سوزینب کے بھی تو ہے آگاہ	ہوا جو غش سے افاتہ علی کی بیوہ کو آہ
	وہ ساتھ مر گئی بھائی کے یا اسیر ہوئی	
	لحد پہ سبط یمیر کے یا فقیر ہوئی	

سر اپنا پیٹ کے وہ نامہ بریہ چلایا سول زاد یوں پر سخت عداوت آیا	۱۰	حسین نے تو کفن بھی اچھی نہیں پایا برہنہ سر ہیں اٹھا جیسے شاہ کا سایا
مشرقیہ		گلے میں طوق ہے عابد کے شدت تپ میں ہیں زخم نیز دھکی تو کوں کے پشت زینت میں
جبلٹ کے کر بلا سے اسیر ستم چلے روتے سروں کو پیٹتے پاسبند غم چلے	۱	سجائو سر برہنہ پدر دو الم چلے زینت نے لاش شہ کو کہا بھائی ہم چلے
مرنے سے آپ کے میں یہ ایذا اٹھاتی ہوں دراہار میں یہ دید کے سر غنگے جاتی ہوں		
ہے ہے مرے مافر کرب دہلا حسین ہے ہے تجھے نہ پانی کا قطرہ ملا حسین	۲	ہے ہے مرے غریب مرے مہ لقا حسین ہے ہے تمام تن ترا لکڑے ہوا حسین
پیاسے گلے پہ خنجر بیدا دھل گیا ہے ہے ترپ ترپ کے ترا دم نکل گیا		
لے نیتوا علی کی بیعت تجھے ملی لے خاک میری ماں کی ریاضت تجھے ملی	۳	لے کر بلا خدا کی امانت تجھے ملی لے لے زمین شمع امانت تجھے ملی
دامن ترا بھرا میری مکھیتی اجڑ گئی سرحد میں تیری بھلائی سے زینت بچھڑ گئی		
یہ کہہ کے سر کو پیٹ کے روئی وہ دل جلی گھون رس میں آئیگی بیٹی کی ہے سیدھی	۴	اگر خف سے حال مرے دیکھو یا علی کہتی یہ ماریہ سودہ با چشم تر چلی
ہے ہے میں کر بلا سے موعے میں اٹ گئی ہر دلیں میں ہیں کے برابر سے چھٹ گئی		

کیوں کہ نہ ترپوں آہ بڑا پیچ بڑ گیا ہے ہے ہمارا کیسا بھرا گھر اُٹھ گیا	۵	کیا لطف زندگی کا جو نقشہ بگڑ گیا اس قافلہ کا قافلہ والا بچھڑ گیا
پیر دیسیوں نے جھاؤنی جنگل میں چھائی ہے بھائی نے میرے ایک نئی بستی بسائی ہے		
نہاں بلکے ہم سے دعا کی لعینوں نے کچھ بھی ذرا نہ شرم و حیا کی لعینوں نے	۶	کیا کیا نہ ہم یہ جو رد و جفا کی لعینوں نے گو دن رات شہ کی جدا کی لعینوں نے
خیمہ جلا کے اہل ستم شاد ہو گئے ہم کر بلا میں آن کے برباد ہو گئے		
بھائی یہ میرے سامنے نیزے چلا گئے شہر شکر ہی منہ سے کہا گئے	۷	تین دیر یوں پہ برابر لگا گئے اُدترانہ شمر سینہ سے بے سر جدا گئے
روتی رہی میں وہ سر نہ جھیر لے گیا بھائی کی میرے خون بھری تصویر لے گیا		
فریاد ہم غریبوں کی سنتا نہیں کوئی چادر بھی منہ چھیلنے کو منہ پر نہیں رہی	۸	کس سے کہیں جو ہم یہ مصیبت گزر گئی سر کہو لے شہر شام میں آئی میں ل جلی
اعد اہل دکھا کے سر شہر رولاتے ہیں اب سامنے شقی کے مجھے لے کے جلتے ہیں		
زینبؓ سوسن کے رونے لگے ساکنانِ شام بتاؤ لے تم زندہ کیا ہیں تمہارے نام	۹	بھروسہ طرح سے پیٹ کے سر کو کئے کلام نیزوں کی نوکوں پر جو چڑھے ہیں یہ تمام
سردار اس میں کون ہو اور کس کے سر ہیں یہ کس برج کے ستارے ہیں کس کے قمر ہیں یہ		

۱۰	باتوں نے دیکھ کر سدا کبر کو یہ کہا کن کن مصیبتوں سے اُسے میں نے پالا تھا	اٹھاڑیں برس یہ چھٹا مجھ سے لقا مجھ سے چھڑا کے لے گئی، اک آن میں تضا
	جنگل بسایا گھر مرا دیر ان کر گیا تیزہ جگر یہ کھا کے جوانی میں مر گیا	
۱۱	پھر بولی دیکھ کر سدا صغر وہ نوحہ گر صدہ جو بیاس کا ہوا غمی سی جان پر	مجھ بے نصیب ہی کا فیش ماہہ تھا پس منہ سے زباں نکال دے ہونٹوں پہ پھر کر
	تیر ستم کے لگتے ہی نقشہ بدل گیا بچی کے ساتھ سینہ سے بس دم نکل گیا	
۱۲	دولہا کے سر کو دیکھ کے مادر یہ کہتی تھی ہے اونٹ پر اسی کی دہن سر کو بیٹھتی	مجھ دل چلی کا لاڈ لا فرزند ہے یہی حلقوم پر چھری اسی نوساہ کے چلی
	سینہ پہ روز عقد سناں اُس نے کہا ہے جاتی ہے قید ہو کے دہن پہ دوھائی ہے	
۱۳	عباس کی یہ زوجہ یکاری بہ اشک آہ دریا پر لے گئی غمی جھٹتی کی اُس کو چاہ	سقہ بھی بنا تھا سکتے کار شک ماہ اعدائے دیں نے روکی تھی آکر ہی کی راہ
	یہ ہے نشاں علی کا شمار اس کی شان کے شانے سے ہاتھ کاٹے گئے اس جوان کے	
۱۴	سر پیٹ کر یہ زینب بکس نے پھر کہا ہے یہ حسین ابن علی شاہ کربلا	آگے سروں کے نیزے پہ جو سر پہ چاند سا نانا نبی اُسی کے ہیں اور ماں ہے غافلہ
مرثیہ	مظلوم مہدِ وطن ہے یہ اور خستہ تن ہوں میں بے غل و بے لفن وہ ہے اس کی بہن ہوں میں	۲۱ نمبر

۱	کونئی تمام دشمن جان حسن ہوئے ام جلیبیہ کو بڑے رنج و محن ہوئے	۱	حسن م شہید سرور قلعہ شکن ہوئے لے کر حرم کو شاہ غریب الوطن ہوئے
	بل بل کے سب سے وہ جگر افکار روتی تھی لیکن جدا قدم سے نہ زینب کے ہوتی تھی		
۲	شوق کو تو دل سے نہ اپنے بھلاؤ گی پھر بھی دیار میں کبھی کوفے کے آؤ گی	۲	کھیتی تھی کب کنیز کو بلی بلاؤ گی ناجیز کو جمال مبارک دکھاؤ گی
	تسکین ہوتی ہے دل پڑا اضطراب کو دیکھیں خدا دکھاتا ہے کس نجات کو		
۳	اور ہو گئے حسین غریب الدیار ہائے دشمن بلا میں حشر ہوا آشکار ہائے	۳	راہی ہوئے غرض حرم نامدار ہائے دنیا سے اٹھ گئے حسن دلفکار ہائے
	آل ہوں رنج و مصیبت میں گہر گئی سید کے خنک حلق پہ تلوار پھر گئی		
۴	محبوب حق کے پیاروں کا نیزہ سر چلے زنجیر پہنے عابد دالاکہ سر چلے	۴	کوثر کی سمت ہو کے بہم اہل شہر چلے سر پہٹے ہوئے حرم نوحہ گر چلے
	گر چاہتے تو دم میں اولتے جہاں کو پر شکر کر کے شاہ نے رو کا زبان کو		
۵	کوفے میں جن عیش کا سامان ہے عیاں ہیں بے نقاب فاطمہ زہرا کی بیٹیاں	۵	یاں اس طرح رواں ہوا ریوڑوں کا رواں ہینے لباس ناخروہ ہر اکھا ہے شادماں
	سامان ہر اک سمت کو ہے زیب و زین کا فریاد ہے کہ جن ہے قتل حسین کا		

مچھرتے ہیں شاہ شاد دزن و مرزا دھر دھر
 ۶ ابلیس کہ تم کو جشن کی شائد نہیں خبر
 آئیں میں تہذیب کوئی دیتا ہے آن کر

مجمع دور است ہے صفار و کبار کا
 آتا ہے مسنون پہ کسی تاجدار کا

کنبہ بھی ساتھ ساتھ ہے حیران دیکھ لو
 ۷ گولٹ گئے ہیں پرہے عجیب شان دیکھ لو
 سب بی بیوں کا چاک گریبان دیکھ لو

سر زانوؤں پر شرم و حیا سے جو بکائے ہیں
 اس طرح کے کبھی نہیں محسوس آئے ہیں

اک آہ سرد کھنچ کے بولی دہ بادشاہ
 ۸ کیا جانئے یہ کون ہیں آفت کے مبتلا
 یعنی کہ قیدیوں کا تماشا نہ دیکھنا
 بنت نبی کی مجھ پہ ہے تائید یہ سدا

اس طرح ان کے حال پہ شاد اپنا جی کر دوں
 یہ جابیاں تو سوگ میں ہوں میں خوشی کر دوں

شہر ہر اس سفر میں ہے لوگو یہاں نہیں
 ۹ بے اذن اس کے جا نہیں سکتی ہوں میں کہیں
 حد سے زیادہ عورتیں جس دم مھر ہوئیں
 ناچار آئی بام یہ ساتھ ان کے دہ حزین

کوٹھے پہ آکے حشر کے ساماں نظر پڑے
 کالے نشان فوج بد ایمیاں نظر پڑے

ناگارد و درنج کے ساماں عیاں ہوئے
 ۱۰ نیزوں پہ فرقہائے شہیدیاں عیاں ہوئے
 اٹھارہ آفتاب درخشاں عیاں ہوئے
 کرتے ہوئے تلواریں قرآن عیاں ہوئے

دولار و در بھی ضم ہوئے تسلیم کے لئے
 اُنھی یہ دل کو تمام کے تعظیم کے لئے

یہ حال تھا کہ صاحب ماتم نظر پڑے ادنیوں یہ سب بتوں کے ہدم نظر پڑے	آلِ بنیٰ بدیدہ یرنم نظر پڑے زنجیر بننے عابد یرنم نظر پڑے
درجے یہ ہیں حبیب الہی کی آل کے کانوں سے خون بہتا ہے اک خور دسال کے	
کہتی تھی ماعتہ اٹھا کے وہ معصوم بابا ر پانی کوئی بلا دے مجھے بہر کردگار	۱۲ ہے شدتِ عطش سے کیلومرا افکار واجبِ تجھ یہ رحم کہ ہوں سخت بیقرار
چو بیاسا مگر گیا ہے میں اس کی کمائی ہوں بکیں ہوں بے پدر ہوں فلک کی ستائی ہوں	
نادان کے بیان یہ رونی دہ زار زار ٹہرا لو ایک دم کے لئے ادنیوں کی قطار	۱۳ جالوں سے پکار کے بولی وہ دلفکار پانی اسے بلا لوں تو آگ ہے اختیار
چھوٹے سے سن میں سو دردِ رنج و توبہ ہے یہ اے نار یو عطش کے سبب جاں بلب ہے یہ	
رحم آگیا نہ گئے شامی بد سیر کی عرض پیچھے اسے صدقے میں آپ پر	۱۴ لے آئی جامِ آبِ آسی دم وہ توڑ کر کیجئے دعا خدا سے رے واسطے مگر
پیشِ خدا ہے قدر بڑی خستہ حالوں کی ہوئی ہے سحاب دعا خور دسالوں کی	
بھلائی اشکِ نگوں میں سخت دلِ حسین شوہر سفر میں جت ہو محکورتیں ہے چلن	۱۵ گویا ہوئی یہ ام حبیبہ بشور و شین کیجئے دعا یتیم نہ ہوں میںے نور عین
دارت سے اپنے یہ جگر افکار چھوٹ نہ جائے تم بی بیوں کی طرح مرار لٹ نہ جائے	

لیکن میں اصرار میں فرمائیے دعا دیکھوں جمال پاک جگر بند مرتضیٰ	۱۶	یعنی کثیر حضرت زینب یہ ہے خدا آنکھیں ملوں قدوم مبارک یہ میں خدا
شبیر کی شتاب زیارت نصیب ہو کیجیے دعا کہ محکوم یہ دولت نصیب ہو		
اس کو کر سے ترطب گئی دلہند مرتضیٰ ایسا خاکسار میں ہم کو ملا دیا	۱۷	گویا ہوئی یہ دل میں کہ انسو میں کی ہے جا اپنے بھی آہ بھول گئے وامصیبتا
زینب کو نیت شبیر خدا جلتے نہیں انسو روشتاں بھی پہ پہانتے نہیں		
مشتاق ہے حسین کی یہ سوختہ جگر حسرت ہے دیکھنے کی ہری اس کو کس قدر	۱۸	کیونکر اسے میں بھائی کے مرثیہ دوں قبر کس طرح اس حوالہ کہوں اپنا سر بسر
مرثیہ کو کہ اجڑی اور باروں میں دل جلی ہوں میں منہ سے نہیں نکلتا کہ نیت علی ہوں میں	۲۲	نمبر
ہفتاد دو تن کیلئے جب وچکے عابد بیووں کی رد اپنی عبا کہو چکے عابد	۱	زخم شہداء انسوؤں نہ ہو چکے عابد اور تاتلہ سالار حرم ہو چکے عابد
پرسانہ دلا سادیا بیکس کو کسی نے زنجیر میں جکڑا اسے بس فوج خفگی نے		
دہ شدت تپ اور دہ میجا سے بھر پڑا اور کہہ کے یہ ہر ایک ظم پاؤں رگڑ پڑا	۲	دہ سوچے ہوئے پاؤں میں زنجیر کا پڑنا غش آتا ہے اسے شبیر خدا ہاتھ پکڑ پڑنا
اعدا سے یہ کہنا نہ دوا دوتہ غذا دو مباراں چلوں جلد سے مجھے آب پلا دو		

دہ کہتے تھے کیا ہم نے لیا ہے یہ اجارا ۳	تارہ کے چلنے کا ہو کچھ محکوس ہمارا
یوں کا ہے کو تم پیاس کی شدت ہو جلو گے	ہر ایک قدم دھڑے کی ضرب سے جلو گے
یہ سن کے جھکا لیتا تھا سر نائب دبیر	اک ہاتھ میں تو تھکڑی پہنتے تھا دھولگیر
اک ہاتھ میں ادنیوں کی آرزو اور سر زنجیر	گردن میں تھاق اور رسن حلال تھا تفسیر
اک سمت کو عابد یہ یہ آفت یہ بلا تھی	اک سمت نبی زاد یوں پر جو روح جفا تھی
اس طرح سے ہے راوی جانشوز نے لکھا	دہ قافلہ حسن دقت در کو فہ یہ آیا
درد از سے پاک لاشہ لٹکتا ہوا دکھا	اک درد اسیروں کے جگر میں ہوا پیدا
زینب نے کہا چھاتی پیچھی جاتی ہے لوگو	اس لاش سے کچھ اور ہی بوا آتی ہے لوگو
رو رو کے پھر اس طرح سے عابد کو پکاری	یہ لاش ہو کس بیکس و مظلوم کی واری
اس کے لئے بیتاب ہے کیوں روح ہماری	۶ اس لاش کی تنہائی پر دل کرتا ہے زاری
کیوں بے کفن اس شہر میں یہ زار و حزیں ہے	کیا قیر بنانے کا یہاں رسم نہیں ہے
رو کر کہا عابد نے کہ یہ رونے کی جا ہے	یہ لاش ہو اس کی جو غریب الغریب ہے
یہ اس کا ہر اول ہے جو بیگور پڑا ہے	یہ مسلم مظلوم ہے یہ میرا چچا ہے
آوارہ وطن بیکس و مظلوم یہی ہے	مظلوم و کیسل شہ مظلوم یہی ہے

زینب نے کہا لو یہ مجھے اب ہوا معلوم	۸	یہ مسلم مظلوم ہے یہ مسلم مظلوم اس میرے مسافر کا زاد دیکھو مقسوم
پھر غور سے اس لاش کو زینب نے جو دیکھا	۹	تھے داغ کئی لاش کے پاؤں پہ پیویدا عابد نے کہا مرنے پہ بھی دی الہیں ایذا
بازدھا قدم لاش میں اعدا نے رس کو		مکہوں میں پھرے کھینچے آوارہ وطن کو
مادر سے رقیقہ تیرے تپ اور روئے پوچھا	۱۰	اے والدہ لاش میرے باپ کی ہے کیا وہ بولی کہ ہاں لاڈلی یہ ہے ترا بابا
یہ لاش پدر کی ہے تو میں بھی کر دں خجرا		لاشہ یہاں لٹکایا ہے سر کاٹ لیا ہے مظلوم پدر کا ترے یہ حال کیا ہے
جب نے سے ہاتھ اس نے اٹھائے بدل زار	۱۱	اور دور سے لاشے کی بلائیں لیں کئی بار تسلیم کو آئی ہے یتیم آپ کی دلدار
پھر روکے یہ چلائی کہ اے والد غم خوار		سرکٹ گیا اے عاشق غفار تمہارا کس طرح سے اس دیکھوں میں دیدار تمہارا
بابا تری بیٹی یہ مصیبت ہوئی کیا کیا		ظالم نے سکینہ کو طمانچہ جو لگایا تیب اس کو بچانے لگی زرد کے میں کھیا
دل کانپ رہا تھا مرا اور آنسو رواں تھے		میں کہا کہوں یہ رمنے جیسا مجھے جھڑکا میں آپ کہہ جلاتی تھی سو آپ کہاں تھے

روداد شنی جب کہ رقیہ سے یہ ماری اور خلق بریدہ سے یہ کلمہ ہوا جاری
تب لاشہ مظلوم پہ لرزہ ہوا طاری
۱۳۰ اب صبر کرو روح ہے بے چین ہماری

مرثیہ
سرہمنے تو صدقے سر مولا یہ کیا ہے
اور تم کو کینزی میں سکنہ کی دیا ہے

لے قریب کوفہ جو مہمان کر بلا
عل تھا کہ اے عترت سلطان کر بلا
کوب دبلا میں جو اسیران کر بلا
پیش نظر ہے حال پریشان کر بلا

لاکھوں ستم جو راہ میں ان مہجے ہوتے تھے
کہتے تھے یاد دار توں کو اور روتے تھے

لکھا ہے یہ کتاب صحیحہ میں مومنو
محبوس تھے جو کوفہ میں مختار نیک خو
اُن کو نہ یہ خبر تھی کیا قتل شاہ کو
لائے میان کوفہ سر شاہ کینہ جو

محبوس ہو کے عابد بیمار آئے ہیں
جنت سے رونے احمد مختار آئے ہیں

ما بین قید کہتا تھا مختار بادشاہ
میری خبر میں گے اگر سبط مصطفیٰ
کچھ غم نہیں جو قیامت میں ہو پھینسا
مشغل کش کے صدقے سے ہو جاؤ نگار ہا

گردش زمانہ کی ہے نہ ستمت کا پھیر ہے
آقا کو میسر کوفہ میں آنے کی دیر ہے

مختار کے تو تھے یہ سخن اور یہ کلام
ہم کی نہ تھی خبر اُسے مالے گئے امام
شکر جو تھا قلیل ہوا قتل وہ تمام
ہمشکل مصطفیٰ ہے نہ عیاں لاشہ کام

اکثر نے نیزہ کھایا ستم پر ستم ہوئے
سقاے اہلبیت کے شانے قلم ہوئے

قاسم ہیں زندہ اور نہ زینب کے لاڈلے	۵	مرنے کے بعد تیغوں سے کاٹے گئے گلے جنت میں جا کے پہنچے نہ وہ کھینوں چلے
سجاول ایک بچے ہیں سو صدے اٹھائے ہیں		بابا کے سر کے ساتھ اسیری میں آئے ہیں
ابن زیاد کی یہ تعقید تھی بار بار	۶	ابی بیوں پہ شوق سے کریں سلیم بن ہمار چادر نہ اور بھنے کے لئے دینا زینب ہمار
سر ننگے ہوں بندھے ہوئے رسی ہر باقہ ہوں		حاضر اسیر سب سر سر در کے ساتھ ہوں
ناگاہ آئے محفل حاکم میں سب اسیر	۷	سر ننگے بال کھوئے بر رخ و تعب اسیر غیرت کے امے مرتے تھے مقبول رب اسیر
کس منہ سے وہ بیان کروں جو ظلم برتتے		ابن زیاد نہنتا تھا سجاد درختے آتھے
بیٹھا ہوا تھا حاکم بے پیر اک طرف	۸	طشست طلا میں تھا سر نیز اک طرف سر ننگے سبھے صاحبِ تطہیر اک طرف
تازہ جو بیکسوں پہ مصیبت بڑی فظمی آہ		ہاتھوں سے منہ کو ڈھانپ سکینہ کھڑی تھی آہ
برلا زراہ فخر عبید اللہ زیاد	۹	لاؤ اسے جو قید ہے مختار خوش نہاد مارے گئے وہ جن سے کہ رکھتا تھا اعتقاد
آقا کا سوگ جا پیے رکھنا غلام کو		دیکھئے سرِ حسین علیہ السلام کو

یہ کہہ کے کچھ پیادے روانہ کئے شتاب ۱۰ بولے کہ کیا ہے قید میں بادیہ دُہر آب	مختار کے جو پاس گئے خانماں خراب برپا ہے جشنِ قتلِ شہِ آسماں جناب
یہ سن کے اپنے باتوں کو مختار نے ملا ۱۱ کہنے لگے پیادے وہ تھا شاہِ کر بلا	پوچھا کہاں کا شاہ تھا جہاں کٹا گلا پیسا سا تھا جس پہ خنجرِ ظلم و جفا چملا
وہ بولا ٹکڑے ٹکڑے دل اپنا تمام ہے لے لے لے بتاؤ کہ کیا اس کا نام ہے	
کہنے لگے پیادے کہ کیا پوچھتا ہے نام خود چل کے دیکھ لینا سرِ شاہِ تشنہ کام	۱۲ باتیں نہ کر زیادہ نہیں دیر کا مقام ناموس اُس کا جنت ہے وہ قید ہے تمام
جس جاوہر ہے تجھ کو بھی بھلائیگا وہاں دریافت اُس کا نام بھی ہو جائے گا وہاں	
مختار جا کے پہونچا جو دربارِ عالم میں روتی ہیں سکنۂ اہم شاہِ انام میں	۱۳ دیکھا وہاں سیر میں کچھ ازہام میں سب خوش ہیں لال کو فیل اہل شام میں
اک لڑکی کہہ کے ہائے پدرواں جو روتی ہے رونے نہ پائے کوئی یہ تاکید ہوتی ہے	
یہ دیکھتا ہوا گئے بڑھا وہ نگو نہاد کہتا ہے فضلِ حق سے برائی مری مراد	۱۴ دیکھا کہ بیٹھا خوش ہے عبید اللہ زیاد مانندِ عبیدِ جشن ہے ہر اک شہِ شاد
دربارِ دشمنوں سے سارا بھرا ہوا محبتِ ظلم میں ہے سرِ پر خوں دھرا ہوا	

حیران ہوا یہ دیکھ کے مختار خوشخصال یہ تو سر حسین ہے رشک مہ کمال	۱۵	پھر دیکھا غور سے تو یہ کرنے لگا مقال ہے شہید ہو گیا کیا قاطعہ کال
کیا کیا تھیں حشر میں دل اندوہناک میں ارمان یہے مل گئے سب ہا خاک میں		
دریا بہا کے آنکھوں سے دم وہ باد فدا آقا کے سر سے پٹا بصد نالہ و بکا	۱۶	سر پٹیا جاکے نزد سہر شاہ کر بلا منہ رکھ کے اس گلوے بریدہ پہ یہ کہا
مرثیہ		حاضر ہوں اس غلام سے کوئی تو کام لو ناچیز اس غلام کا آقا سلام لو
نماز عصر کو جب شام نے تمام کیا تباہ خیمہ سلطان تشنہ کام کیا	۱	عجا بدین سے عین نے سرِ مام کیا حرم کو ادنیٰ ٹٹوں پہ بٹھلا کے قصد شام کیا
سر حسین چلا عزت و سحر چلی ادھر حلویں علی اور ادھر بول چلی		
حرم کو اہل جفا راہ میں ستاتے تھے بھی مریض یہ دست جفا اٹھاتے تھے	۲	سر حسین کبھی نیل سے گراتے تھے یہ ٹوک ٹوک کے رنگیوں کو ستاتے تھے
ایسے یہ نبی کے وزیر کا کتبہ برہنہ سر ہے جناب امیر کا کتبہ		
جب ایک روز کے رستہ پر شام دیا ایسوں کو بھی برابر بٹھا دیا اک جا	۳	مقیم شب کو ہوش ایک قریں میں اعدا کہا کہ شام میں کل ہو گا داخلہ سبک
سنا جو داخلہ شام تھر تھر آنے لگے جبیں پہ خاک حرم شام سے نکانے لگے		

۴	لکھا ہے آہ وہ ہمسایہ قیدیوں کو ملا کہ شورِ نوبتِ شادی تھا دمِ بیدار یہ اہلِ قریہ بھی دشمن ہیں اہلِ بیعت کے کیا
	اگر اد سب کی فقط اپنی نامرادی ہے ہمارے لئے اگر گھر جہاں میں شادی ہے
۵	یہ سن کے فضلہ گئی اور آن کر یہ کہا تمہارے لئے کی نوبت نہیں یہ عاشا وہاں تو اور ہی کچھ ماجرا ہے تم نے سنا رئیسِ قریہ کی زوجہ ہے مومنہ بخدا
	خدا نے دخترِ خوش رو مہ لقا دی ہے یہ اس کے گھر میں تولد کی آج شادی ہے
۶	سن آئی کانوں سے دیکھ آئی آنکھ سے جو تھا کسی نے نام جو بیٹی کا پوچھا تو یہ کہا وہ مومنہ تو ہے بابی کے خاندان پہ خدا آنیزِ زینب خاتون رکھا ہے نام اس کا
	بس اس پر سبطِ نبی کی بہن کا سایہ ہے خدا کا سایہ ہے اور پنجش کا سایہ ہے
۷	بیکاری دخترِ زہرا کہ شکر ہے اللہ کھلے ہیں بالِ مرزا و بندہ ہیں ہاتھ بھی آہ دیا ہے قید میں تو نے ہمیں یہ رتبہ جاہ عزیزِ مردہ ہوں اور گھر بھی ہو گیا ہے تباہ
	اگرچہ نام ہمیں اہلِ شام رکھتے ہیں یہ لوگ بچوں پہ زینب کا نام رکھتے ہیں
۸	پھر اسکو دھیان جو کچھ آیا فضلہ سے یہ کہا نصیحت اسکو میں کر دوں ہے مجھ کو خوفِ خدا کہ کہہ دے مومنہ کو یاں کھڑی کھڑی ہو جا بتا دوں اس کو اثر بھی میں نامِ زینب کا
	یہ نام جس کا ہو سب کعبہ کو وہ روئے گی میں کیا نہال ہوں جو وہ نہال ہوئے گی

کنیز فاطمہ نے دی جو مومنہ کو خبر ہزار شکر کہ اہل مدینہ آئے ادھر	۹	انھی وہ نام مدینہ سے اور کہا جس کر لے گی اب خبر خاندان پیغمبر
مقیم اہل مدینہ ہوئے قریب مرے رہے وقار مرا اور خوش نصیب مرے		
خوشی خوشی ہوئی گھر سے رواں وہ نیک انجام جواب دے کے لگی کہنے زینب ناکام	۱۰	حضور زینب بیگم جھکی برائے سلام تھیں نے بیٹی کا اپنی رکھ ہے زینب نام
خواہ اس کا نہ دریافت کر لیا بی بی یہ نام بیٹی کا رکھ غضب کیا بی بی		
ہزاروں نام تھے کچھ ایک ہی یہ نام نہ تھا یہ نام تو نہ سزاوار ہوئے گا حاشا	۱۱	تو کیسی ماں ہے کہ بیٹی سے ایسی بے پروا پکاری مومنہ کہتے تو ہے قیامت کیا
ہے برقرار زمین آسمان قائم ہیں انھیں کے نام سے دونوں جہان قائم ہیں		
یہ کیسا نام ہے فرمائیے توصل علی محمد عربی جد ہے اور ماں زہرا	۱۲	برادر اس کے حسین حسن علی بابا پکاری دختریہ ہر ایہ تو نے راست کہا
یہ کون کہتا ہے وہ اہل احترام نہیں کلام نام میں ہے ذات میں کلام نہیں		
نسب تو سب پہ روشن کہوں نصیب کا حال بیک شیر پیا اس نے خون دل دو سال	۱۳	کہ بچپن سے ہوئی مبتلا رنج و ملال ہمیشہ فاقہ یہ فاقہ غذا کا یہ احوال
جو پرچھوئیوں تو کئی بار حادثے دیکھے زیادہ سب سے مگر چار حادثے دیکھے		

شروع حلوٰۃ تابوئت مصطفیٰ دیکھا	بند حارس میں ید اللہ کا گلا دیکھا
شکستہ پہلوئے خاتون دوسرا دیکھا	۱۲ حسن کو زہر ہلاہل سے لوٹا دیکھا
رسول حق کو دھئی رسول کو روئی	حسن کو روئی جناب بتول کو روئی
اور اب سنا ہے کہ کوئی گئی امیر ہوئی	۱۵ سپاہ شام میں سرننگے دستگیر ہوئی
وہ شہر شہر پھری در بدر حقیر ہوئی	تیاہ تخت دل حضرت امیر ہوئی
خبر ہے شام میں کل اس کا داخلہ ہوگا	اب آگے علم نہیں اور جانے کیا ہوگا
بہن مقدّر زینب سے تو ہوئی آگاہ	۱۶ پکاری مومنہ کانوں پہ ہاتھ رکھ کر آہ
کہ بس قصور معاف اب نہ کہے کچھ اللہ	یہ کلمے شان میں زینب کے ہیں عذاب گناہ
حسین آس کا برادر ابھی سلامت ہے	۱۷ اسے اسیر کرے اس کی تاب و طاقت ہے
یہ سن کے دل پہ نہ زینب کے اختیار رہا	۱۸ پکار کے ہاتھ اٹھی مومنہ کا وہ دکھیا
گئی وہاں جہاں نیندوں پہ تھے سر شہدا	دکھا کے بھائی کا سر مومنہ کو دی یہ ندا
۷ اُن سے پوچھ لے تو میں دروغ گو کہ ہوں	یہ سر حسین کا ہے بی بی ادیش زینب ہوں
یہ سن کے ہو گیا سکتے سامونہ کو دیں	۱۸ کچھ اذغوال تھا کچھ شبہ تھا کچھ اسکو یقین
دوبارہ بولی سر شہ سے زینب عکس	انہو حسین تمھاری بہن میں ہوں کہ نہیں
کیا فلک حقیرائے امام دیں مجھ کو	کوئی تمھاری بہن جانتا نہیں مجھ کو

۱۹ کہ اس سلام علیک اے بزرگ آل عبا
وقار فاطمہ فخر خدیجہ المبرئی

مرثیہ میں تیرا بھائی تو میری بہن ہے اے زینب
تو افتخار حنین و حسن ہے اے زینب

۲۵ پہونچا دیا ریشام میں جب سہرا امام کا
جمع تھا راستہ میں ہر اک خاص و عام کا

قیدی تھے سب اے ہوئے گرد و غبار میں
اور تھا دہک رہا تن عابد بخار میں

۲ تھا سب آگے آگے دہری زار و ناتواں
کھینچ سکتی تھی نہ ہاتھ سے اونٹوں کی ریشماں

خوں ہو گیا تھا خشک یہ اُمت کا جو تھا
گویا کہ سارے تن میں شمع کا طور تھا

۳ سرننگے دیکھو دیکھو کہ ہنستے تھے بے حیا
دیکھو اسیری خلف ابن مرتضیٰ

کنگنا بھی ہے بندھا ہوا دست حنا میں
بستہ دین بھی ہے اُسی نازک کلائی میں

۴ جس نیزہ پر دہرا تھا سہرا ابن مرتضیٰ
ہر چند زور کرتا تھا غولی بے حیا

ناگاہ چلتے چلتے وہ رستہ میں رگ گیا
بکڑ ہوئی تھی جگہ سے نہ جنبش سے ذرا

بازو تھکے یہ زور گھٹا اہل شام کا
لیکن نہ اُس جگہ سے بڑھا سہرا امام کا

تب بے کے تازیانہ بڑھا شمر بدیقین ۵
ایا جناب سید سجاد کے قریں
بدعت وہ کی کہ رہ گئی تہرا کے سب زبیا
سراپنا پیٹنے لگی تب زینب حزین

جب خون تازیانہ میں دیکھا بھرا ہوا
کہ لہلہ اہل بیت نبی میں بیت ہوا

اس ظلم پر تھا دیکھنے والوں کو بھی عجب ۶
آ کر قرین نیزہ یہ سجاد بولے تب
نیزہ یہ رورہا تھا سر شاہ تشنہ لب
کیوں میرے بابا اگنہ بڑھنے کا کیا سبب

بیکس کو تازیانہ یہ اعدا لگاتے ہیں
اب مجھ سے تازیانے نہیں کھائے جاتے ہیں

اعجاز سے حسین نہ اس دم صلا یہ دی ۷
دیکھے کوئی کہاں ہے وہ آغوش کی بلی
اشتر سے میری پیاری سکیڈ ہے گر پڑی
بٹھلاؤ دھونڈھ کر مسم آونٹ پر ابھی

اس واقعہ نے بی بیوں کو ہلا دیا
اشتر سے خود کو نبی علی نے گر ادا دیا

زینب نے اس گھڑی جو نظر کی ادھر ادھر ۸
کالا یا اس جسم میں پہنی ہیں سسہ بھر
دیکھا کہ اک معظّمہ مٹھیں ہیں خاک پر
زانو پہ بنت شاہ کا کھڑے ہو ہیں سر

آنسو رواں ہیں آنکھوں اور لب پہ آہ ہے
اس نیل گوں غدار پہ ہر دم نگاہ ہے

شفقت سے بار بار یہ کہتی ہیں بے بلا ۹
تہر خدا سے شمر ستمگر نہ کچھ ڈرا
اس کم رسی میں تیری مصیبت میں خدا
کانوں سے بندے چھین لے وامصیبتا

بے رحم نے یتیم کے دل کو دکھایا ہے -
بہتہ بہتہ کے خوں کانوں کا کرتے پہ آیا ہے

سنت علیؑ نے دیکھ کے یہ مہربانیاں
۱۰ احساں کیا وہ مجھ پہ کہ جس کا نہیں بیان
کی عرض بڑھ کے آپ یہ قربان مہری بجا
دے اجزاں کا آپ جو خلاق دو جہاں

ماں سر پرست فاطمہؑ با باعث ملی نہیں
ہم بیکسوں کا پوچھنے والا کوئی نہیں

آگاہ ہوں کہ آپ کا کیا حسب نسب
۱۱ کیا نوجواں لبر سے نوا بہر ہے غضب
کیوں سر کھلا ہے آپ کا اسکا ہے کیا سبب
چہرے پہ خو کس کا ملا ہے بعد تعب

یاد شہادت شہ بیگس رولا تھی ہے
نور اس ہو سے قومے بھائی کی آتی ہے

فرمایا اُن عظمتے تب بہ شور و شین
۱۲ میں وہ ہوں جس کو بعد فنا بھی ملانے ہیں
بہچا نا تو نے مجھ کو نہ اے میری نور عین
زافو پہ میرے کاٹا گیا ہے سر حسینؑ

زہر ہے میرا نام فلک کی ستاری ہوں
میدان کر بلا سے ترے ساتھ آئی ہوں

گردن میں بائیں ڈال کے لہرے بنے یہ کہا
۱۳ لشکر ہمارے بھائی کا سب قتل ہو گیا
آماں اٹھاں ظلم جو ہم نے بیاں ہو کیا
یاں تک کہ چھہ بیٹے کا بچہ نہیں بچا

اُمڈی تھیں فوجیں آپ کے اک نور عین پر
لاکھوں کا تھا اور دشمن جن تنہا حسینؑ پر

ناوک تھے اس قدر تن مجروح پر لگے
۱۴ جیروں پہ قتلگہ میں معلق پڑے رہے
جب داہنے عذار کے لہذاک پر گئے
پہنچے زمیں پہ شمر سنگر کے بوجھ سے

لوگوں کے منہ کو اُسے جگر دل اُلٹ گئے
دب دب کے اور زخم تن شاہ بچھٹ گئے

کس طرح سے بیاں ہو سکتا حسینؑ کا	۱۵	وہ اپنے ہاتھ پاؤں پٹکنا حسینؑ کا
حسرت سو سوئے خیمہ وہ تکتا حسینؑ کا		وہ شدت عطش ہے پھر کتنا حسینؑ کا
لب کھولے وقت تشنہ دہانی حسینؑ نے		پایا نہ ایک بوند بھی پانی حسینؑ نے
لاشہ بھی دشت ظلم میں پامال ہو گیا	۱۶	نیز بے بسی چڑھا سر فرزند مصطفیٰ
ملبوس چاک چاک تو اعدائے لیا		غش و کفن نہ بیکس و مظلوم کو دیا
مرثیہ		جلے یہ خاک اڑانے کی اور شور و شین کی
اب تک لمحہ نبی نہیں میرے حسینؑ کی		نمبہ ۲۶
جب کی شام کی بستی میں ننگے سر زینبؑ	۱	اسیر و مضطرب بیتاب نو صحر گرزینبؑ
منہ اپنا بلالوں دھانپے تھی اونٹ پر زینبؑ		یہ روز و کبھی تھی ہر دم بچشم تر زینبؑ
بہن حسینؑ کی یوں فاطمہؑ کی جانی ہوں		میں کر بلائے معالی سے لٹ کے آئی ہوں
اوجاڑا ماریہ میں ہو گیا چمن میرا	۲	بچھڑ گیا علی اکبر سا گلبدن میرا
ہوا شہید ہر اک شیر صف شکن میرا		پڑا ہے بھائی بیاباں میں یہ کفن میرا
نبیؐ کی آل کو اہل جفائے لوٹ لیا		ہمارے کنبہ کورن میں قصائے لوٹ لیا
ہمارے پیارے کو ہمان ہرا کے مارا ہے	۳	علیؑ کے لال کا خنجر سے سر اتارا ہے
ہر اک شہید جفا تشنہ لب بارا ہے		ہر ایک گل سابدن رن میں پارہ پارا ہے
چمن یہ فاطمہؑ کے آئنی خزاں افسوس		نشان مر تضحیٰ کا مٹا نشان افسوس

ہماری غمی جو بضاعت اُجڑ گئی ہے ہے	۲	بہن حسین سے دن میں کچھ بگڑ گئی ہے ہے
ہماری ازیت کی صورت بگڑ گئی ہے ہے		اک اور تازہ مصیبت پیر گئی ہے ہے
<p>بندھے ہیں ہاتھ منہ اپنا چھپا نہیں سکتی</p> <p>یہ حکم ہے کہ زباں بھی ہلا نہیں سکتی</p>		
سوار اونٹ پر ہیں اور ردائیں پہنے	۵	چھپائے رہتے ہیں بازارِ منہ کو شام و صبح
گزرتے ہیں عین فاقوں پہ فاقے اونٹوں پر		یہ ضعف ہے کہ غش جاتا ہے عین اکثر
<p>جو چادریں بھی کوئی رحم کھا کے دیتا ہے</p> <p>تو شمر آئے اُسی وقت چھین لیتا ہے</p>		
یہ بین کرتی تھیں شتر پہ زینتِ دلگیر	۶	قریب اونٹ کے لایا لعلیں مسر شہر
یکڑ کے ہاتھوں سے دل کو تڑپ گئی ہیشہ		پکڑی بھائی بچاؤ ہیں کسی تدبیر
<p>تمہارے مرنے سے ایذا اٹھانی ہے زینت</p> <p>لعل کے سامنے سر تن کے جاتی ہے زینت</p>		
سکینہ بولی کہ اماں بتاؤ میں قرباں	۷	یہ کس کے سر پہ بھیجی ہو سکتی ہیں اس آں
پکارا شاہ کا سرم کو پاپکا نہیں دھیان		بس تیرے روزوں میں ہم کو بھلا دیا حری جانا
<p>خیر نہیں تمہیں کس بھوکے پیاسے کا سر ہے</p> <p>لہو میں غرق بنی کے نواسہ کا سر ہے</p>		
سکینہ بانی نے تب ہاتھ جوڑ کر یہ کہا	۸	معاف ہو مری تقصیر اسے سرے بابا
کہ مجھ ستم زدہ نے تھانہ تم کو پہنچا نا		ورم سے آنکھوں کے مجھ کو نہ چھ دھائی دیا
<p>طاچے شمر کے کھائے ہیں بار بایا میں نے</p> <p>رسن سے ظلم کی بندھوا دیا گلایا میں نے</p>		

پھر آئی سر سے ندا جو ستم ہوا تجھ پر
اے میری لاڈلی نیز مجھ کو کھینچا تھا پدر
۹ | ترپ رہی تھی ہماری بھی بیخ نیزے پر
لے تھے شمر لے کانوں سے جب ترے گوہر

رواں تھے اشک نہ تجھ کو قرار آتا تھا
سناں یہ مجھ کو بھی غش بار بار آتا تھا

یہ کہہ رہا تھا سرِ رشہ اور اشک سے جاری
۱۰ | سر اور نتھا سائزے پہ لایا اک نازی
قریب بانو سے مضطر کے لایا اک باری
پکار رہی رو رو کے اُس کو یہ درد کی ماری

اگے میرے لال مرے بیکفن حزیں اصغر
سناں یہ چڑھ کباب ہے مرے قریں اصغر

اے میرے راحت جلی تیرے پر کیا مسکن
۱۱ | پراپے خاک پہ لاشہ ملانے گور و کفن
سر سناں لیے پھر تھے ہیں در بدر دشمن
ہمکے گود میں آ جاؤ میرے رشکِ حسن

غم فراق میں مٹھا نسوؤں سے دھوتی ہوں
تمہارے واسطے میں صبح و شام روتی ہوں

پدر کے بعد بتاؤ کہ تم پہ کیسا گذری
۱۲ | تمہاری ننھی سی میت کو کس نے ایذا دی
نہیں سے بھی نہ تری لاش ابھی اچھی ہوگی
پھر ائی حلق پہ میت کے کس عین نے چھری

لحد ملی نہ تجھے ہائے اے پسرا فوس
لعین نے کاٹ لیا تن سے سرترا فوس

یہ دودھ باچھوں میں کیسا بھرا ہوا مرد لال
۱۳ | لہو سے تر ہوئے کس طرح یہ جھنڈو لے بال
اٹے ہیں خاک میں تیرے یہ گورے گورے گال
دہن کھلا ہے کہ مرنے میں تشنگی ہے کمال

کیا نہ خوفِ رسولِ خدا لعینوں نے
غضبِ بلاش پہ بھی کی جفا لعینوں نے

حیران ہوا یہ دیکھ کے مختارِ خوش خصال ۱۵ یہ تو سرِ حسین ہے رشکِ مہ کمال	بچہ دیکھا غور سے تو یہ کرنے لگا مقال ہے شہید ہو گیا کیا قاطعہ کمال
کیا کیا تھیں حشریں دل اندوہناک میں ارمان میرے مل گئے سب آخاک میں	
دریا بہا کے آنکھوں سے دم وہ با وفا ۱۶ آقا کے سر سے پٹا بصد نالہ و بکا	سر پٹیا جلے نزد سر شاہِ کر بلا منہ رکھ کے اس گلوے بریدہ یہ یہ کہا
مشریہ ناچیز اس غلام کا آقا سلام نو ۲۳ نمبر ۱	حاضر ہوں اس غلام سے کوئی تو کام نو
نماز عصر کو جب نے تمام کیا تباہ خیمہ سلطانِ تشنہ کام کیا	عبد ابدن سے لعین نے سرِ رام کیا ۱ حرم کو اونٹوں پہ بٹھلا کے قصہ شام کیا
سرِ حسین چلا عزت رسولِ حلی ادھر حلویں علی اور ادھر جولِ حلی	
حرم کو اہل جفا راہ میں ستاتے تھے کبھی مر بھی یہ دستِ جفا اٹھاتے تھے	۲ سرِ حسین کبھی نیب سے گراتے تھے یہ ٹوک ٹوک کے رگیزوں کو ستاتے تھے
ایسے یہ نبی کے وزیر کا کتبہ برہنہ سر ہے جنابِ امیر کا کتبہ	
جب ایک روز کے رستہ پر شہرِ شام رہا ۳ ایسوں کو بھی برابر بٹھا دیا اک جا	مقیم شب کو ہوش ایک قریہ میں اعدا کہا کہ شام میں کل ہو گا داخلہ سب کا
سنا جو داخلہ شام تھر تھر آنے لگے جبیں پہ خاکِ حرمِ شام سے نکالنے لگے	

کہو تو حال کچھ اس میرے یوسف ثانی	۱۴	پیو گے دودھ دیا تم نے پی لیا پانی کلا بھی کٹ گیا سر بھی کٹا ہے جانی
تھارے دردِ جدائی نے مار ڈالا ہے ترے فراق نے گھر سے ہمیں نکالا ہے		
کبھی یہ ماں تو نہ یاد آئی ہوگی اُسے دلیر	۱۵	کہو تو سوتے ہو تم شب کو کس کی جھاتی پر کھیں ڈرے تو نہ جنگل میں میرے رشکِ قہر بتاؤ دادی نے کیا کیا دیا تمہیں اصغر
پدر کا ساتھ دیا ہم سے منہ کو موڑ گئے کھلے سرائی پہ پھر نے کو ہم کو چھوڑ گئے		
اے میرے راحتِ جاں ہو یہ ماں تری قربان	۱۶	اے میرے منلیوں والے یہ ماں تری قربان مجھے بھی پاس بلا لے یہ ماں تری قربان اے میرے گھر کے آج لے یہ ماں تری قربان
مرثیہ		گلے یہ تیر ستم کھا کے مر گئے بیٹا ہماری گود کو دیر ان کر گئے بیٹا نمبر ۲۷
جبر بعدِ عکرت گیا تن سے سرِ امام	۱	لکھتے ہیں راویانِ جگر سوز یہ کلام مقتل میں ابنِ سعد نے شب بھر کیا مقام ہنگامِ صبح شام کو راہی ہوئے تمام
سردارِ کارواں سرِ شاہِ اُمم بن اور سوئے شام جانے کو نیزہ قدم بنا		
راہی تھے ملکِ شام کو اعدائے بد گہر	۲	اک باغِ نودمیدہ پڑا راہ میں نظر بلوآ کے باغیانوں کو کہنے لگا عمر تمہیں کس نے باغ کیا اس مقام پر
ہر ایک باغبان نے کہا اس پلید سے یہ باغ تو لگایا ہے حکمِ یزید سے		

اس باغ سے یزید کا تھا بس یہ مدعا یاں غیب کورہ کے جشن کی محفل کریں بیا	۲	جب فتح کر کے شام کو شکر پھرے مرا اک دن میں کام ہم نے مہینوں کا ہے کیا
تیار بھی ہنوز نہ یہ بوستاں ہوا اور کر بلا میں باغ پیمبر خزاں ہوا	۳	
یہ باغ غیر کا نہیں سمجھو تم اپنا گھر پرستری طبع ہوگی شگفتہ نہ اسے عمر	۴	چاہو اسی چین میں ہو شب بایشان کر یعنی ابھی نہ گل ہے نہ ہے تمہر
وہ بولا خیر شب کو میں سوؤں گا چین سے دل تو مرا شگفتہ ہے قتل حسین سے	۵	
پھر بولا باغبانوں سے کچھ دل میں سوچ کر شاخوں میں شہیدوں کے لشکا دیکھو	۶	یہ باغ نو دمیدہ ہے گو بے گل و ثمر ہر نگے گل و ثمر سے بھی لائق زیادہ تر
ترتیب جشن فتح سے دے کر مکان کو بس اس روش سے دیکھے اس بوستاں کو	۷	
القصبہ باغیوں کے کیا باغ میں مقام زہرا کی روح کہتی تھی کیوں چرخ میں نام	۸	شاخوں میں شہیدوں کے لشکا دیکھو ماتم میں آل فاطمہ عشرت میں اہل شام
تجویز میرے دل کو کیا داغ کے لئے زہرا کے پھول توڑے ہیں اس باغ کے لئے	۹	
لاوی نے یہ لکھا ہے کہ میں نے جو کی نظر خوشید کے قہر میں گل خورشید کا گذر	۱۰	اصغر کا اور حمیرا کا اس شاخ پر تھا سر پھر پھر کے دیکھتا تھا سر شاہ بحر و بر
اور زہرا شاخ پیٹ کے زہرا تو روتی تھی دونوں مردوں پہ روح علی صدقہ ہوتی تھی	۱۱	

اک شاخ میں سر علی اکبر تھا آشکار	دکھلا دیا تھا صاف گل تازہ کی بہار
۸	زمین کے فونہا لوگ گمروں غنچہ دار
وہ دو نو فدیہ سبط جناب رسول کے چھوٹے بڑے وہ بھول ریاض بتوں کے	
بے فصل اس چمن میں ہوا موسم بہار	۹
ہر اک سر بریدہ کا تھا فیض آشکار	گردن تھی شاخ شاخ کی آہاں زیر باد
حوران خلد چارہ طرف اشکار تھیں شاخوں پہ بلبیلوں کی طرح بیقرار تھیں	
ناگہ عمر پکارا کہ اہل حرم کو لاؤ	۱۰
کیا باغ تازہ چھو لایے مژدہ انھیں سناؤ	پھر تو یہ قیدیوں کو تفتیہ تھی جلد آؤ
آیا چمن میں کنبہ شہ مشرقین کا زنجیر پہنے سر و خراں شہین کا	
میں کیا کہوں یہ دکن اُس مہو جوال	۱۱
شاخوں میں تو شہید و گسٹھو کشتال	دل سب ہو گیا درخس بنزد پائمال
سب مثل عند صیغ نفس نالہ کش ہوئیں واغر بتا زباں سے کہا اور غش ہوئیں	
اُسے جرباغ میں حرم حضرت رسول	۱۲
اسے چرخ اس جفا سے ہوا کیا مجھے حصول	بولے فلک کو دیکھ کے وہ یکس لول
تو نے چمن نبی کا تو برباد کر دیا ویران تھا یہ باغ سو آیا دگر دیا	

جس شاخ پر لٹکتا تھا سبط نبی کا سر	۱۳	بانی سکینہ اس کے تلے آئی دوڑ کر پھیلا کے ننھے ہاتھ پکاری بچشم تر
کیوں بابا جان گود میں بیٹی کے آؤ گے	۱۴	یا آج بھی جدائی سے ہم کو رد لاؤ گے
رستہ میں تو سکینہ کو تم نے کیا نہ پیار	۱۵	ہم اونٹ پر سوار تھے تم نیزے پر سوار اب آؤ گود میں کہ مرا دل ہے بیقرار
بیٹی کے پاس آؤ پیمبر کا واسطہ	۱۶	اصغر کا واسطہ علی اکبر کا واسطہ
اکبر کی دی قسم جو سکینہ نے اکیلا	۱۷	تہر آیا شاخ پر سر خمیہ نامدار آیا یتیم بیٹی کے کرتے میں بے قرار
اب بھی اُسی طرح سے میں تم پر نثار ہوں	۱۸	پر بس میں ظالموں کے ہوں بے اعتبار ہوں
ناگاہ سر کے لینے کو شرم لیں چلا	۱۹	ڈر کے سکینہ ماں کی طرف دوڑی ننگے پاؤں ظالم نے ہاتھ دوڑ کے اسکا پکڑ لیا
ناحق نہ سر پہ خون مرا اے عین لے	۲۰	اچھا تو مجھ سے سر رکے بابا کا چعین لے
لے دیتی ہوں علی کی دو ہائی میں بے پردہ	۲۱	پکڑا ہے تو نے ہاتھ مرا کس قصور پر نڈیا ہے تیرے باغ کا کیا کچھ گل و ثمر
میوہ نہیں لیا ہے تیرے بوستان کا	۲۲	کرتے میں میرے سر ہے مرے بابا جان کا

یہ تو وہ کہہ رہی تھی کہ کتنا تھا وہ لعین ۱۸ زینتِ بیکاری تم جاذبِ اعداؤ کی دین	وہ سر کو مانگتا تھا یہ ضد کرتی تھی نہیں بچوں کی ضد جہاں میں ہے شہور یا نہیں
اک دم کے بعد آ کے یہ سر مجھ سے لیجیو ورنہ جو ظلم چاہیو اس پر ٹو کیجیو	
یہ نا سمجھ ہے باتیں پہ کی نہ کر خیال ۱۹ اس کا خاندانم کو بھی اس وقت ہے محال	بچوں کے تو بچنے کا سبب جانتے ہیں حال اک تو یتیم دوسرے ناداں خرد سال
رہنے دے سر پر رکھا اسی کے تو ہاتھ میں بابا سید تو روٹھتی تھی بات بات میں	
ضد اس کی تیر خوف سے ہوتی چلی ہے کم ۲۰ لے دو تنگی میں تو اس سے سر سید اُمم	ورنہ پدر کے آگے چلتی تھی دم دم اور ہم کو بھی نہ دیگی جو سر یہ اسیر غم
پھر ہم بھی نہ بان سفاکش نہ کولیں گے مار لگا بھی تو اس کو تو کچھ ہم نہ بولیں گے	
وہ بول لائیں تو لوں گا ابھی سر یہ چھین کر ۲۱ وہ بولی واری ضد نہ کر وہ بیان ہم کدھر	بازو پہ بیسی سے سکیٹنے کی نظر قربان جاؤں دید و سر سید البشر
کھائی ٹھانچے اور نہیں اس سے ڈرتی ہو کیا باپ جیتا بیٹھا ہے جو ناز کرتی ہو	
سمجھا رہی تھی بیٹی کو بازوئے خستہ جاں ۲۲ اور چھینے گیا سر مولائے بیکساں	ارا ٹھانچے شمر نے بیکس کو ناگہاں آنسو بر خستیں کے آنکھوں سے تھر دیاں
مرثیہ	کدرا لال فاطمہ کی روح پاک پر تھر کے گیر پڑا سر عباس خاک پر

مرثیہ نمبر ۲۸

ہلال محرم حصہ دوم

جب حرمِ قلعہ شیریں کے برابر آئے
کہا شیریں نے کہ ارمانِ دلی بر آئے
غل ہوا کعبہ سے مولا مع شکر آئے
مرے مولا مرے سلطان مرے سرور آئے

نورِ حق شانِ خدا قدرتِ باری دیکھو
جاؤ لوگو مرے آقا کی سواری دیکھو

حیدرِ اصف میں حسینی علم آتے ہوں گے
نورِ بتی داخلہ کے طبل بجاتے ہوں گے
ہاشمی دبدبہ ہاشم کا دکھاتے ہوں گے
۲ خضر اُس قافلہ میں پانی پلاتے ہوں گے

دل کو نورِ ربخ مولا سے تسلی ہوگی
کوہ پر طور کے مانند تجسلی ہوگی

جن سے روشن ہے مدینہ وہ قرأتے ہیں
جن کا گھر عرش پہ ہے وہ مرے گھر آتے ہیں
۳ جن کا معدن ہے نجف میں وہ گہرتے ہیں
یہ خبر اس کو نہ تھی نیزوں پر سر آتے ہیں

کہہ رہی تھی کہ چراغِ حیدر میں آتا ہے
اُسے مسلمانوں مبارک کہ حسین آتا ہے

میری بی بی کی امیرانہ سواری ہوگی
سندِ نور پہ کسریٰ کی وہ پیاری ہوگی
۴ ناقہ پہ عرش کے مانند عماری ہوگی
گہنا سب تحفہ تو پریشان بھی بھاری ہوگی

میر قین نور کی باتھوں میں کشادہ ہوں گی
فوجیں حوروں کی سواری میں پیادہ ہوں گی

بی بی گودی میں سکینہ کو بٹھائے ہوگی
چاند کے ٹکڑوں کو دامن میں چھپا ہوگی
۵ چھاتی سے اصغر ناواں کو لگا ہوگی
دونوں پر گوشہ چادر کو اڑھا ہوگی

یہ نہ معلوم تھا وارث نہیں صخر بھی نہیں
تاج و مسد کہاں رقع نہیں چادر بھی نہیں

نکھ خیال لکھو کہ جو گرد گویا در ہوں گے	۶	بیچ میں لشکر اسلام کے سردار ہوں گے
گھوڑوں پر ناقہ، زینب کے برابر ہوں گے		پردہ محل کا سنبھالے علی اکبر ہوں گے
داں نہ محل تھانہ حشمت تھی نہ زیبائی تھی	۷	سرِ شمشیر کے ہمراہ بہن آئی تھی
سنتی ہوں قاسم و اکبر کی ہوئی شادی	۸	دو لہا تھا کا بعتیجا دلہن آقا زادی
دونگی اس بیاہ کی میں نذر مبارکبادی		یہ نہ تھا علم کہ شادی میں ہوئی بربادی
نوگٹ آلا جود دلہن نے یہ تماشا دیکھا		بیاہ کے تخت پہ نوشاہ کا لاشا دیکھا
شوکت آمد سادات کا من بن کے بیاں	۹	مرد و عورت ہو قریب سے زیارت کو رواں
آفریدات کا شیریں نے کیا بیاں سلاں		فرشتے نکھوں کو کیا جھڑکے پلکوں مکان
ظرف دُہود صو کے رکھے آب و غذا کی خاطر		کھانے تیار کئے آلِ عشق کی خاطر
مسند آراستہ کی سبطِ پیمبر کے لئے	۱۰	کشتیاں ہدیہ کی ذریعہ حیدر کے لئے
جُولا دالان میں ڈالا علی اصغر کے لئے		لاکے گلہ رستہ برابر چنے اکبر کے لئے
جامِ شربت کے بھرے ابنِ حسن کی خاطر		گھنٹا چھوٹوں کا منگارا کہا دلہن کی خاطر
روکھی سامنے دروازہ کے پردہ کی قینا	۱۱	اور علیؑ یہ ہمسایوں کو وہ خوش ذات
صاحبو جوڑ کے ہاتھوں کو میں کہتی ہوں یہ بات		جب اترنے لگیں سادات رفیع الذہن
پاؤں مردوں کا نہ دروازوں سے بڑھنے دینا		اپنے لڑکوں کو بھی کوٹھے پہ نہ چڑھنے دینا

دفعن زینب را کی تو تم نے بھی سنی ہوگی خبر
ساتھ تابوت کے مردوں میں فقط تھے خیر ۱۱
اونٹیاں رات کو کھلی تھیں جنازہ لے کر
یا حسین اور حسن پیٹے تھے سینہ دسر

گر بڑی صبح کو چادر جو سر زینب سے
شمس طالع نہ ہوا چرخ یہ حکم رب سے

ناگہاں راہ میں برپا ہوا شور ماتم
دیکھنے کو جو گئے تھے حشم شاہ الم ۱۲
سُن کے مُنہ فٹ ہوا دل لگے تھرائے قدم
وہ زلزلہ دم دپھرے خاک اڑا تے باہم

سخت بے چین ہوئی طالب آرام حسین
دل پہ انگشت شہادت لکھا نام حسینؑ

کہا شور ہے خبر لاکہ یہ غل ہے کیسا
رونیوالوں کو مری سمیت سے جا کر سمجھا ۱۳
کس پہ آفت پڑی کھر کس کاٹا کون مر
بد شکوئی نہ کرو آتا ہے ابن زہرا

یہ محل شکہ کا ہے وقت حاجات کا ہے
داخلہ آج برآرندہ حاجات کا ہے

عقد کھل جائیں گے جب ہونٹا ہائیں گے حسینؑ
مر گیا ہو گا جو کوئی تو طلائیں گے حسینؑ ۱۴
گر کوئی پیار سے بچھڑا ہو طلائیں گے حسینؑ
جام صحت کے مریضوں کو پلائیں گے حسینؑ

ایک شبیر کو اللہ نے کیا کیا بخشا
رخ یوسف کف موسیٰ ام عیسا بخشا

ایک عورت نے یہ باہر سے پکارا ناگاہ
گھر کا گھر ہو گیا خاتون قیامت کا تباہ ۱۵
اری شیریں ترے ارمان طے خاک میں آہ
دارت آل نبیؐ مر گیا اتنا للہ

ہم زیارت کو گئے تھے سو یہ محشر دیکھا
لے تری حضرت زینبؑ کو کھلے سر دیکھا

۵	خاکِ منہ میں ترے کسِ متھ سے یہ تہی ہنجر وہ بیکاری کہ حسین ابن علیؑ کی خواہر	۱۶	بے تحاشا وہ یہ کہتی ہوئی دوڑی باہر کون زینبؑ جسے دیکھ آئی ہے تو ننگے سر
	اک فقط میں ہی نہیں دیکھ کے سبک لیں رسمان باندھ کے شانوں میں عدوائے ہیں		
	جس کا جہ فخر رسولانِ مہر وہ زینبؑ جس پہ تھے شہر و نصیرِ فدا وہ زینبؑ		جس کا بالِ بے علیؑ شیر خدا وہ زینبؑ جس کا اک بھائی ہے شاہِ شہداء وہ زینبؑ
	۲۹ نمبہ ۲		مرثیہ اور زینبؑ نہیں حاشا یہ نبی زادی ہے بھائی مارا گیا اللہ سے فریادی ہے
	جب کہ شیریں نے سنا سیدِ والا کے لے مہارک ہو شہرِ ب و بٹھا آئے		اٹھ کے شوہر کو بیکاری مرے قاتلے عید ہے آج مرے گھر مرے مولا اٹے
	قلو روشن ہے شہ جن و بشر آتے ہیں عرشِ اعظم کے ستارے مرے گھر آتے ہیں		
	دہیان رکھنا کہ جب آپؐ پہنچے سوارِ حرم آئے پائے نہ سرِ بام کوئی نا محرم		بند و بست ان کم تو نہ کا بہت ہو ستم دخترِ فاطمہؑ ہے خضرِ جناب مریمؑ
	پردہ رو کے ہوئے عباس علیؑ آئیں گے آپ حضرت اُھیں محل سے آتروا میں گے		
	یہ سخن سن گئے گیا شوہر شیریں باہر آپ والاں میں فرشتے اس نے کیا ترانہ		گھر کو آراستہ کرنے لگی وہ نیک سیر قلبِ موسیٰؑ کی طرح صاف کیا سارا گھر
	ابنِ زہراؑ کی جگہ دل میں جو پائی اُس نے صدر میں مسندِ شہیدؑ بچھائی اُس نے		

کثرت شوق سے تھا دکھ کو شیریں کا قرار	۴	تھی کبھی بام پہ دہرے بھی وہ خوش کردار
کام میں ساتھ جو پھیرتی تھیں کنیزیں بچار	۵	بولتا کوئی تو کہتی تھی یہ اُس سے ہر بار
جلد دیکھو کوئی ناقہ کی عساری آئی	۶	در پہ شاید مرے آقا کی سوار سی آئی
عورتیں کہتی تھیں سُن کے یہ شیریں کا کلام	۷	ہم کہتے شوق قدم بوسے برسی بر شیر امام
کہتی تھی وہ بادب کیجیو جبکہ جسکے سلام	۸	تم کو چپکے سے بناؤ دنگی ہر اک ایک کا نام
یہی بابلی ہیں میں قدموں پر گردوں گی جن کے	۹	ہوں گی زینب وہی میں گرد پھر ونگی جن کے
اُتری یہ کہتے ہوئے کوہ سے شیریں ناگاہ	۱۰	سبج شہسوار ہو کے پکارے کہہ کر شکر شاہ
غور سے تھم کے جو کی چار طرف اُس نے نگاہ	۱۱	دور سے اس کو نظر آئے غلباے سیاہ
غم کا سامان ہے عیدھر آنکھ اٹھا کر دیکھا	۱۲	دامن کوہ میں اُترا ہوا شکر دیکھا
بولی گجرا کے وہ لوگو کوئی دیکھو تو بغور	۱۳	یہ تو ہے صاف سپاہِ حیدر دیکھو وجود
مطلقاً ان میں جو انانِ عرب کے نہیں طور	۱۴	فوجِ بشیر کہاں یہ تو ہے لشکر کوئی اور
اُن کو دکھلا دو مجھے جس کی طلب کیا ہے	۱۵	علمِ سبز ہے نے خیمہ زنگاری ہے
دل کچھ اس وقت پریشاں ہے خدا خیر کرے	۱۶	مضطرب تن ہیں مری جاں ہے خدا خیر کرے
پیشم میں شکر کی طوفاں ہے خدا خیر کرے	۱۷	یہ تو کچھ اور ہی ساماں ہے خدا خیر کرے
خبر سبطِ نبی دیکھئے کیا آتی ہے	۱۸	میرے کانوں میں تو رو نیکی صدا آتی ہے

سب کو تشویش ہوئی سن کے شیریں کا بیان	۹	ایک کمیز لگی گئی اتنے تھے وہ دوں جہاں
سب پر جھاپہ نہ پایا علم دیں کا نشان		چاند سے سر نہ اٹکے کو بلال کے سان
گر دتلواریں لئے فوج سہم کو دیکھا		ننگے سر قافلہ اہل حرم کو دیکھا
اشک آنکھوں میں چھرواں پھر بھی ٹھکیرا	۱۰	اور اظہار کیا آکے یہ شیریں کے تریں
آپ سچ کہتی تھیں بی بی یہ تو ہے شکریں		عمر سعدؓ اور فوج یزید بیدیں
کر بلا ہے کوئی جاواؤں سے یہ سب آتے ہیں		کسی سردار کا سر کاٹ کے لے جاتے ہیں
حال اس طرح کا دیکھا ہے کہ ٹکڑے ہے جگر		ہاں معلوم نہیں یہ کہ لٹا کونسا گھر
عرق خوں نیزہ وکی نوکوں پہ ہیں کچے ہونہر	۱۱	زلفیں چہروں پہ بٹکتی ہیں ادھر اور ادھر
بیکیں ان کی نہیں مجھ سے بیان ہوتی ہے		پایاں سوکھے ہوئے ہونٹوں سے عیاں ہوتی ہے
بی بیاں خاک پہ بیٹھی ہیں حسین خوشرو	۱۲	رخ ہیں مٹی سے بھرے ماتھے و بہتا ہے لہو
قتل وارث ہوئے اور روئیکے مانع ہیں عذر		ایک رستی میں ہے جڑے ہوئے دروازو
آسمان ہلتا ہے اُن بی بیوں کے نالوں سے		سمندر کوئی ہاتھوں سے دھانچے ہے کوئی بابوں سے
بی بی میں کیا کہوں بچے کئی دیکھے ہیں غریب		اگر نہ دشمن کی بھی اولاد کو یہ دن غریب
اُن میں آئے خیر معصومہ کی حالت عجیب		دیکھ آئی ہوں میں اسکو تو ہلاکت کے قریب
کئی دن کا ہے جو فاقہ تو سرسکتی ہے وہ		باب کے سر کو عجب یاس سے تلپتی ہے وہ

اک دہن قید ہے اک تیز پہرہ دولہا کا ہے | یہ ادھر یا اس جگہ ہے وہ لکھتا ہے ادھر
رشتہ خورشید نہ ہے تو بنی رشتہ قہر | رات کو عقد ہوا راند ہوئی وقت سحر

اپنی شادی میں چلن اُس نے نرالے دیکھے
چوتھی ماتم میں ہوئی قید میں چالے دیکھے

کوئی وارث نہیں میرا ایک ہے لڑکا بیچارہ | تیس دن مات پھنکا کرتا جس کا تن زار
طوق گردن میں ہے اور پاؤں میں زنجیر کا بلر | ۱۵ ابلے لگوئے میں اور آبلوں میں شمت کے خنجر

شان چہرے سے یتیمی کی غماں ہوتی ہے
ہائے بابا جو وہ کہتا ہے تو ماں روتی ہے

سُن کے شیر میں نے یہ شوہر کو پکارا ناگلاہ | کیا قیامت ہوئی گیوں کو نہیں بننا لداہ
قتل بے جرم ہوا کوئی اقلیم کا شاہ | کوں سا گھر تھا لعینوں نے کیا جس کو تباہ

جلد بتلاو یہ فریاد و بکا کیسی ہے
ارے یہ ہائے حسینا کی صدا کیسی ہے

دور سے شوہر شیریں نے کہا پیٹ کے سر | رکن دیں ٹوٹ گیا لٹ گیا سدا کا گھر
فاطمہ سوگ میں ہیں پیٹ رہے ہیں خیر | ۱۶ مر گیا فاتحہ خوانِ خد پیغمبر

خلق میں فاطمہ کا گیسوؤں والا نہ رہا
چھپ گیا چاند زمانے میں جلال نہ رہا

ہائے بس ستید مظلوم کو مارا شیریں | تن جو شمر نے سجدے میں اتارا شیریں
اسد اللہ کا گھر لٹ گیا سارا شیریں | ۱۸ ہائے شمر آؤدہ ہوا قتل ہمارا شیریں

اُم کلثوم بھی ہے زینب دگیر بھی ہے
اسی لشکر میں سنناں پر سر شیریں بھی ہے

۱۸	نظر آئی اُسے سادات کی بندی اکباد واحشیا کی ہوئی آل پیہر میں یکبار	سُن کے یہ داس سے چلی آگے جودہ سینہ نگار روکے چلتی کہ شہزادیو میں تم پہ نشار
	بی بیساں دیکھ کے شیریں کو محفل ہونے لگیں دھانپ کر منہ کو بندھے ہاتھوں سے روئے لگیں	
۱۹	دختر فاطمہ سرپیٹ کے یوں چلائی خوں بھری شکل کے قرباں یہ امان چلی	پاس زمینٹ کے جودوتی ہوئی شیریں آئی میں تو جیتی رہی تم مر گئے ہے ہے بھائی
	سکر اکرب جاں بخش سے کچھ بات کرو اُدھ دے گئی شیریں سے ملاقات کرو	
۲۰	نظر آیا سر نیزہ فلک حسن کا ماہ ہاتھ پھیلا کے یہ چلائی کہ ہے ہر مرد شاہ	جا پڑی سر کی طرف شہ کے جو شیریں کی نگاہ پہو پچی اُس نیزہ کے نزدیک جو بانالہ واہ
	خوں میں دوبا ہوا چہرہ نظر آیا مجھ جو خوب صدقہ گئی دیدار دکھایا مجھ کو	
۲۱	لوندی اس وعدہ وفائی کی بھی صدقہ جائے سر پہ تلواریں لگیں شیر بدن پر کھائے	حلق خنجر سے کٹا کر مے گھر میں آئے راہ میں لوٹے گئے رنج سپہ دُکھ پائے
۲۲	اب تلک دفن کا سماں نہیں ہے آقا ہے غضب سر پہ کہیں لاش کہیں ہے آقا	مرثیہ
	اور فوج شام گھوڑوں کے لاشے کی چلی زمینٹ حرم سرا سے کھلے مر نکل چکی	جب تیغ کہیں حسین کی گردن پہ چل چکی آتش سے مسند شہ لولاک جل چکی
	چادر کسی کے پاس نہ تھی ازہام میں سیدانیاں اسیر ہوئیں فوج شلم میں	

۲	رتبہ میں جو کہ خانہ کعبہ سے تھا نہ کم اونٹوں پہ بے غماری دہروج چڑھے	اس خیمہ کو جلا دیا آتش سے ہے ستم روکنے پائے لاشوں پہ بھی وہ کس غم
	جود سنگیہ خلق تھا وہ دستگیر تھا پوتا علی کا طوق درسن میں اسیر تھا	
۳	رانڈوں کو ساتھ لے کے چلے جود الہی لے چل خلا کے واسطے مقفل میں سے عمر	زینب پکاریں اونٹ سے سر پیٹ پیٹ کر تا دیکھ لیں عزیزوں کے لاشوں کو اک نظر
	ایں گے پھر نہ لاش سے شریقین کو سب مل کے ہم وداع تو کریں حسین کو	
۴	سنستے تھے کبابیروں کی زاری وہ بدخوار پھر پھر کے دیکھتے گئے لاشوں کو سو گوار	دم بھر ٹہرے پائی نہ اونٹوں کی دان قطار زینب پکاری تھی کہ بیٹیا بہن نثار
	کیونکر بلائیں لاشے کے کون بوس نہیں بس میں سنگروں کے ہوں کچھ میرا بس نہیں	
۵	آئی حسین کے تن بے سر سے یہ صدا زینب سے تب یہ کہنے لگا شہر بے حیا	بھناتری اسیری و غربت کے میں فدا بس رو چکی غموش ہوا بے بنت مرقعہ
	وہ سو گوار بھائی کو چلا کے رہ گئی لاش حسین خاک پہ تہرا کے رہ گئی	
۶	وہ قافلہ دمشق کی جانب ہوا رواں رسی لئے تھے اونٹوں کی سجادِ ناتواں	نیزوں پر سر شہیدوں کے سر باخوں چکان ہے ہے حسین کہتے تھے سر کھوئے بی بیان
	بچے بھی ماں کی گودیوں میں بیقرار تھے عابد پیادہ پائے سنگر سوار تھے	

منزل پہ کس تعب سے پہونچتے تھے تابہ شام	تھا ایک کوس ضعف کی شدت تابہ شام
گرتے تھے جب تولیت تھے اٹھ کر علی کا نام	کہتی تھی ناتوانی کرو اب یہی مقام
دم رک گیا جو طوق سے گھر کے گر پڑے	کاٹا چبھا تو خاک یہ تہرائے گر پڑے
بی بیوں کو اک گھڑی کسی منزل پہ تھانہ دیا	رہتا تھا تابہ صبح یا شور یا حسین
اشقرے غم میں پچھلے پہر کرتی تھی یہ میں	جنگل میں کس طرح سے رہا میرا نور عین
اس کو سلاؤں سینے پہ ادا وہ تم نہیں	اتوارے دودھ چھاتی میں اور آہ تم نہیں
گرتا ہے اب یہ راوی شیریں سخن بیان	پہونچا قریب قلعہ شیریں وہ کارواں
فوج امیر شام فرد کش ہوئی دیاں	تھک کر زمیں پہ گر پڑے سجاد ناتواں
اس قلعہ میں اتر کے حرم فوج کے ہوئے	نیزوں پہ نصب پھر وہ شہید کے سر ہوئے
شیریں کو تھا جو اٹھ پہر شاہ کا خیال	اس طرح خواب میں نظر آیا اُسے جمال
زخمی ہے سر سے تابہ دم شاہ خوشحال	اصغر کی لاش گود میں کپڑے ہوئے مال
زخمی گلا ہے تیغ سے پیشانی تیرے	بونڈیں لہو کی گرتی ہیں صلق صغیر سے
شیریں نے شاہ دیں کو نہ پہچانا مطلقاً	حیرت سے شہ کو دیکھتی تھی سر سے تابہ پا
کہنے لگے تب اُس سے یہ مظلوم کر بلا	افراط زخم سے مرا نقشہ بدل گیا
صدے جو ہم پہ گذرے اُسے جانتی نہیں	میں ہوں حسین تو مجھے پہچانتی نہیں

۵	یہ حال کیا ہے آپ کا یا شاہِ باوقار شیریں سرے گلے پہ چلی تیغِ آبدار	شیریں قدم پہ گر کے پکاری کہ میں شار فرمایا تب حسینؑ نے با چشمِ اشکِ بار
	کس سے کہیں جو پیاس کے صدمے اٹھائے ہیں وعدہ کیا تھا تجھ سے تو ہم سر کے آئے ہیں	
۶	یاں تنگ کہ قتل ہو گیا نھاسا یہ سپر بی بی ہے تیری فوجِ سنگینوں میں ننگے سر	دشتِ بلا میں لٹ گیا سارا ہمارا گھر زینتِ اسیر ہے تجھے اس کی نہیں خبر
	جس نے غنی کیا تھا تجھے وہ فقیر ہے آزاد کرنے والی تیری خود اسیر ہے	
	چھاتی پہ ہاتھ مار کے تڑپا بروئے خاک کیا سانحہ ہوا جو کربیاں کیا ہے چاک	شیریں اٹھی جو دیکھ کے وہ خوابِ ہولناک شوہر بکا را آپ کو کرتی ہو کیوں ہلاک
	جلائی وہ کہ تختِ امامت اُٹ گیا ہے ہرے امام کا سترن سے کٹ گیا	مرثیہ
۷	کنبہ شفیعِ حشر کلمہ عازدِ ہام میں خاصانِ ذوالجلال ہیں بلوائے علم میں	محشر کی صبح آج نمایاں، شام میں سرنگے روحِ فاطمہ ہے اہتمام میں
	جبریلؑ کی خوزادیاں تشریف لائی ہیں شکل کش کی بیشیاں بندی میں آئی ہیں	
	نیزوں پہ اُن کے گرد ہیں فوجِ خدا کے سر روتے ہیں وارثوں کے سر کو دکھ کے سر	ہیں بیچ میں کھلے ہوئے آلِ عبا کے سر بچوں کے سر پہ بزرگوں کے سر اترے بے سر
	سر رکھ کے زانوؤں پہ جو وارث کو لاتے ہیں خالمِ سوں میں نیزوں کی نوکیں چھوتے ہیں	

نیزوں پہ خرما کے چمکتا ہے مک ہلال اولاد والے کہتے ہیں عورت ذوالجلال	۳ ابکھرے ہوئے ہیں چاند منہ پر جھنڈ دے لال اس بے دباں کے خون کا کس نے لیا وبال
گردش میں ہائے ہائے یکس کا ستارہ ہے نئے کرہ ملائیں کہتی تھی بانو ہمارا ہے	۴ ناگہ ہوا نیرید کا دروازہ آشکار تینغیں علم کئے ہوئے جلاد نابکار
ایوان میں بھی رقص کا سماں تمام تھا بہ انتظار عسرت خمیرہ الا نام تھا	۵ بولے سب ایک بار وہ آئے گناہ گار جلاد ہوشیار وہ آئے گناہ گار
جب سے کہ آسمان خدا نے بنائے ہیں آل رسول آج ہی بندی میں آئے ہیں	۶ رو کا عمر بڑھ کے علم کو سپاہ کو اور نہس کے دیکھا آل رسالت پناہ کو
ہاں ہاں ہمارے دیکھا آل رسالت پناہ کو اب ہے یزید کے در دولت کا سامنا	۷ ہونچے محمد کو سخر پناہ تھا مے آگے تو آستانہ سلطان شام ہے
اس کی دلا میں عرش کو ہم لے ملا دیا !! گھر بچنے کا خاک میں بالکل ملا دیا	۸ اتر و اسیر و اتر و ادب کا مقام ہے دیکھو تو کیا جلال ہے کیا اقل شام ہے

اُنکھیں پھرا کے رہ گئی بانو کی لاڈلی	۸	ادنتوں سے اُتریں بی بی کہہ کیا علیؑ
طاقت بدن کی گھٹ گئی اور ضعف پڑ گیا		اور تے جو بے سہارے تو دم سب کا چرچہ گیا
سینے میں دم ابھی نہ سہاے تھے غصہ	۹	جو آئے رسیاں لئے ہاتھوں میں لے ادب
کھبر کے پوچھا بیوؤں نے جو یزید کیا جواب		بولا عمر کہ مجلس حاکم میں ہے طلب
منظور ہے کہ روح علیؑ پھر ملول ہو	۵	جمع میں رو بہ کار ہے آل رسول ہو
مظلومیت کے یہ مظلوموں نے کہا	۱۰	حاکم کی یہ خوشی ہے تو بھر عذر ہم کو کیا
بازار میں تو پھر چکے بے مقنع وردا		آساں کرے گا مشکل دربار بھی خدا
حاضر ہیں لے چلو ہمیں گمراہوں نے چلو		سر پر نہیں حسینؑ جہاں چاہوں لے چلو
کچھ اب بھی اُدھے کیلے دو گے یا نہیں	۱۱	حاکم کا سامنا ہے سروں پر ردا نہیں
اے ہوا اپنے شہر میں یہ بھی حیا نہیں		کیسے عرب ہو تم کہ حشمت ذرا نہیں
سیدانوں کی کچھ تو مدارات چلے گئے	۵	چادر بجائے یہ دسوغات چاہئے
وہ بولے اب قبول کوئی التجا نہیں	۱۲	سب سے حیا ہے یہ ہمیں تم سے حیا نہیں
حاکم کے دشمنوں پہ تر تم روا نہیں		مجرم کو احتیاج لباس وردا نہیں
آلودہ دارتوں کے لہو سے جہیں تو ہے		چہروں پہ اور خاک لگاؤ زمین تو ہے

بیویں پکاریں کچھ ہے حقیقت میں تو یوں
وہ دلت ہے کہ ہم سے کنارہ کرے زمین ۱۳

منظر ہے یہی کہ سروں پر روانہ ہو
سُرننگے ہی چلیں گے ہم اچھا خفا نہ ہو

پر اتنا ٹھہرو دارثوں کے سر سے پوچھ لیں
در بار جانے کو علی اکبر سے پوچھ لیں ۱۴

مردہ نہ سمجھو زندہ یہ حیدر کے پیارے ہیں
مختار ہم نہیں ہیں یہ مالک ہمارے ہیں

نیزوں پہ نصیب تھے جو شہیدوں کے سر تمام
جلاتی کیوں ذبیح خدا شاہ شہدہ کام ۱۵

در بار مٹ گیا تراخوں رن میں بہہ گیا
میرے بے یزید کا دربار رہ گیا

نام حسین سُن کے جو بچے دہلتے ہیں
بوہو حسین بوہو کہ اب دم نکلتے ہیں ۱۶

اس دم جو سر کھلے ہوئے دربار جاؤ گی
امت کے بخشوائے کو محشر میں آؤ گی

شام میں جب جرم شاہ شہید اٹھے
قید ہوئے ہوئے بے سرو سامان آئے

ہر طرف دھوم تھی سادات کے سرتے ہیں
کوئی سید اینوں کو قید کئے لاتے ہیں

<http://fb.com/ranajabirabbas>

کور ہو آنکھیں مری تجھ کو یہ معلوم نہ تھا ۷	جو ہر بازار میں غلٹن کے گیا دیکھوں کیا خون ہے منہ پہ بھر اس رخ ہر سار اچھا
ہو تھ سو کھے ہوئے ہیں تاشہ لبی ظاہر ہے چہرے سے شان رسولی عربی ظاہر ہے	
پیش و پس میں کئے سر میں اہو میں سرشار ۸	گل سے خاروں پہ ہر خس جواتی کی ہمار چمچے پیچھے حرم شاہ ہیں دنوں پہ ہمار
اب عصمت پہ عجب سخت گھڑی آئی ہے خرد انبوہ ہے اک خلق تماشا ئی ہے	
ایک لڑکی ہے کہ بلوئیں دہ گھبراتی ہے ۹	ایک بی بی ہے کہ ہر دم اسے بسلاتی ہے ایک بی بی ہے کہ غیرت سے مرنی جاتی ہے
کوئی کہتی ہے کہ ہے مے اصغر ہے ہے کوئی کہتی ہے کہ ہے علی اکبر ہے ہے	
یہ بیان کر کے لگا کھانے بچھاڑیں یکبار ۱۰	بیٹیاں رونے لگیں ہر درد و دلیار سے مار اور کہا حضرت زینبؓ پہ یہ گھر بار نثار
چادریں اپنی تو حاضر ہیں نہ تاخیر کرو جلد انہیں پیش کشش زینبؓ دلگیر کرو	
ہم کو فرماؤ تو ہم ساتھ چلیں شنگے سر ۱۱	اُن پہ قربان ہوں اور جاگے گریں قدموں ہمے ہم گھر میں ہوں بازار میں نیت حیدر
لئے چلو ہم کو کبھی زینبؓ کی زیارت کے لئے لو نہ بیاں چاہئے شہزادی کی خدمت کے لئے	

ہلال محرم حصہ دوم

کوئی کہتی تھی کہ زینب کے تھوڑے دھن کے میں ملائیں لوں گی	کوئی کہتی تھی کہ زینب کے تھوڑے دھن کے میں ملائیں لوں گی
کوئی کہتی تھی کہ زینب کے تھوڑے دھن کے میں ملائیں لوں گی	کوئی کہتی تھی کہ زینب کے تھوڑے دھن کے میں ملائیں لوں گی
قید سے آل پیمبر کو تھوڑا دو بابا بڑا	سر کھلے ہم کو ان اونٹوں پہ بٹھا دو بابا بڑا
چادر میں لے کے غرض آیا وہ گلین مائلوں	اور کہا حضرت زینب سے کہ اے بنتِ بتول
نذر لایا ہوں خدمت میں اگر ہوئے قبول	دیکھ کر چادر دوں کو روٹنے لگے آلِ رسول
بولیں زینب کہ نہیں چادر میں وہ کار ہیں	سر کھلے دیکھ چکے سب سر بازار ہیں
دہن پاک کا زہرا کے ہے سایہ ہم پر	بس ہے اک آئیہ تھپیر بجائے چادر
کون سے شام تلک آئے ہیں ہم ننگے سر	لطف باقی نہ رہا اب نہیں پردہ بہتر
دن میں مارے گئے پرے کے بھانے والے	چادر میں لے گئے خیمہ کے جلانے والے
اُس گھڑی کہنے لگی فاطمہ کیرا رو رو	ایک چادر تو پھر پانچاں مجھے دلوا دو
دیکھتے جلتے ہیں بلوے میں سنگ مرمر کو	روٹو زینب نے کہا تم پہ پوچھو جد ہو
مرثیہ	اہل کس سر نہ تھیں آج چھانے دیں گے
قید کر لائے ہیں چادر نہ آڑ مانتے دیں گے	نمیب
آمد ہے اہل بریت پیمبر کی شام میں	گیسو کھلے ہوئے ہیں عزائے امام میں
سر پٹیتی ہے فاطمہ دارِ انشلام میں	زینب یہ فوضہ کرتی ہے بلوائے عالم میں
لوگو خوب کرو دھرے نانا رسول کو	بلوے میں شمر لایا ہے بنتِ بتول کو

۱	ناناتری نواسی کے سر پر ردا نہیں عابد غریب تپ سے دوا نہیں	۲	اور اہل شام دیکھتے ہیں کچھ جیا نہیں میں خوش ننھے بچے ہیں آئے غذا نہیں
	دل سب کے کانپتے ہیں بدن ہر ہراتے ہیں اسب منے یزید کے سادات جاتے ہیں		
	ہیں اک رسن میں بارہ گلے وامصیتا بس میں ستمگروں کے چلے وامصیتا	۳	اوتے ہیں گودیوں کے پلے وامصیتا خاک عزاب میں منہ پہ لے وامصیتا
	مشکل قدم اٹھانا تھا اس اثر دھام میں یوں عترت نئی گئی بلوائے عام میں	۴	
	وزیر تڑپ کے اونٹ پکرتی تھی یہ جیاں اونٹوں کو اتریں لیا بیاں کہہ لکے الاماں	۵	دربار میں طلب تھے مے سادات ناگہاں بیش زیا لے گئے ظالم کشاں کشاں
	سامان جن عام تھا دوبار عام تھا اور ننگے سر حسین کا کتبہ تمام تھا		
	مطرب ترانہ سچ تھے رقا صنادماں حاضر وکیل روم و قن باشکوہ و شام	۶	پڑھتے تھے تہنیت کے قصہ قصیدہ خواں ہاتھوں پہ نذر فرست لے خور و کلاں
	چلاتی تھی بتول یہ ظلم شدید ہے یار سترے حسین کے مرنے کی عید ہے		
	ناگاہ یہ لمحہ کے شمر لعین نے کیا سلام امیدوار خلعت و جاگیر ہے غلام	۷	بولاک لے امیر شادی کا ہے مقام حاضر ہیں سر شہیدوں کے اور عترت انام
	بڑھ کر پکارا امڑہ کہ اپنا جگر ہے یہ لے ہم شبیہ خاص پیمبر کا سکر ہے		

والہ اس کے رنج و الم میں بھد بکا یہ ذکر تھا کہ حشر کا سامان ہو گیا	۷	فرزند بو تراٹ بہت شر جبکہ گرا گھبرا گیا نیز یہ کہ یہ کیا غضب ہوا
دیکھا تو حرم ملہ بھی بہت شاد آتا ہے سر ایک چھوٹے بچے کا ہاتھوں پہ لاتا ہے	۸	ہے خونِ حلقِ حلق کے اوپر جما ہوا باقیوں میں دودھ دونوں طرف بھرا ہوا
اس خون پر یزید نے جس دم نگاہ کی اس سے بھی ضبط ہو نہ سکا رو کے آہ کی	۹	تو نے اسے نشانہ کیا تیر ظلم کا یہ نتھاسا گلا دہ ترانا و کب جفا
بتلا تو کس فلک کا یہ مہر تیر ہے بانو پکاری پڑھ کے یہ میرا صغیر ہے	۱۰	حیران کھڑے تھے سب جمہور شاہِ مشرقین زینب نے دیکھا تخت پہ ناگہ میر حسین
پہنچے نہ موت آئی مجھے راہِ شام میں بھیا مرا سلام لودریا رِ عام میں	۱۱	حاضر تھے سارے جو دکنیان ہوشیار سلطانِ ملکِ روم کا تھا واقعہ نگار
کہہ لے یزید سر ہے یہ کس باوقار کا جاری لبوں سے شکر ہے پروردگار کا	۱۲	تھا آن میں ایک مرد نصارِ اجمتہ کا اس سانچہ کو دیکھ کے بولا وہ ایک بار

جلدی تیا کہ کون ہے یہ آسماں دقار
۱۲ کس جرم پر گلے سے ملی تیغ ابدار
ہے بادشاہ ہند کہ ایران کا شہر یار

ہیں قیدیہ جو صاحب عصمت سپاہ میں
کیا ساتھ اہل بیت بھی تھے قتل گاہ میں

اُن کی مصیبتوں سے کلیجہ نگار نہ ہے
۱۳ جس کے گلے میں طوق گراں دار دار ہے
مثیل چراغ صبح دموں کا شمار ہے

یہ دخترِ صغیر جو مرقی ہے جان سے
لو کہہ تو کہو لردوں میں گلا رسیماں سے

بچہ کو تو خوش عیش ہے میرا ام ہے حال
۱۴ کس نے کیا لہو سے کتابِ خدا کو لال
کہتا ہوں دل کے دل میں زچانِ دوا لال

یہ تو تیا کہ کون یہ عالی مقام ہے
کس کا یہ فرق پاک ہے کیا اس کا نام ہے

بولاسر غرور ہلا کر وہ بے حیا
۱۵ نام اس قاتلِ کرب دہلا کا حسین تھا
پوچھا حسین کون کہا ابنِ مرثقا

بولاد کیل کون وہ عالی مقام ہے
اس نے کہا کہ دخترِ خیر الانام ہے

پھر بولایوں فرنگی سے حاکم کہ لے جواں
۱۶ حاکم پکارا خیر نہیں حاجتِ بیاں
انجیل میں وہ ہے نبی آخر الزماں

یہ اُس نبی کا چھوٹا نواسا حسین ہے
ابنِ علی ہے فاطمہ کا نورِ عین ہے

۱۷	نیزوں پہ رکھ کے لائے ہیں جو کبھی کبھی ازینب پکاری آہ نہ تھا کچھ خدا کا ڈر	یہ سن کے تب نیزید سے بولا وہ خوش میر کیا جلتے نہ تھے شبہ والا کو اہل شر
	پہچانتے تھے سب یہ شبہ مشرقین کو مارا ہے جان بوجھ کے بھائی حسین کو	
۱۸	تہرائے مثل بید نرنگی کے دست و پا اد دشمن نیا تھے غارت کئے خدا	ازینب کے اس کلام سے محشر ہوا بپا غصہ میں آکے حاکم بے رحم سے کہا
	پڑھ کر نماز کعبہ دیں کو گرا دیا تبدلہ کو سجدہ کر کے حرم کو مٹا دیا	
۱۹	سمجھایا ہے محب امام غلام و قار کیا تو حسین ابن علی کا ہے دوستدار	دیکھا نیزید نے جو فرنگی کو بے قرار نصرائی سے یہ کہنے لگا وہ ستم شمار
	کیوں بے ادب کا ظہنیں کچھ مرا تھے ہے غرط اس کلام کی اب دوں عزرا تھے	
۲۰	تیرا ہے کیا ادب جسے شرم نہ حجاب یہ ازدحام اور یہ آل ابوتراب	اس نے کہا خدا تھے غارت کرے شباب کیا کیا دیا ہے رنج تو اسے خانماں خراب
۳۴	تو کیا جواب مشرق میں دے گا رسول کو مارا ہے کلمہ پڑھ کے تبسم بتول کو	مرثیہ
۱	غش آیا ہر قدم پہ یہ ظلم و ستم ہوئے سرکٹ گیا حسین کا سر ننگے ہم ہوئے	جب محفل نیزید میں داخل حرم ہوئے ازینب پکاری حادثے ایسے بھاکم ہوئے
	کیوں آسمان گر نہیں پڑتا دوہائی ہے زہرا کی بیٹی سلمے حاکم کے آئی ہے	

موجود انجن میں صفیر و کبیر ہیں ۲ حاکم کے گرد کرسیوں پر سب امیر ہیں
خاصانِ ذوالجمال ذلیل و حقیر ہیں مشکل کشا کے خورد و کلاں سب اسیر ہیں

کہہ دے کوئی علی سے یہ دارالسلام میں
زینب کا داخلہ ہو اور دربارِ عام میں

اے لوگو کربلا میرے بھائی کو بلادو ۳ اے لوگو میں گیسوں والے جواں کو لا دو
اے لوگو میرا حادثہ عباس کو سناؤ اے لوگو یاد گارِ حسن سے کہو کہ آؤ

تاسم سے ہاں سچ نہ ملک اس گھر دی ہوئی
یہ بال کھلے کس کی دلہن ہو کھڑی ہوئی

ہو کر اسیرِ ذمتِ حاتم جو امی تھی ۴ نانہ میرے غم سے چادر اڑھائی تھی
پر شک اماں نے نئی اس کو پہنائی تھی سب یہ پاس تھا کہ سخی کی وجہ جانی تھی

امت کو ہاں پاس رسول خدا نہیں
زینب برسنہ سر ہے اور ان کو حیا نہیں

بابا کو میرے پوچھو تو کیسا سخی ہے وہ ۵ مشکل کشا ہے کل کا خدا کا ولی ہے وہ
نانا کو میرے دیکھو تو سب کا ولی ہے وہ بھائی کے صلے خیر بنی و علی ہے وہ

میری قبر اسیری میں لیتا نہیں کوئی
کپڑا بھی تنہ چھپانے کو دیتا نہیں کوئی

دربار میں یزید کے ہر سو تھا ازہام ۶ تہا رہے تھے بید کے مانند خاصِ عام
بیٹھا تھا تختِ نخس پہ وہ لطفِ حرام اک ماہ میں تو شیشہ تھا اک تھ میں قیام

بالائے تخت شغل تھا اس کو شراب کا بچ
اور زیرِ تخت سرِ خلعِ یوزاب کا بچ

حاضر وہاں تھا ایک فرنگی بھی اس گھڑی	۷	رودکر کہا نیزید سے اس نے کر لے شقی
تیرے معاملہ سے لڑتا ہے میرا جی		سر ہے طبق میں جس کا یہ مجرم ہو کیا کوئی
حاشا جو میں کہوں کہ یہ اہل قصور ہے		زلفوں میں بوئے مشک ہر چہرے پہ نور ہے
جاتا ہوں شاہ روم کی بستلیاں سب	۸	وہ مجھے پوچھتا ہر وقت لعل بہاں کے سب
یہ ترجہا جرات نظر آتا ہے یہ عجیب		امیدوار ہوں کہ مفصل سنا تو اب
مسکن تھا اس قتل کا کس سر زمین پر		تھا اور دین پر کہ محمد کے دین پر
نہ خیر پہنے کا نیتا ہے یہ جو ناتواں	۹	کیا نام اس مریض کا ہو جلد کے بیاں
یہ نفی لڑکی جس کے گلے میں ہے ریشماں		اس کا وہ ہر سن کہ ہو کافر بھی تہرہاں
بنی بیسوں سے انتقام تو لیتا ہے حیف ہے		آزار تھے بچوں کو دیتا ہے حیف ہے
تیرے معاملہ سے مرا ہوش جاتا ہے	۱۰	کیا حرف بد تھے یہ کٹا سر سنا تا ہے
جو چوب بید اس کے لبوں پر لگاتا ہے		کوئی بھی ہاتھ نہ دے سر پر اٹھاتا ہے
اس کا گناہ تو مجھے حیران کر گیا		باقی قصاص رہ گیا اور سر اتر گیا
مذہب یہ اس کی جنگ تھی یا کہ ملکیت	۱۱	کیا نہرت و قاتلہ سے لوٹا جو اس کا گھر
کیا تارک الفتاۃ تھا کاٹا جو اس کا سر		زینب کی ضبط ہو نہ سکا بولی پیٹ کر
حقایذ مرا ہے فرقہ، باطل ہی پوچھ لے		سجدے میں سر کٹا ہے تو قاتل ہی پوچھ لے

یہ سن کے اور کاپنے فرنگی کے دست دیا	۱۲	کہنے لگا یزید سے تو نے نہ کچھ کہا یہ کس کا سر ہے نام بتا اور نسب بتا
بولاشقی کہ بند کرد شور و شین کو		کہہ دیجو یزید تے مارا حسین کو
اُس نے کہا جو کل کا ہر سلطان وہ حسین	۱۳	نانا کو جس کے آیا ہے قرآن وہ حسین جس کے پدر کے سب یہ ہیں حان وہ حسین
جس پر نبی نے اپنے پسر کو فدا کیا		خالق نے جس کو بیچہ آہو عطا کیا
حاکم نے سر ہلایا کہ ہاں یا نہیں حسین	۱۴	منہ پیٹ کر دیکرا فرنگی بہ شور و شین سر کاٹ کر حسین کا کھو یا علی کا حین
اے اہل شام کیوں یہی مذہب تمہارا ہے		نانا کا کلمہ پڑھ کے تو اسے کو مارا ہے
ظالم پکارا جلد سرا اس کا کرد و جدا	۱۵	رسوا کرے گا روم میں مجھ کو بہ جا بجا رسوا خدا کرے گا میں رسوا کروں گا کیا
سید کا خون کر کے کہاں چھپکے جاوے گا		مشرقی فاطمہ سے کہاں منہ پھپھائے گا
پھر دوڑ کر حسین کے سر کو اٹھا لیا	۱۶	ادر کلمہ پڑھ کے سینہ سے اپنے لگا لیا عابد کا اختیار نہ تھا سر مہکایا
آیا کسی کو یا س نہ اس بیگناہ کا		تن پرزے پرزے کر دیا غمخوار شاہ کا

جیتن جو اس جڑی کے ہوا تو بہت ادا	غش ہو کے خاک پر گرا آخر وہ خستہ چلا
پیر یا حسین کتنا نقادہ حیدری جوان	سرد کے سر کو دیکھ کے کمر تا تھا یہ فقلا
مرثیہ	ذبیہ ترا میں اے شہ عالم پناہ ٹھوں
آئی تھی شہ کے سر سے صد امیں گواہ ہوں	نیمبر ۳۵
آتا ہے سر امام کا یتیم یزید میں	محشر بیابا ہے آل رسول مجید میں
سامانِ رقص و عیش ہے قصرِ پلید میں	سینہ زنی ہے عترتِ شاہ شہید میں
دربارِ عام میں تو سبھوں کا ہجوم ہے	سید انیوں میں ہائے حسینا کی دہجوم ہے
راوی بیان کرتا ہے اسیلوں جھٹم نم	داخل ہوا جو شام میں سب شکر ستم
پہونچی یزید کو خبر آمدِ حرم	۲ بولا حسین پر ہوئے منصور آج ہم
سر طشت میں دکھاؤں گا ابنِ قبول کا اثر	دربار میں جو داخلہ آلِ رسول کا اثر
یہ سن کے رسالے لے لٹھے کئی شقی	۳ آئے حرم کے قافلہ میں جیدہ مدھی
زمین کا بازو گردنِ سجاد بندھ گئی	۳ دربار کو چلے حرمِ دلبرِ نبی
پھر کیا تھا منو جو یہ تازہ غضب نہ تھا	ارکِ مذک کے دم سکینہ کا نکلے عجب اتہ تھا
پیش یزید آیا حرم کا جو کارواں	۴ اغلب تھا جانِ دخترِ حید کی ارداں
دیکھا یزید نے جو سکینہ کو ناگہاں	۴ پر چھایا کون ہے تو کیا شمر نے بیان
بیٹی ہے یہ جنابِ شہِ مشرقین کی	بالی سکینہ ہے یہی دخترِ حسین کی

بولی سکنیہ جانب دربارِ حق گیا یوں سرِ رہنہ آتی میں بلوے میں ردا	پوچھا زید نے کہ پدر تیرا کیا ہوا ہوتے پدر جو زندہ تو بندہ تیرا نکلا
اک جان سو طرح کی بلادِ عنایں ہے وارث ہے ایک بھائی سو قیدِ جفا میں ہے	
بولی سکنیہ سرِ مجھے دکھلا دے باپ کا طشتِ طلا دکھائے حکم نے دی ہلا	بولایزید دلیں تھے آرزو ہے کیا القصد کھل گیا رسِ ظلم سے گلا
آلودہ خاک سے ہو تو خوں سے بھرا ہوا لے اس میں تیرے باپ کا سرِ ہر دھرا ہوا	
آپ ہی ہو آئے گود میں تیرے سرِ حسین لے فاطمہ کے راحت جاں مصطفیٰ کے سین	پر شرط ہے اٹھاکے نہ سرِ کیجیو تو بین سرِ پوش کو اٹھاکے پکاری وہ نور عین
چھنے کو سر کے حکم نہیں غم کی ماری ہوں آجاؤ میری گود میں گر تم کو پیاری ہوں	
بولاسکنیہ لاڈلی تم پر سو میں فدا یہ کہہ کے اٹھا طشت سو فرقِ شہ ہدا	دیکھا سبوں نے کانپ گی سرِ حسین کا پھیلاؤ ماتھا آئیوں میں غم کا مبتلا
کانپی زمین تختِ ستمگر آٹ گیا بیٹی سے آن کر سرِ سرور لپٹ گیا	
بعد اچکے ملانے ہیں ایک لحظہ چین ان کینے یہ ظلم ہوا شاہِ مشرقین	منہ رکھ کے منہ یہ بولی سکنیہ کہ حسین پھانے تھے جو آپ کے گوہرِ بزمِ زین
شمر لعین نے چھین سے یہ حال کر دیئے مارے طمانچہ نیلے مے گال کر دیئے	

کیا کیا نہ لود آپ کے ہم پر ہوئی جفا آئی حوشام میں تو نیدہا نفا سا گلا	۱۰	کھائے طمانچے شمر کے مابین کر بلا مقسم میں جو لکھا تھا ہرگز نہ وہ مشا
بلو الویاس حدے اٹھائے نہ جائیں گے اب تو طمانچے شمر کے کھائے نہ جائیں گے		
رونے لگے بیان سکینہ یہ اہل شام در بار میں ہے اس گھڑی انہوے خاص عالم	۱۱	حاکم نے تب پہ شمر سے ہنس کر کیا کلام ایسا نہ ہو کہ بے سر پرے خاش ہوں مسلم
حدے ہے ایک ایک کے جانِ ملول پر واللہ جائے رحم ہے آلِ رسول پر		
کیا دیکھتا ہے پھین لے فرقہ نشہ ہدا بول سکینہ پاپ کے سر سے ہوا ب جدا	۱۲	اٹھایا صن کے قابل دلبند مصطفیٰ بس بس بیان حال جو ہونا تھا ہو چکا
اب پھر دی الم ہے وہی نفی جان ہے اب پھر دی گلا ہے وہی رسیاں ہے		
یہ کہتا تھا کہ ہم گئی شہ کی گلزار خالم خدا کے واسطے کرنے دے مجھ کو بیار	۱۳	بولی ابھی تو آئے ہیں بابائے نامدار یہ سنتے ہی غضب میں بڑھا شمر نابکار
دھڑکا دلِ حزیں کو ہو اسانس الٹ گئی بابا کے سر سے خوف کے مارے پیٹ گئی		
آیا قریب شمر تو بھاگی وہ دلی حزیں جلائی سو سے عاید بیکس وہ دہر جس	۱۴	زینب کے پاس آئے وہ حشر کی نازنین بھیا چھپاؤ جلد کہ آتا ہے اب نعین
ہرگز نہ مانیکا وہ ہزار اب لکا کروں سجاد بولے ماتہ نیدھے ہیں کیا کروں		

اتنے میں شمار آن ہی پہونچا قریب آہ	۱۵	چاہا کہ تازیا نہ لگائے وہ رویاہ
ناگاہ دیکھی سرنے عجب قدرت الہ		اک پنچہ آشکار ہوا اس کے شل ماہ
آئی ہمد اک دیکھ اٹھانا نہ ہاتھ کو		دونگا ابھی اٹل ورق کائنات کو
ماے بہت طلبیجے کہاں تک یہ اب جفا	۱۶	شیر خدا کو بھولا تھا وہ دشمن خدا
پوتی کو میری اب تو طمانچہ لعین لگا		یہ سن کے وہ لعین تو غش کھا کے گڑھا
اولیٰ سکنہ قسید الم سے چھڑا لیا		صدقے میں دادا جان کے ٹھہ کو بچا لیا
زینب بھی اس طرح سے ہوئی پھر تو نعرہ زن	۱۷	بیٹی کی کچھ خبر کبھی ہے یا شاہ بہت شکن
جوا تھ میں پنہائے تھے حضرت نے نورتن		سو دیکھو وہ ہی بازو ہے والبتہ رسن
مر جاؤں اب دعا پئے رب سے عسلا کرو		مشکل کش پدمرے عقدہ کو دا کرو
بابا جبرین کٹا جب کہاں تھے تم	۱۸	اہل حرم کا خیمہ جلا جب کہاں تھے تم
اتری ہمارے سر سے رواج جب کہاں تھے تم		پوتا تمہارا قید ہو جب کہاں تھے تم
بابا عجیب طرح کی بلیا میں پڑی ہوں میں		دربار میں لعین سے کیلے سر کھڑی ہوں میں
مرتبہ نمبر		
آمد احمد حرم شاہ کی دربار میں ہے		جیسے جشن کا غل شام کے بازار میں ہے
محبت عیش و طرب مجلس غذا میں ہے		شور فریاد و بکا عترت اطہار میں ہے
نوبتین بچتی ہیں دشمن تو خوش ہوتے ہیں		ناظمہ بیٹتی ہیں شیر خدا روتے ہیں

آگے آگے تو ہیں سجاد جہکائے گردن مٹل خورشید فلک شرم سر لرزاں تھا بدن	۲ یادیں بیڑی میں گلا طوق میں کیا تھیں ہیں سن چاک ہے غم میں گریبان قیامتا دامن
ہیٹھ جاتے ہیں تو جمعہ ملا کے اٹھاتے ہیں لعین بوریاں نیزدوں کی شاؤں میں چھلتے ہیں لعین	
ہینڈ لیاں سچھی ہیں اور طوق سے چھلتا ہر گلا خازنلوں میں ہیں قتل سے جویدل ہر چلا	۳ سخت ایذا میں ہر روز زندہ نشہ کرے کیلا دھجیاں پادوں میں باندھے وہ نازوں کا پالا
اس کی مظلومی بہ بیتاب حرم ہوتے ہیں دیدہ حلقہ زنجیر لہو روتے ہیں	
پچھے بیمار کے ہے قافلہ اہل حرم دختر قاطعہ زہرا کا عجیب ہے عالم	۴ چپ ہو تقدیر ہو گیا کہ کسی میں نہیں دم حق تعالیٰ جسم میں ہو اٹھ نہیں سکتے ہیں قدم
روکے فرماتی ہیں کس گوشہ میں جائے نہ زینب ہاتھ کھل جائیں تو منہ اپنا چھپائے نہ زینب	
گردنیاں بارہ اسیریں کی ہیں اور ایک رسن رشتہ داران علی سب ہیں گرفتار محن	۵ جس طرح ہوتے ہیں گلہ سستہ گلہائے چمن شرم کے مائے دروٹی جاتی ہر اک خب کی دہن
دم بہ دم سس بھی سسیتی ہے ساتھ اُس کے ابھی انگٹا نہ کھلا تھا کہ بندھے ہاتھ اُس کے	
ہے اسی رسی میں نہنا سا کیٹہ کا گلو چاک کرتے کا گریبان پریشاں گیسو	۶ دم گھٹا جاتا ہے آنکھوں کی رواں ہیں آنسو گال تو سوچھ میں کانوں سے پٹکتا ہے لہو
آہ ہر گام پہ سینہ سے نکل جاتی ہے جب گھر کرتے ہیں سترگر تو دل جاتی ہے	

ماں سے کرتی ہے اشارہ وہ گرفتار ستم روکے دکھاتی ہے مجبور ہوں میں کشتہ غم	۷	رستی کھلوا دو نہیں گھٹ کے نکل جائیگا دم ہائے کچی تری قسمت میں یہ تھا درد الم
صدقہ اماں یہ گرہ عقدہ کشا کھوے گا بی بی اس عقدہ مشکل کو خد اٹھوے گا		
ماں ہو رو روکے وہ نادان یہ کرتی تھی لینا یہ تو کہو کہیں بابا بھی ملیں گے اماں	۸	کس کا دربار ہے اس حال میں جاتی ہوں کہاں کئی دن گزے ہیں وہ ہیں ہی آنکھوں نہاں
بھول جائیگا یہ سب دکھ جو انہیں یاد بھی ہو دور کر چاندی چھاتی ہے لپٹ جاؤ بھی ہو		
کہیں دربار میں اماں وہ اگر مجھ سے ملے وہ خبر لیوں نہ گردن مری رسی سے چلے	۹	دیکھنا کرتی ہوں کیسے شہہ والا سے گلے اُس کو یوں بھولتے ہیں باپ بچہ جو ہلے
وجہ کیا کون سی تقصیر پہ منہ موڑا ہے سیلیاں کھانے کو اعدا میں مجھے چھوڑا ہے		
دوست تھے مرنے کے سینہ کا بیاں سا کاسیر اس طرف ہوتی تھی آرائش دربار شیر	۱۰	ہر قدم پر تھا یہی شور کہ ہے ہے شیر تخت پر آب تھا اور کرسیوں پر سدا میر
اک طرف کوٹھیل کا سب زور زور رکھا تھا اور تلے فاطمہ کے لال کا سر رکھا تھا		
دم بدم تخت سے اٹھ کے یہ کہتا تھا شیر برہکے کرتے ہیں خبردار یہ ہر دم تقریر	۱۱	قتیاری کیوں جلد نہیں آتے ہیں کیا ہے تاخیر ضعف سے پاؤں کو تم تھکے اٹھتے ہیں میر
مارے غیرت کے لہو اُن کا گھٹا جاتا ہے ہر قدم ایک ضیفہ کو غش آ جاتا ہے		

۱۲	بولا وہ کوئی عورت ہر وہ محبوب ستم عرض کی اس نے کہ ہمیشہ شہنشاہِ اعم	۱۲	بایں جس کا ہے علیٰ پشت پناہ عالم جس کی ماں فاطمہ ہے فخرِ جنابِ مریم
	ہے جو سلطانِ عرب اس کی نواہی ہے وہ کلمہ گو جس کے ہیں سب اس کی نواہی ہے وہ		
۱۳	ہے وہی حضرت جعفرؑ کی بہو سینہ نگار لاشِ شہ پر وہی اختر سے گری تھی کٹی بار	۱۳	وہی زینبؑ ہے جو تبیخ کی ہر عاشق زار بعد مرنے کے بھی ہر بھائی بہن میں وہی پیار
	قافلہ یوں تو سبھی شام و سحر روتا ہے پر وہ روتی ہے تو شبیر کا سر روتا ہے		
۱۴	بولا وہ کیا ہے پھر اوروں کے نہ آنکھ سب خاک پر گرتی ہے جب زینتِ شہنشاہِ عرب	۱۴	عرض کی ایک ہی آری میں ہر جگہ ہے سبب شہور ہوتا ہے اسیروں میں کہ ہر ہر زینب
	ہوش میں آن کے بھلاؤ کو وہ جب روتی ہے دیر تک قیدیوں میں سینہ زنی ہوتی ہے		
۱۵	ذکر یہ تھا کہ وہ قیدی میر دربار آئے اگے روتے ہوئے سچاؤ دل فگار آئے	۱۵	سب پکارے کہ وہ حاکم کے گنہگار آئے پیچھے پیچھے حرمِ سید ابرار آئے
	صاف غورِ شیدی خلیں جو نظر آتی تھیں آنکھیں سب ظالموں کی نیند ہوتی جاتی تھیں		
۱۶	تخت کے سامنے روتے ہوئے آئے جو سہکشی کر کے نہ سہریں ہوئے مجھ سے شبیر	۱۶	دیکھ کر سیدِ سجاد کو بولا وہ مشرعیہ شکر کرتا ہوں کہ خالق نے کیا تم کو حقیر
	بیٹھنے کا کہیں دنیا میں سہارا نہ رہا پتھن اٹھ گئے اب زور تمہارا نہ رہا		

کس کے ناموس لئے کس کی ہوا گھس تارا ج	کون بے سر ہوا اور کون ہوا چھب تاج
ایک چادر کے لئے کس کی ہمیں ہے محتاج	کون کمزور ہے اور کون زبردست ہے آج
ذبح خنجر سے ہوا جو وہ پدر کس کا ہے	اک ذرا غور سے دیکھو تو یہ سر کس کا ہے
سُن کے یہ آگیا نیت شہ مرداں کو جلال	تھر تھر کر کہا کیا بکتا ہے ابد افعال
صاحب عزت و توقیر محمد کی ہے آل	بھی ہم لوگوں کی عزت پر نہ کیا گزارا ل
ہم کو یہ قدر جو سمجھا تو خطا کرتا ہے	دیکھ معصوف میں خدا کس کی ثنا کرتا ہے
آل احمد کو حقارت نہ دیکھو اور مقہور	سب پر روشن ہے ہم لوگ میں اللہ کے نور
مار کر سبطِ پیغمبر کو یہ سخت یہ غرور	خیر ہم دور نہ تو دور نہ محشر ہے دور
حق کا دریائے غضب جوش میں جب آئیگا	باندھنا ہاتھوں کا ساوات کے نکل جائیگا
جیرے ناموس تو ہیں پردہ شیس آد اظلم	بال بکھر لے کھڑے ہیں تیرے دربار میں ہم
ہائے بے پردہ ہے بازوئے امام عالم	ہے سگینہ پیہ وہ ظلم اور یہ کبر آپہ ستم
ننگے سر قید میں اک رات کی بیاہی آئی	تجھ کو شادی ہوئی اور ہم یہ تباہی آئی
کئے زینب نے فصاحت یہ جس وقت کلام	کانپے سینوں میں جگر رو لگے لوگ تلام
تخت کے نیچے دھوا تھا جو سر پاک امام	توجہ ہوا شہ ما کے آدھر حاکم شام
اور اُن ظلم رسیدوں پہ جفا کرنے لگا	لبِ فرزندِ پیغمبر پہ چھوڑی دھرنے لگا

ہال محرم حصہ دوم

پیٹ کر سر کو یہ زینب نے ستر سے کہا
۲۲ ہر وقت انھیں ہونٹوں کے محبوب خدا
اس چھتری کو مرے بھائی کے لبوں سے سر کا
بہر اُفت انھیں ہونٹوں سے سر کی ہر دُعا

نہ محمد سے نہ حیدر سے حیا کرتا ہے
قطع ہو جائیں ترے ہاتھ یہ کیا کرتا ہے

یہ ستم بھائی پہ کن آنکھوں سے دیکھے ہمیشہ
۲۳ یہ چھتری ہائے غضب اور لب پاکِ شہید
ارے ظالم سر بے تن کی بھلا کیا تفصیر
انہ ستا مجھ کو میں ہوں بنتِ شہِ خیر گیر

ان کھلے بالوں کو اب ہاتھوں پہ دھرتی ہوں میں
لے شکایت تری اللہ سے کرتی ہوں میں

کہہ کے یہ غیظ میں آئی جو علیؑ کی جائی
۲۴ سرِ شیر سے ناگاہ یہ آواز آئی
آسمان آگے جنبش میں زمیں تھرائی
اتھام لے غصہ کو زینب تر و صدقہ بھائی

نہ تلاطم میں کہیں قبرِ الہی آئے
کہیں اُمت کی نہ کشی پہ تباہی آئے

بر چھیاں کھانے کی کیا ہیں کچا اُڈا ہر پڑی
۲۵ جپ رہے تھی پہر تلوار پہ تلوار پڑی
جانے دور کھی تو رکھی مرے ہونٹوں پہ چھری
اے بہن یہ بھی زور جس کی آنت کی گھڑی

بعد مرنے کے مرے جسم کا یہ حال کیا
۲۶ مرثیہ
ہاتھوں کو قطع کیا لاش کو پا مال کیا

جب اہل حرمِ شام کے بازار اُڑ گئے
۲۷ اور یہ منہ سرفروغِ کفار میں آئے
روئے ہوئے یادِ شہِ ابراہیم آئے
کس طرح سے آرام دلِ ناز میں آئے

نیزے پہ سر ایں علیؑ جلوہ کنلاں تھا
سجادی گردن میں پڑا طوقِ گرہاں تھا

نزدیک رہا جب کہ درحالم گمراہ ۵
استادہ تھی اک خادمہ ہند سر راہ ۲
باندھے گئے کسی میں غزالانِ حرم آہ
دوڑی وہ خبر نے لے گیا ہند کو آگاہ

لو پھر چکے ہر کوچہ و بازار میں قیدی
کوٹھے پہ چلو جاتے ہیں دربار میں قیدی

کوٹھے پہ تروہ چڑھ نہ سکی حال تھا کثیر
ساتھ اس کے ہوئی حاکمِ خوگوار کی ہمیشہ ۳
آہستہ چلی جانبِ درِ شہنشاہِ رودگیر
پہنہ ہوئے بجائی کا طرح خلعتِ توقیر

تھا مقنع زہ خواہر بے پیر کے سر پر
پہنا نہ تھا شبیر کی ہمیشہ کے سر پر

دو کرسیاں آئیں کیزیا وہاں نوراً
دربارہ کا سبب حال ہوا ہند پہ روشن ۴
اور پردہ دربانہ دیا چوڑ کے چلن
اک بی بی نظر آئی جھکائے ہو گردن

چلائی کہ فریادِ رسولِ عربی کی
یہ تو مری شہزادی تو اسی ہے نبی کی

تھرا گئی حاکم کی بہن اُس کے سخن پر
ہوئی سرا بجائی ہے شریعت کے چلو پر ۵
ہاتھ اپنا دھوا ہند خوش بیاں کو بہن پر
وہ ظلم کرے گا یہ جھلاشہ کی بہن پر

شک ہے تمہیں یہ خواہرِ شبیر نہ ہوگی
ایسی تو مرے بجائی سے تقصیر نہ ہوگی

اتنے میں کھلا تخت پہ وہاں طشتِ طلائی
یاں ہند کو چلین سے تجبلی نظر آئی ۶
ہر سو سرِ شبیر نے کی جلوہ نسی
پھر چوبِ شقی نے جو لبِ شہ پہ لگائی

کرسی سے گری ہند حزیں متھ کو پھرا کر
سر پہنٹی باہر گئی چسا در کو گمرا کر

در بار یوں کو حکم دیا تخت سے اٹھ کر	وہ پردے سے نکلی یہ ہوا جامہ سے باہر
ناموس مرا آتا ہے کھولے ہوسے سر کو	آنکھیں میں نکلواؤں گا دیکھا جوا دھر کو
بانوئے حزن سہم کے عابد کو پکاری	منہ پھیر تو تم بھی یہاں ہند آتی ہے واہی
زینب پہ عجب تہر کا غصہ ہوا اٹا	حاکم سے کہا مجھے مجھے خالق باری
یاں ہند کا انا تجھے دشوار ہے ظالم	ناموس نبی قابل دربار ہے ظالم
تو ہی اب انصاف کرا دھام بے پیر	ناموس کا اپنے تو یہ پردہ ہے یہ توفیر
تسمیر کا فتوا ہے پئے عمرت اشیر	در بار کہاں اور کہاں صاحب تسلیم
واجب ہے تجھے بانوئے دلگیر کی حرمت	وہ ہے تری حرمت یہ ہے تنہا کی حرمت
شر کے محل میں گیا وہ حاکم مکار	ہاتھ آنکھوں پہ رکھے ہو اٹھ اٹھ گھوڑا
سرسہ کار باطشت میں اور عمرت آباد	اک دفعہ ہوئی سامنے سے ہند نمودار
منہ فق ہوا ہوش اڑ گئے سعادت کی بہرے	گجرا کے گری سر پہ شہنشاہِ زمیں کے
جلالی غشاں تاپے سنبھالو مجھے جیسا	لواب تو حقارت سے بجا لو مجھے جیسا
ہند آئی ہے دامن میں چبیا لو مجھے جیسا	جنت میں اسی وقت بلا لو مجھے جیسا
رکھ لیجئے پردہ مری عزت کا حسیا کا	صدہ علی اکبر کی جوالی کی قضا کا

یہ توہ تھا جو ہند قریب آگئی ناگاہ
دیکھا کبھی نہ نینب کو کبھی سمجھ نہ رہا
۱۲ یہ نینب یہ اندھے وہ ابن ید اللہ
پہلو میں تڑپ کر یہ پکارا دل آگاہ

سرسنگے ہے یہ صاحب مہراج کا کنبہ
یا ہے یہ کسی بیس و محتاج کا کنبہ

پھر چڑکے ہاتھوں کو یہ بونی وہ خوش اعمال
۱۳ کیوں اے شرفا زاد جو تم سب سے ہو بیاں
نزدی ہے کوئی ساتھ کہ پوچھ گئی کچھ احوال
فہم نے کہا مجھ سے کہہ کے صاحب اقبال

سب قوم کے اشرف ہیں خاصانِ خدا ہیں
بے وارث و دوائی ہیں گرفتارِ بلا ہیں

نہ نینب نے نظرِ فضا پہ کی منہ کو پھیرا کہ
خود ہند سے ہوائی لگی سر کو جھکا کے
۱۴ محتاج ہوئے تھے کبھی ساداتِ روا کے
اے بی بی کہنگار ہیں ہم اہل جفا کے

کنبہ ہے بلا میں یہ شہ کرب و بلا کا
لوٹا ہوا کنبہ ہے یہ شاہِ شہداء کا

حیران ہوئی ہند کہ شاہِ شہداء کون
۱۵ یہ نام سنا آج شہ کرب و بلا کون
پوچھا کہ بھلا خیر ہے یہ ناطقہ کا کون
میں واری گئی آپ کی ہیں خیر نسا کون

بٹی کوئی نہ ہڑا کی ہے آٹن میں کہ بہو ہے
بانگل کسی بی بی میں مری بی بی کی بو ہے

صاحبِ اچھی ہوش تنہا مجھ بے پروا کو
۱۶ بھولی ہوں نہ زینب کو نہ میں شیر نسا کو
بیہوشی ہوں دھڑکی صد آگوا
انکھیں مری دیکھ آئی ہیں اس نورِ خدا کو

زہر کی طرح خاص قدیر ازلی ہو
سو میں کہوں لاگوں میں تمہیں نینب غلی ہو

زینب نے فغاں کی کہ یہ امر غصہ سے اس ذلت و خوارگی کی سن اور وہ کہتے ہیں	۱۷	زینب کا بڑا رتبہ بڑا نام و نسب ہے بی بی وہ جگر بندہ شاہِ عرب ہے
میں پیاروں میں کما ہیکو ہونے لگی زینب یہ کہتے ہیں منہ ڈھانچے رونے لگی زینب	۱۸	اُس دم سرِ شبیر پہ لرزہ ہوا طہاری اے ہند ہی خواہر بیکس ہے ہماری
ہے ہے مے مولایہ تر اسے ہے لگن میں ہے ہے مری شہزادی یہ زینب ہر سن میں	۱۹	آقا کہو شکر کو کہاں چھوڑ کر آئے عباس کے رخسارِ منور نہ دکھائے
آواز دی یہ سرنے کہ تنہا نہیں ہم میں سب کنبہ کے سر نیزوں کی نوکوں پہ علم ہیں	۲۰	یہ سن کے خواصوں کو دیا حکم کہ جاؤ اس نونڈی کو مولائی عزادار مبتلاؤ
برلاسے شبیر کہ اجر اس کا خدا دے دعوت کے عوض پانی سیکھنے کو پلا دے	۲۱	جہاں سکینہ کہ میں قربان تمہارے بعد آپ کے ظالم نے طمانچے مجھے مارے
بازو مے کھلوا دوید اللہ کے پیارے نیلے ہیں طمانچوں سے یہ رخسار ہمارے	۲۲	لنڈا سیزوں کی خبر لیجئے بابا چادر بچھو پٹی اماں کی دلا دیجئے بابا
مرثیہ	۳۸	نمبر ۶

عزیز و حلوۃ نور فلک دکھاتا ہے	۱	حرم کا قافلہ پیش یزید جاتا ہے
گلے بندھے ہیں بدن سرکاتے تھراتا ہے		نہ سانس لیتے ہیں قیدی نہ بولا جاتا ہے
جو گرتے ہیں تو ستمگار نیزے مارتے ہیں		وہ روکے حیدر گزار کو پکارتے ہیں
کہوں سیر و کاس جیل یہ مجال ہے کیا	۲	یہ ہاتھ بندھنے کا مضمون دست بستہ کھڑا
ہوا عیڑوں سے بس کہ غلغلہ پیدا		بتول خلد میں حیدر کو دیر ہی ہے صدا
بلند کرتی ہے فریاد یا علی زینبؑ		چلو نیزید کے دربار میں چلی زینبؑ
نئی جفا ہے کہ بارہ گلے اور ایک رس		اور اس رس پہ ہے طوق گراں کراںج و من
کہیں سنا ہے کہ دو طوق اور اک گردن	۳	اور ایک پاؤں میں بھاری دو حلقہ بھن
جو پاس آ کے لعیں نیزوں سے ڈراتے ہیں		خدا کے واسطے بچے انھیں دلاتے ہیں
جفا ہے راہ کے کہنے میں کائنیتی ہے نہ باں		غرض کہ داخل مجلس ہو یہ آہ و نغال
مگر کب آئے حضور یزید بے ایمان	۴	کہ چوب بیہ تھی اور شاہ کے بوجہ ندان
چھڑی تو ایک تھی پر ظلم دو نمایاں تھے		بزریر چوب بھی لب تھے گاہ ندان تھے
یہ ظلم دیکھ کے زینبؑ نے کر لیں آنکھیں بند		یکارا شمر یہ دربار کیا نہ آ یا پسند
تو آنکھیں کھولو نہیں ظلم ہو جائے گا وہ جند	۵	فلک کو دیکھ کے رونے لگی وہ غیرت مند
کہا نیزید نے کیا آسمان کو دیکھا		وہ روکے بولی کہ خالق کی شان کو دیکھا

5

<p>۱۱</p> <p>ترطب رہا ہے سر اک مردہ کا لبوں تر رطب نہیں ہے رطب کے کھلانیو اے کاسر</p>	<p>اٹھایا اُس نے جو سر پر خس تو یہ آیا نظر دُری وہ پہلے تو اور پھر کہا یہ رو رو کر</p>
<p>۱۲</p> <p>لبوں پہ رکھ دیکھ لب اور پکاریا اتبا نمبرید بابا مجھے بچنے میں داغ دیا</p>	<p>۱۳</p> <p>سلا م کو کے طبق سے اٹھالیا سر کو لہو بھرا ہوا کر وہ دکھا دیا سر کو</p>
<p>۱۴</p> <p>جہاں سے ہاں جو یوں جلد تم کو جانا تھا تو صدقہ جاؤں نہ اتنا مجھے بلانا تھا</p>	<p>۱۵</p> <p>لہو کئے ہوئے حلقوم کا جیس پہ ملا حُسن چھوٹے سے سن میں مجھے شیم کیا</p>
<p>۱۶</p> <p>بال کھولے ہوئے بے مقنع و جاد کے بیریاں تھامے ہوئے عابد مضطر کے</p>	<p>۱۷</p> <p>جب کہ دربار میں ناموس بیمہ آئے سر کے بابوں سے چھپائے رخ انور آئے</p>
<p>۱۸</p> <p>وادرینا وہ ہجوم اور وہ پردہ والے سازہ اولاد کا غم زخم جگر پر آئے</p>	<p>۱۹</p> <p>سخت آفت میں گرفتار وہ سب خوش خوجھے ریساں ایک تھی اور آہ کئی بار دو تھے</p>
<p>۲۰</p> <p>لٹ گیا گھر کہیں چھپنے کو جی کو نا نہ ملا قتل وارث ہوئے اور بیٹھے کے رونانہ ملا</p>	<p>۲۱</p> <p>کسی گھر پہ فلک ایسی مصیبت ڈالے رنگ رخ زرد زباں خشک لبوں پر نا لے</p>
<p>۲۲</p> <p>سہمے جاتے تھے کشائش میں باروں کے پلے روئے دیکھا کبھی عابد کو کبھی ہاتھ ملے</p>	<p>۲۳</p> <p>اس ظلم سے چھلتے تھے یتیموں کے گلے مائیں آفت گرفتار تھیں کیا زور چلے</p>
<p>۲۴</p> <p>شمر کہتا تھا کہ حاکم کا غضب آئے گا قیدیوں میں کوئی رو یا تو سزا پائے گا</p>	<p>۲۵</p> <p>۱۷۷</p>

تھاکیں تختِ مرصع پہ عیسٰی غدار دست بستہ عقبِ پشتِ غلامِ مکی قطار	۴	فرق پر تاج تھا اور پیش لباسِ زند تار بیچے کھا تھا سرِ پاکِ امامِ ابراہار
روس اور جمعِ عراق و عرب دروم کے تھے اور حرمِ باہرِ عربیاں مظلوم کے تھے	۵	
کرتے تھے بہرِ خوشامدیہ مصاحب مذکور فتح پائی تھی بنی فاطمہ پر عقل سے دور	۵	کس لیری و شجاعت لڑی فوجِ حضور لیکن اس گھر کے نمکخوار جری ہیں مشہور
آج نوبلِ سا جہاں خلق میں ممتاز نہیں ابنِ کمالِ سا جہاں میں قدر انداز نہیں		
ایک نے تیر سے چمید اعلیٰ صنم کا گلو ایک نے حضرت عباس کے کاٹے بازو	۶	گر گیا باپ کے ہاتھوں پہ وہ بچہ چہرہ جس سے ٹوٹی مکر پاکِ امامِ خوشبو
جس نے جو کام کیا قابلِ انعام کیا غل ہے شکر میں کہ دونوں نے بڑا کام کیا		
اور یہ رستم سنہ ہو گا جو کیا شمر نے کام کھینچ کر خنجر خورِ یزید نے قتلِ امام	۷	جب گرج خاک پہ گھوڑے سوشہ عرشِ مقام کر دیا تختِ دلِ فاطمہ کا کام تمام
کچھ وصیت کا سخن کب تلک آئے نہ دیا سرخِ سجده سے نمازی کو اٹھانے نہ دیا		
سب تو یہ کہتے تھے ہوتا تھا خوش غدار طیش میں آن کر کہہ لگی زینبِ زار	۸	حرمِ شاد کن بستہ کھڑے تھے اچار کسی منصف سے سن اس ذکر کو ادا بخار
حالِ مقتل کا یہ آوارہ وطن جانتی ہے جو رستم بھائی پہ گزرے وہ بہن جانتی ہے		

ابن کابل کی شجاعت کے ہیں عجاوین یہ بھی جرات ہے کوئی دلیس ذرا کر انصاف ۹	اُس سے سرزد ہوا یہ ظلم شجاعوں کے خلاف اس خطا کو کبھی خالق نہیں کرتے کامعاف
تیرے اُس نے دل شیر خدا چھیدا ہے دودھ پیتے ہوئے بچے کا گلا چھیدا ہے	
ایکے ایک راسے ہی دستور عرب اُس کی تعریف کوش ہوتا ہے تو بے غضب ۱۰	جنگ میں ٹوٹ پڑے فاطمہ کے لال سپہ نہ حمیت جنہیں کچھ تھی نہ محمد کا ادب
چڑھ کے چھاتی پر جو سترج سے اتارا تو کیا اُل کے دو لاکھ نے گر ایک کو مارا تو کیا ۵	
یہ عداوت پر سید لولاک سے ہے جاگ کر راتوں کو زہرا جے دودھ اپنایا ۱۱	جسم سے کاٹ کے سر لاش یہ گھوڑے دوڑا بعد نے کے وہ سید کفر و گور نہ بیا
تن عریاں کو عجب حال سے بدن میں چھوڑا کہنہ جامہ بھی نہ سید کے بدن میں چھوڑا	
مرے ناز نے نہ لڑا کسی کافر کا بھی گھر قید میں حاتم طائی کی جو آئی دختر ۱۲	عورتوں نے کوئی بولتا تھا بعد ظفر خود اسے احمد مرسل نے اڑھائی چادر
کہتے تھے دختر جواد یہ کہلاتی ہے اس کے ہاتھوں کو نہ باندھو مجھے شرم آتی ہے ۶	
تھا محمد کو تو کافر کی بھی حرمت کا خیال مجھ چھپانے کو نہ برقع نہ ردائے رومال ۱۳	ہاتھ سے تیرے ہوا آل محمد کا یہ حال اپنے چہروں پہ بندھے ہاتھوں کو جو ہیں مال
کھر کے بھائی کو نصیبت میں پڑی ہے زینب تیرے دربار میں سرسنگ کھڑی ہے زینب ۷	

سُن کے یہ شعر سے کہنے لگا یہ حاکم شام	کون ہے یہ کہ فصاحت جو کرتی ہے کلام
غیظ میں آ کے یہ کہنے لگی ہشیر امام	۱۴ اُس سے کیا پوچھتا ہوں جو سُن ادا بد انجام
۵ اب توقیدی ہوں اس بستہ بھوپیکسی ہوں میں	جسکی اُمت میں ہے تو اسکی نوا اسی ہوں میں
شمر کو دیکھ کے بولا وہ علیؑ کا دشمن	۱۵ اقولہ سے قیدیوں کے بازو دو گردن رسن
جب چھٹیں بند رسن سے وہ گرفتار رسن	تب سکینہ نے لیا رتے کا منہ پرد رسن
۶ باپ کے غم میں دل زار جو تن میں تر پایا	ایسا روئی کہ سر پاک لگن میں تر پایا
۷ بولھا کم کہ نہایت ہے تجھے باپ کی جاہ	۱۶ سخت کھینچے یہ کیا طشت میں ہے ہر تڑپا
پاس جا کر حوالگی دیکھنے با نالہ واہ	خون میں ڈوبا ہوا اس کو نظر آیا سر شاہ
طشت پر گر کے پکاری کہ یہ حال آپکا ہے	لڑھپوئی جان لپی سر تو مرے باپ کا ہے
۸ گود میں لے کے سر ابن علیؑ چلائی	۱۷ ان کھلی آنکھوں کو تیرا ہنچاری جانی
ایسے بھولے کہ نہ مٹی بھی تھیں یاد آئی	اتنی مدت میں یہ کیا شکل مجھ دکھائی
کیا خوشی ہے لب لبعل تو کو لو بابا	کیا غضب ہو گیا کچھ منہ سے تو بولو بابا
۹ تیرا اس چاند سے ماتھے پہ لگا یا کس نے	۱۸ حلق پر خنجر بیداد پھرایا کس نے
خون اس گردنِ نازک کھلایا کس نے	جھوٹے سے سن میں مجھ سے چھڑایا کس نے
۱۰ مرتبہ	۱۱ اماں سر پیتی ہیں کیا انھیں سمجھاؤں میں
۱۲	اُد کوڑے میں چھپا کر تمہیں لیجاؤں میں

آج کیا حشر ہے زمانے میں ہیں عرصہ قیامت آنے میں	۱	ہے ہوا صرف خاک اڑانے میں دل دھڑکتا ہے یہ سنانے میں
عرش کے لکن تہر تہراتے ہیں شام میں اہل بیت آتے ہیں		
ہے نیریلہ عیسٰی خوشی بے حد سب سے کہتا ہے وہ عدوے احد	۲	کئی ہے ترمین بزم عیش میں کہ نواب آئی ہے عترت احمد
یہ اگر مصطفیٰ کے پیارے ہیں اب توقیدی یہ سب ہمارے ہیں		
تھے یہاں تو یہ باتیں یہ چرچا اُسے دربار عام میں دردا	۳	اس طرف آل سرور بٹھا تخت زہر پر تھا وہ عدوے خدا
حشر اک چار سمت ہوئے لگا کوئی ہنتا تو کوئی روئے لگا		
بی بیائیں پیش تخت جو ہیں نواب حال زمینٹ نمگیں	۴	ہو امرو روشت دشمن دیں خاک پر غم کے مارے بیٹھ گئیں
پاکے مقصود خوش تیزوں نے خلق میں لے لیا کتیزوں نے		
ہو کے برہم یزید نے پوچھا جس کو میرا ادب نہیں اصلا	۵	کون عورت ہے یہ اسیر بلا میرے بے حکم بیٹھی کیوں اس جا
شمر بولا کہ بھگتی پیاسی ہے زمینٹ احمد کی یہ نواسی ہے		

مرثیہ نمبر (۱۱۱) کا باب ماں نہ ہوا
اس کی نانی خدیجہ الکبریٰ کا ۶
حسین اس کے بھائی ہیں بخدا

گو کہ ایذا میں اور بلا میں ہے
پر بزرگ آل مفضلہ میں ہے

ہنس کے بولا یزید میں سمجھا
لا اُسے جلد میرے آگئے لا ۷
میں تھا مشتاق اس کے آنے کا
کہہ کے سمعاً بڑھا وہ اہل جفا

نوندیوں کو شقی ڈرانے لگا
گرد مظلوموں سے ہٹانے لگا

ہٹ گئیں خوف سے کنیزیں سب
حبشیہ نژاد و نیک نسب ۸
تھی مگر اک کنیز عاشق رب
وہ رہی پیشِ حضرت رسینب

یہ بڑھا اس کے بھی ہٹانے کو
آدرہ اونچا کیا لگانے کو

اُگیا اس کنیز کو غصہ
کوئی توبی نہیں ہے یاں بر کیا ۹
سُر کو اپنے بلند کر کے کہا
شمر مجھ کو لگاتا ہے کوڑا

ہے جو کوئی تو جائے غیرت ہے
آل اس کی اسیرِ ذلت ہے

پیشِ پیشِ یزید بد گوہر
کردوں سے وہ کھینچ کے خنجر ۱۰
تھے جو فاخر غلام باندھے مگر
اُسے پیشِ یزید یہ کہہ کر

منع کر اے امیر تو اس کو
مارے کوڑا نہ یہ عدو اس کو

ہے یہ ہم قوم ہم سبھوں کی ضرور ہوئی رسوا اگر ہمارے حضور
ہم رہیں گے نہ بے قصور و فتور ۱۱ لیں گے ذلت کا بدلہ تا مقدور

جان صد ہا کے لیں گی سر دیں گے
خون سے تخت گاہ بھر دیں گے

واعلیٰ آہ داویلا اب جگر منہ کو آ رہا ہے مرا
جشیوں کو یہ یاس قوم ہوا ۱۲ ہائے کس جاتھے احمد و زبیرا

کوئی حامی نہ تھا قیامت تھی
آل ان کی اسیر ذلت تھی

کوئی بیچاروں کو ستا تا تھا کوئی ہنس کر انہیں رولا تا تھا
حاکم شام ہنستا جاتا تھا ۱۳ لب شہ پر چھڑی لگاتا تھا

رکھا خاموش مرضی رب نے
ہائے سب ظلم دیکھے زینب نے

اے ضیاءِ روک تو فلم بس بس نہ لکھو قصہ الم الم بس بس
نہ کہو شرح درد و غم بس بس ۱۴ نہ سناؤ سواستم بس بس

مرثیہ ہوا اندھیر کیا زمانے میں
گئے معصوم قید خانے میں

غل ہے دربار میں ناموس پیمبر آئے
اہل بیت نبوی تھے ہوئے سر آئے
فاقہ کش تشنہ دہن بیکیں پر
سامنے حاکم بیدیں آئے وہ مضطرب آئے

کاٹ کر حضرت شبیہ کا سر لائے ہیں
ابھی دربار میں ناموس حسین آئے ہیں

ہند گھبرا کے پکاری کہ ارے کون جیسن	۲	برلا کوئی کہ وہی فاطمہ کا نور العین
بلی زینب بیس سر سپٹ کے کرتی تھیں جیل		آج کیا قبر میں ہر ویں گے محمد بے چین
خانہ مسند دولاک میں کوئی نہ رہا		ہائے اب پیچتن پاک میں کوئی نہ رہا
ہند یہ سونے کے ٹھری ہو کے ٹلی پٹنے سر	۳	بال بکھر دیئے اور بھینکی زین پر چادر
اور یہ چلائی ہوئی نکلی محل سے باہر		جلد مبتلاؤ کہ خنہز دیاں موتی ہیں کہہ صر
سنگے سر جاؤں گی ہے مرا آقا نہ رہا		کس کا پردہ کہ نبی زادی کا پردہ نہ رہا
نکلیں سنگے خراسان مقرب ہمراہ	۴	تا بہر افلاک گیا غلغلہ نالہ و آہ
پہونچیں دربار میں جس وقت و جا حاصل ہوا		گر پڑی دور کے شبیر کے سر پر ناگاہ
رو کے چلائی کہ اس شکل کے قربان گئی		میرے آقا کا ہی سر ہے میں پہچان گئی
سرفر زید اللہ سے آئی یہ صدا	۵	حق محبت کا جو تھا وہ کیا سب تو نلوا
سر بہنہ ہے اوڑ باز زینب بیس کو ردا		رسن ظلم سے کھلوا دے سکینہ کا کھلا
کام آن کے کہ یہ بھی ترے کام آئینگی		حشر کے دن تجھے فردوس میں بجا آئیں گی
ایک بیک سخت سے گھبرا کے اٹھا حاکم شام	۶	وال کر ہند بہ دامن یہ کیا اس نے کلام
مجھ کو دسوا کیا ایسا بھی کوئی کرتا ہے کام		اس نے زامروا کو الٹ کر کہا ابودانجام
بے ردا زینب دکھنم ہیں و سوا اس نہیں		پاس میرا ہے نبی زادیوں کا پاس نہیں

اب میں گھر میں رہو نگی ترے اوخانہ خراب روح زہرا و علیؑ سے مجھے آیا نہ حجاب	۷	اب رد اسر بہ نہ ڈالو نگی نہ میں نہ نہ نقا عرضہ حشر میں کیا دینگا سیر کو جواب
مہ سچنا کہ حسینؑ ابن عسلیؑ کو مارا تو نے بیجاں کیا نہ ہر اکو نبیؑ کو مارا	۸	یہ ہو کس کی ہے جو پتی ہے نیلے سر کس کے ناموں میں جو روتھیں یوں چلا کر
طوق روز بخیر کو اور عابدؑ دیکھ اس ظلم کو اور شاہ کی بخیر کو دیکھ	۹	یہ رسن اور یہ ننہا سا سکینہ کا گلہ اُس کی بیٹی ہے جو آغوش محمدؐ میں بلا
ہاتھ بند ہوانے سے چس تر کیا لیتے ہیں رحم کرتے میتوں پہ کہ دکھ دیتے ہیں	۱۰	ہند سے اپنی طرف داری کی سن کر گفتار تیرے قربان میں احوال نبیؐ کی غم خوار
اب تو واجب ہیں سیروں پہ دعائیں تیری نخے سے ہاتھوں سے لو نگی میں بلائیں تیری	۱۱	میں سکینہ ہوں حسینؑ بن علیؑ کی دفتر ہائے جس سینہ پہ مور پتے کی میں تھی فکر
دیکھ لے نیل میں گالوں پہ ہمارے بی بی شہر ظلم نے طمانچہ ہمیں مارے بی بی	۱۲	بے گن کاٹ لیا تن ہم سے ہار کا سر کھوڑے دوڑائے لعینوں نے اُسی سینہ پر

ہند بونی کہ میں قربان مری شہزادی ۱۲ ہے محمد تراجد فاطمہ زہرا ادا دی	حق نہ بخشے گا اسے جس نے تمہیں پایاداری حشر میں حشر ہے پھر وہ ہوئی گرفتاری
کیا طلب کرتی ہو کیا چاہیے کیا لاؤں میں جو کچھ اس لونڈی سے فرماؤ بجا لاؤں میں	
کیا منگا دوں تمہیں کیا لوگی میں تم پر ہلا ۱۳ اپنی منگوا دوں کہ ترکو رو یہ سوکھی سی زبان تب پٹھے کرتے کو پھیلا کے یہ بولی زبان	
یہ تو کہتی نہیں تو زبور و زردے مجھ کو تیرے قربان مرے بابا کا سروے مجھ کو	
سن کہ یہ ہند نے چاہا کہ اٹھا دے شہزاد باب کی خون بھری صورت پہ جو کہ اس نے نگاہ	گر پڑی دوڑ کے وہ طشت پہ بانالہ واہ مخہ پہ مخہ ملنے لگی اور کہا یا ابنا
اتنے روزوں مجھے صورت نہ دکھائی تم نے صدقے ہو جاؤ یہ کیا شکل بنائی تم نے	
تیرا اس چاند سے ماتھے پہ لگایا کس نے ۱۵ حلق پر خنجر بیداد پھر ایا کس نے	خون اس گردن نازک کہا یا کس نے جھوٹے سے سن میں مجھے تم سے چھڑایا کس نے
ماں پھوپھی روتی ہیں کیونکہ انہیں سمجھاؤں میں آؤ کرتے میں چھپا کر تمہیں لیجاؤں میں	
سر پہ روئے لگا سنے کے یہ بیٹی کا بیان ۱۶ مخہ ادھر لاؤ کہہ دوں مخہ میں تری خشک زبان	اور صدادی کہ پیر صدقے تیرے آخری جہاں آخری پیار ہے بیٹی میں کہاں اور تو کہاں
مرثیہ	نہیں باؤ گی تم اور نہ تمہیں پائیں گے ہم اب قیامت میں گلے تم کو لگائیں گے ہم
	نمبر ۱۲ ۱۰

جب محفل حاکم میں نبی کے حرم آئے	۱	منہ باؤں کو دھچپے ہو یا صلہ الم آئے
لب تشنہ وفاقہ کش و باجشم غم آئے		ہر گام اٹھاتے ہوئے ظلم کو تم آئے
آگے تھارواں تیزہ پہ سر سبط نبی کا		پیچھے تھانٹا قافلہ اولادِ علی کا
سب بیسیاں تھیں وارثوں کے گویا لال	۲	ہاتھوں کو کلیجہ پہ دھرتے چاک گریباں
رخساروں پہ بالوں پہ جمی خاک بیاباں		بیتاب دنوں پر تھا جو غم و حراماں
اصغر کے لئے اشکوں سے منہ دھوتی تھی کوئی		ہشکل پیمبر کے لئے روتی تھی کوئی
مقتع سر زینب پر نہ تھا اور نہ چادر	۳	ہاتھ میں گریبان پھٹا اور کھلا سر
بکھرے ہوئے تھے بال نقاب رخ انور		زرغا تھا سب نگاروں کا اور یکس مضطر
نامحرموں کو دیکھ کے شرماتی تھی زینب		جمع میں کنیزوں کے چھپی جاتی تھی زینب
خسوس لٹے قافلہ کے قافلہ سالار	۴	مردوں میں نقطہ رہ گیا تھا عابد بیمار
اور وہ بھی جگر خستہ و غموم و دل انگار		مان بہنوں کے ہمراہ تھا حاضر سرور بار
جو عرش نشیں تھا وہی خاک نشیں تھا		پرہائے غضب بیٹھے کا اذن نہیں تھا
اس حال میں دربار میں تھا ناب شہید	۵	دم رکھتا تھا اپنے ہوئے تھا طوق گلگیر
جگرے ہوئے ہاتھوں میں رس پاؤں میں زخیر		خاموش کھڑے تھے صفت پیکر تصویر
آنسو غم شبیر میں آنکھوں سے رواں تھے		اور ہائے غضب پشت پہ دروں کے نشان تھے

تھا تختِ حکومت پہ تمکین حاکمِ غدار
۶ لڑی طلا کار یہ ہر ایک عطا سردار
العام کا خواہاں تھا کوئی زر کا طلبگار
۷ کہتا تھا کوئی خوش میں آکر یہ بد اطوار

اکی جیگ و جدل فاطمہ کے لال سے ہم نے
پائی ہے ظفر اب ترے اقبال سے ہم نے

اتنے میں ہوا شمر جفا پیشہ بھی حاضر
۸ کی عرض بیاں کیا ہر کہ سب تجھ پہ ظاہر
میں اک سر مو بھی نہ رہا حکم میں قاصر
منظور جو تھی مجھ کو ہمیشہ تری خاطر

پائی نہ دم ذبح پلا یا شہ دیں کو
امکان میں تھا جتنا ستا یا شہ دیں کو

باز آیا کسی وقت نہ میں جو رجوع سے
۹ کچھ بھی نہ کیا خوف و خطر آلِ عباس سے
سر کاٹ لیا سبطِ پیمبر کا قفا سے
۱۰ تو اس کے عوض میری سپر بھر دے طلا سے

میں نذر میں دیتا ہوں سربسطِ نبی کو
خفیہ کیا ذبح حسینؑ ابنِ علیؑ کو

میں نے ہی کئے ظلم کوستم آلِ نبی پر
۹ میں نے ہی تو ہمیں کو کیا خاک جلا کر
میں نے ہی تولی زینب و کلثومؑ کی چادر
میں نے ہی سکینہ کے لئے کاڑا گویا

عارضہ یہ عیاں میرے طمانچوں کے نشاں ہیں
قطرے ابھی تک خون کے کانور ہو رہاں ہیں

سر شاہ کا دیکھا تو ہوا شاد دستگیر
۱۰ رکھو ادیانِ عالم نے میاں طبق زر
منظور تھی تحقیر سربسطِ پیمبر
۱۱ ہنستا تھا ستمگار چھڑی رکھکے لیوں پر

تھا شغل یہ ہر بار شوقِ ازلی کو
دکھ دیتا تھا زہرا و پیمبر کو علیؑ کو

حاضر تھا وہاں ایک صحابی خوش اطوار
لیتے تھے بنی آدم سے انہیں ہونٹوں کے برابر ۱۱
یہ دیکھ کے کہنے لگا او ظالم غدار
دیتا ہے انہیں ہونٹوں پر تو چوبیس آزار

حیران ہوں میں تجھ کو عداوت ہے یہ کیسی
فرزندِ پیمبر سے شقاوت ہے یہ کیسی ۱۲

کہتا ہوا یہ اُٹھ گیا وہ اہل بصیرت
کہتا ہے میرے سبطِ پیمبر کی حقارت ۱۲
کیا حشر ترا سو گنگا سنگام قیامت
نفرین کے قابل ہوئے کیونکر تری بد

لے آج چلا جاؤنگا میں شہر سے تیرے
ہر ایک کو لازم ہے ڈرے تیرے تیرے

حاکم نے نہ کی کہنے کی اس کے کوئی پردا
ہر ایک نے پہنا ہے جو ملبوس پرانا ۱۳
رخ کر کے اسپروں کی طرف شمر سے اچھا
کیا وجہ ہے اس کی مجھے بتلا مجھے بتلا

لایا ہے کنیزوں کو خوفِ قوتِ جنات کی
یہ شان نہیں آہلِ رسولِ دو جہاں کی ۱۴

اس وقت یہ کی شمر سنگار نے تقریر
ماں ہے علی اکبر کی بیواؤں سے شبیر ۱۴
روتی ہے کلچہ پہ ہر سہا تھا جو دلگیر
وہ خاک پہ بیٹھی ہے جو باجالتِ اخیر

مالِ عون و محمد کی یہ بیٹی ہے علی کی
ہمیشہ ہے یہ سبطِ رسولِ عربی کی ۱۵

شبیر کی بیٹی وہ کھڑی روتی ہے کھڑا
افشاں کے عرضِ خوں سے بھرا چاند سانا تھا
حوشِ کو دلہن بکین کے مہر کی صبح کو ہوا
پوشاکِ عروسی ہوئی زندہ سائے کا جوڑا

کنگنہ کی جگہ دیکھ لے ہاتھوں میں آن ہے
وہ برہنہ سرِ قاسمِ نوشہ کی دلہن ہے ۱۶

کرتی ہے جو بایا کے لئے گریہ وزاری
اور جس کی جبینِ خوں سے رنگیں ہر ساری ۱۶
کا زور سے لہو آج تلک جس کے ہے جاری
نام اُس کا سکینہ ہے یہ ہے باب کی پیاری

شبیہ سے چھٹ کر یہ نصیبت میں پڑی ہے
ہاتھوں سے چھپائے ہوئے منہ اپنا کھڑی ہے

یہ عابد بیمار ہے شبیہ کا فرزند
تو دیکھ اس کی یہ قابل نہیں ہر چند ۱۷
سبقت لے کر وہ گیا باقی یہی دل بند
پر طوق و سلاسل میں کیا ہم سے پابند

غش آتے ہیں ہر بار جسے ضعف سرا ہے
جس کا رس تنگ سے مجروح گلا ہے

حاکم ہوا پھر جانبِ سجاد و مخاطب
ناحق ہوئے شبیہ حکومت کو طالب ۱۸
کہنے لگا اللہ نے مجھ کو کیا غالب
وہ قتل ہوئے تم ہوئے پابند مصائب

سر اپنا جھکائے ہوئے مغموں کھڑے ہو
معلوم ہوا دل میں تو شرمندہ بڑے ہو

یہ سُن کے نہ عابد کو رہاضبط کا یار
ہم نے بخوشی رنج کیا ہے یہ گوارا ۱۶
فرمایا ذرا دل میں تو کر غور خُدا را
کھل جائے گا سب حشر میں تجھ پر ستارا

کی تو نے جو تحقیر یہ ہم آلِ عبا کی
اللہ تجھ سے کا سزا جو روحِ جفا کی

خالق کی جسے ہوتی ہے دنیا میں محبت
محبور نہ تھے رکھتے تھے ہر طرح کی قدرت ۲۰
سر دینارہ حق میں سمجھتا ہے وہ عزت
منظرِ حق با با کو فقط بخششِ امت

کس شوق سے کٹا دیا سہراہِ خدا میں
کس شان سے لٹا دیا گھر حق کی رضا میں

یہ سنسنی ہی حاکم ہوا اس درجہ مکدر حاضر ہوا جلاد تو بولا وہ ستمگر	۲۱	کہنے لگا جلاد کو اے آؤ بلا کر اس قیدی بخوف کا کرتن جہاں
عزت سر دربار نہ کچھ اس نے مری کی ردنید مجھ لازم ہے سزا بے ادبی کی		
سن کر یہ ہر اک بی بی نے فریاد و بکاکی آخر کوئی تھیر بھی بے جرم و خطا کی	۲۲	رو کر کہلذینب نے کدھ بھی ہے جفا کی ہے واسطہ احمد کا دوہائی ہے خدا کی
بیار بھتیجے سے مرے ہاتھ اٹھائے کر اس کے عوض مجھ کو تو قاتل کے حوائے		
کرتی ہوں خوشامد سر دربار خدا را کر ظلم نہ بیکس پر ستمگار خدا را	۲۳	دے آل محمد کو نہ آزار خدا را تو چھوڑ دے سجاد ہے بیمار خدا را
بے بس ہے کوئی حامی و پادرنہیں رکھتے مظلوم ہیں وارث کوئی سر پر نہیں رکھتے		
ہم بیکسوں کے قافلہ کا قافلہ سالار ہے رحم کے قابل یہ اسیر غم و آزار	۲۴	اب نام کو باقی ہے نقطہ اک یہی بیمار قتل اس کا کیا ہو جو خود جان سے بیزار
کیا حشر میں متھ اپنا تو دکھلاے گا ظالم مرے ہوئے کو مار کے کیا پائے گا ظالم		
خاموش ہوئے لائق محزون دل افکار رکھے نہیں اب تاب سماعت کی عزادار	۲۵	اس نظم حکمران کو کسے طول نہ نہار فر دوس میں کرتے ہیں بکا حیدر گزار
مرتبہ		سر پیشتی ہیں فاطمہ زہرا بھی جنناں میں ہیں احمد مختار بھی مصروف نغاں میں
		نمبر ۳۳ ۱۱

دربار میں زیرِ دید کے آتے ہیں بلبلیت
فرطِ حبیب سے فہم ہوئے جاتے ہیں بلبلیت
دل بچھٹ رہا ہے رنجِ یہ باتے ہیں بلبلیت
سرپیٹ کر یہ سب کو سناتے ہیں بلبلیت

اسلام کی یہ شان ہوئی ملکِ شام میں
توزیتِ رسول ہے دربارِ عام میں

کیوں چرخ چھٹ کے گرنے پر ڈھچکے آئے زمین
ایسا ستم زمانے میں دیکھا نہیں کہیں
نانا کا کلیہ گو تو رہے تخت پر کہیں
اور سامنے نواسیاں رسی ہیں ہو بندھتی

محفل ہو جشنِ عام ہو شغلِ شراب ہو
اور سر بر نہ آلِ رسالت مات ہو

استادہ زیرِ تخت ہیں تاجِ وحوشِ سر
اور ظالمِ پلید ہے مسند پہ جلوہ گر
زینِ قبا پہ جسم میں اور سرو پہ تاجِ زر
اور ہے نبی کے لال کا طشتِ طلا میں سر

دیکھا کبھی نہ قیدیوں کو یوں جہان میں
بارہ گلے بندھے ہوئے اک زینان میں

بے وارثے جو آگے حاکم کے سامنے
دی نذر بڑھ کے فتح کی ہر خاص عام نے
اک آہ بھر کے چرخ کو دیکھا امام نے
اہلِ حرم کی قد زہی کی اہلِ شام نے

نزدیکِ تخت لائے برابر کھڑا کیا
زہڑا کی بیٹیوں کو کھلے سر کھڑا کیا

صف بستہ ہو گئے حرمِ شاہِ مشرق میں
اور سامنے سروس پہ نگہ کی بشور و میں
آیا نظر جو طشتِ طلا میں سر حسین
مشکل کشا کی بیٹی کے دل کو رہا نہ حسین

ماتھے پہ ہاتھ رکھ کے بیکاری جواب دو
زینبِ سلام کرتی ہے واری جواب دو

اب تک ہے خونِ اصغر نادان جیسیں پر دیکھو تو آنکھیں کھول کے بھینا کو اک نظر	۶	آلودہ خاک سے ہوا ہے ہے تمہارا سر بازو میدریساں ہو کرے کیا یہ نوحہ گر
بھیا خفانہ ہو کہ اسیر بلا ہوں میں کا ہے سے گرد پاک کردے بے ردا ہوں میں		
دیکھو تو اپنے بچوں کی حالت بہنِ نثار جب نام لے کے آپ کا روتے ہیں گلزار	۷	ہوتے ہیں ظلم ایسے کہ جن کا نہیں شمار بھیا کلیم بھتا ہے ہوتی ہوں بمقام
بے داری بہن کو بلا لو تو خرب ہے یا آپ آکے اُن کو سبھا لو تو خرب ہے		
رو کر کئے جوزینب بیگم نے یہ کلام آئی کئے گلے سے صدائے شبہ انام	۸	طشتِ لہا میں کاپیا سر شاہِ خام آو و نیوالی کہنے کی تجھ پر مسرا سلام
بوجھو نہ گردِ دھون نہ کہو کچھ زبان سے مشرکے دن ملیں گے یو نہیں نانا جان سے		
زینب حسین تم سے بہت شرمسار ہے مشکل میں صبراہل وفا کا شمار ہے	۹	پر کیا کرے غریب کا کیا اختیار ہے بخشش کا عاصیوں کی نہیں پرداد
بھینا تمہارے صبر یہ خود مجھ کو ناز ہے اتھا ہو کہ غرق ہونے کو اب یہ جہاز ہے		
میں نافذائے کشتی اُمت ہوں بے گمان بھینا تمہارے صبر کی چادر ہو بادباں	۱۰	عالم کی بیڑیاں ہوں لے سنگر گراں سائل یہ لائیں ختم ہر طرفان کا استقام
بخشش کا عاصیوں کی یہی استہام ہو یہ تینوں ایک جاہوں تو پورا یہ کلام ہو		

یہ سن کے چٹے ٹکڑے زینب تو اپنا سر بولی کہ شرمسار ہوں میں اے نکو سیر ۱۱	تاکم کے سر پہ پڑ گئی ماں کی اُدھر نظر پورا نہ کر سکی ترا راں یہ فوجہ گر
لیکن رد اکہیں سے جو ناشاد پائے گی پہلے تیری دہن ہی کے سر پہ اڑ پائے گی ۱۲	
اکہڑ کے سر کو دیکھ کے یلغی نے کی فغاں آنکھیں جو بند کیں ہیں سمجھتی ہے نیم جاں ۱۳	اے یہ نامراد پیر ارمان نوجواں بیٹا بڑے ہو صاحب غیرت تاراں
مطلب تمہارا ہے مرے دل پہ کھلا ہوا دربار میں ہے ماں کا مری سر کھلا ہوا ۱۴	
یہ جانتی ہوں صاحب غیرت ہو تم کمال جاد رکھاں سے لائے یہ بیکس کہو تو لال ۱۵	کس سے کہوں بتاؤ جو میری دل کا حال بالغرض مل بھی جائے تو آتا ہے یہ خیال
پڑساں نہیں ہے کوئی شہ مشرقین کا عریاں پڑا ہے دھوپ میں لاشہ حسین کا ۱۶	
دیکھا جو فوق حضرت عباسؑ مہ لقا صد مہ تھا آپ کو یہ سکینہ کی پیاس ۱۷	اکلفتم سر کو پیٹ کے دینے لگیں صدا سقا کی کر کے نہر پہ کٹوا دیا گلا!
اب کیا ہوا بھتیجی سے کیوں بولتے نہیں گردن میں رسیاں ہے بندھی کھولتے نہیں ۱۸	
بولی سکینہ اے مرے غمخوار کیا ہوا کیوں بولتے نہیں ہو علوار کیا ہوا ۱۹	بتلاؤ تو بھتیجی کا وہ پیار کیا ہوا شکر تمہارا کیا ہوا سردار کیا ہوا
سن کر یہ بین ہوتا تھا شور بکا ادھر مصرف جائزہ میں ہوا بیچا ادھر ۲۰	

۱۶	ہنس کر یزید نے کیا عابد سے یہ کلام افسوس میرے حکم سے کر کش رہے امم	بیتلاؤ مٹ گیا کہ نہیں بچتے کاناہم بیعت قبول کر کے بنایا نہ اپنا کام
	بیتلاؤ نام کس کا ہے درویش جہان میں دیکھو تو فرقی آگیا اب کس کی شان میں	
۱۷	عابد نے تب یہ ظالم غدار سے کہا بیعت نہ کی حسین نے جیری مگر بھلا	اس تیری شان پر ہوتا العنت خدا اس کے سوا قصور کوئی اور تو نہ تھا
	بولا بکڑ کے بس یہی سارا فتور تھا بیعت سے انحراف یہ کچھ کم قصور تھا	
۱۸	حاکم سے اور امام سے تھی گفتگو ادھر بس دور کر اٹھا لیا گودی میں نتھاس	اصغر کے سر پہ بازو کی وال پڑ گئی نظر منہ جھک کر ضمیر کا بولی وہ فوج گر
	کیا کہہ رہا ہے ظالم خوار سنتے ہو بیعت کا ذکر کرتا ہے غدار سنتے ہو	
۱۹	بیٹا اگرچہ کہتے کو رکھتے نہیں زباں پر جب خود را یزید سے اتنا تو میری جاں	پر حجت خدا کے پسر ہونٹا رہا کیوں سنگدل ہماری خطا کیا تھی کر بیا
	بیعت نہ کی تھی خیر سر ہر شہ جہاد ہوا تھا کیا قصور قتل جو میرا ردا ہوا	
۲۰	کس قوم کا زمانے میں ایسا شہار ہے بچہ جو بے زبان ہے اور شیر خوار ہے	پانی کا مانگنا بھی خطا میں شمار ہے انصاف سے بتا کہ وہ تعصیر وار ہے
	کیا میں جہاد کرتا تھا فوج کشیر سے چھید ردا جو حرط نے گلا میرا تیر سے	

محفل میں حشر ہو گیا باتو کے بین پر
تھا سنگدل کمال یزید اسین مگر
۲۱ سن کر یہ ذکر اس کا بھی ٹکڑے ہوا جگر
اولاد والے رونے لگے دل سنبھال کر

محو
دل میں کہا اثر ہے بہت اس کلام میں
فتنہ بپا نہ ہو کہیں دربارِ عام میں

سو چاہیہ اور شکر سے بیدین نے کہا
پچھے درے محل کے خرابہ ہو آگ پڑا
۲۲ لیجا کے اس میں قید انہیں کرنے جلد جا
ان قیدیوں کا ابھیال تھا نہیں دوا

مکو
رکھہ انتظام ایسا کہ جائے مفر نہ ہو
پیرا یہ سخت ہو کہ ہوا کا گزرنہ ہو

یہ کہکے خود محل میں گیا دشمن اسام
صادق خدا کے واسطے اپنی زبیاں کو تمام
۲۳ چھٹا ہے اب جگر کہ نہیں ملاقت کلام
نزدان کو ادھر چلیں سیدانیاں تمام

مرثیہ
کحق سے اب دعا کہ یہ مدیہ قبول ہو
لب پر ہمیشہ راحت آل رسول ہو

یزید محسن نے جب فرق شاہ دیں بایا
تمام عورتوں کو اپنے پاس کیو آیا
۱ سر حسین کو باب محل میں لٹکایا
سبوں کو خلعت زریں لعین نے پہنایا

کس نے پوچھا یہ کیا جن لے یزید ہے آج
کہا ہے ہنس کے لعین ہماری عید ہے آج

چکر کے دہن حاکم یہ بیٹی نے پوچھا
یہ کون عید ہے ستلہ بھجے برائے خدا
۲ ہے روز عید بھرم کی روز عاشورا
گلے لگایا اسے اور یہ مسکرا کے کہا

ہمارے واسطے بیٹی یہ عید کا دن ہے
یہ عید قتل حسین شہید کا دن ہے

۳	یسر جری کا تھا اور آپ بھی جری تھا بڑا اسیر ہوئے حرم کے آئے ہیں بخدا	یہ میز سحالم کو قہ نے اُس کو قتل کیا نہ اُن کے پاؤں میں نعلین ہونہ سر پہ
	کوئی شفیق نہیں کوئی غمگسار نہیں جہاں میں اور کوئی ایسا بقرا نہیں	
۴	محل میں بھی جڑ لکھو گی تم بھی قیدیوں کو حشم دکھاؤ انہیں بادشہ کی بیٹی ہو	لباس فاخرہ اور زیور طلا پہنو بڑے گہرنے کی ہیں بی بیال یقین سمجھو
	نہ تخت رکھتے میں ادب نہ تاج رکھتی ہیں یہ شاہ زاد یوں کا سامراج رکھتی ہیں	
۵	ہوا محل سے برآمد یہ کہہ کے وہ غرار کیا زمانہ امیہ نے خوب اپنا سنگھار	ادھر محل میں ہوئی صحبت طرب تیار ہر اک نے زیب کیا زیور و رصع کار
	شروع ہو گئی تقریب تاج گلنے کی تختی سب کو منتظری قیدیوں کے آنے کی	
۶	فیر یہ حضرت زینب کو ہو گئی ناگاہ لڑکے بولی یہ عابد سے بند شیر آلہ	محل میں جانیں گے قیدی وہی بجال تباہ خضر ہوشی دہاں ہند نیت عبداللہ
	الم کی ہر چھیاں سینہ کے پار ہو دیں گی اتھیں تباہ میری آنکھیں چار ہو دیں گی	
۷	ادھر تو دختر زہرا کو تھا غم جاں کا لباس فاخرہ پہنی تھی گو عزیزت و جاہ	ادھر کو سدا کا احوال تھا محل میں تباہ مٹی ہوئی تھی مگر خاک میں وہ عاشق شاہ
	ادعائیں کرتی تھی جو دہیان ہر وہ مت ہوئے الہی آل پیر کی غیر میت ہو دئے	

کمزیں پوچھتی تھیں دھیان اُپکو کیا ہے	وہ کہتی تھی تہ و بالا مرا کلیجہ ہے
کہ شب کو خواب میں نہڑا کوئیں نے دیکھا ہے	۸ کہ سر کھلے ہوئے پارہ نہ وہ دکھیا ہے
فلک کے ہاتھوں گریباں چٹا ہوا دیکھا ہے	۹
کبھی کاخون جبین پر لگا ہوا دیکھا ہے	۱۰
یہ تذکرہ تھا کہ روشن ہوا تمام وہ گھر	۱۱ رسول زادیاں آئیں محل کی دیوڑھی پر
حرم کی بو سے معطر ہوا مکاں یکسر	۱۲ پکاری ہند یہ بے ساختہ کھڑی ہو کر
ادھر ادھر کہیں یاں دختر محمد ہے	۱۳
اس کے در و دریا حوفا طمہ کی آمد ہے	۱۴
کمز اتنے میں اک دوڑ کر خبر لائی	۱۵ کہا کہ بندی ہے حاکم نے ایک بھوانی
تڑپ کے ہند نے یہ بات پس سے فرمائی	۱۶ نہ مانوں میں مجھے خوشبوئے فاطمہ آئی
یہ بے سبب نہیں دل میرا بقرار اب ہے	۱۷
اگرچہ حضرت زہرا نہیں تو زینب ہے	۱۸
یہ کہہ رہی تھی ہوا جلا سیروں کا آنا	۱۹ وہ اُن کے بال کھلے اور وہ اُن کا شرمانا
کسی کو ہند نے اصلاً نہ اُن میں پہچانا	۲۰ کہا کہ لٹ کے تو آئے ہو میں نے یہ مانا
عزیز قیل ہوئے جس جگہ وہ رہے کہاں	۲۱
نسب تمھارا ہے کیا گھر کہاں وطن ہے کہاں	۲۲
کتاب و قبلہ و پیغمبر اپنا بتلاؤ	۲۳ امام عصر ہے اب کون یہ تو فرماؤ
مقدمہ ہے یہ اسلام کا نہ سزاؤ	۲۴ جو کچھ کہ ہوئے مفصل زبان پر لاؤ
علی و فاطمہ کے لائوں کو مانتی ہو	۲۵
کہو حسینؑ کو کو تھا امام جاتی ہو	۲۶

حسینؑ کا جو بیبا نام ہند نے ناگاہ ۱۳ بیکاری ہند کیا کس نے نالہ جہاں کاہ	نکل گئی دل زینب سے خود بخود اکٹہ ۱۳ آؤ تو مرے آگے ذرا اسے لٹک
یہ ہیں اشکِ عزِ اس کلام کے اوپر یہ روئی کیوں مرے آقا کے نام کے اوپر	
بیکاری فضیلتِ حسینؑ کج بھائی کا ہنام ۱۴ وہ بولی سبطِ رسولِ خدا امامِ انام	شہدِ کرب و بلا نہ ہوا جو لشکر کام ۱۴ پہلے اشک کہا فضیلت نہ کر یہ کلام
علیؑ کا لالہ شہِ شرقین ہے بی بی غریبِ دختہ جگر یہ حسینؑ ہے بی بی	
ہیں قیدِ ظلم میں والدِ بے گناہ ہیں ہم ۱۵ یزید کے نہیں قائلِ خدا گواہ ہیں ہم	نسب تو پوچھتی ہے بندہ کہ الہ ہیں ہم ۱۵ محبِ آلِ پیغمبر تو خواہ مخواہ ہیں ہم
کنیزِ خالقِ یکتا کی خادمہ لی ہوں قسم نہ رسولؐ کی ٹونڈی میں فاطمہؑ کی ہوں	
ہمارا قبلہ ہے کعبہ کتاب ہے قرآن ۱۶ امام کو ہے اگر پوچھتی شہِ مرداں	نبیؐ ہمارا ہے دنیا میں احمد ذی شاں ۱۶ خدا کے سامنے کہیں یہ اپنا ہے ایماں
جو کچھ بیان کیا سب یہ طور ہے بی بی مگر امامِ زماں اپنا اور ہے بی بی	
بیکاری ہند کہ پھر شک شک رہا باقی ۱۷ تو کہتی ہے کہ امامِ زماں ہے اور کوئی	امامِ عصرؑ ہے اپنا حسینؑ ابنِ علیؑ ۱۷ خدا کے واسطے بتلا دے جلد بہرِ نبیؐ
یہ میں نے مانا دل و جہاں ستان کو مانتی ہوں تم اس امام کو کو تنہا امام جانتی ہوں	

پکار دی فضا کہ چوتھا امام ہے ابنا	۱۸	وہ جو بی سومان کا نام ہے برائے خدا اسی طریق تپھر روئی دختر نہ ہوا
یہ نوح تھا مجھے برباد کر گئے بھائی	۱۹	میں جیتی بیٹھی ہوں اور آپ مر گئے بھائی
سر اپنا پیٹ کے فضا سے ہند نے پوچھا	۲۰	ارے بتا تو سہی کیا حسین قتل ہوا وہی حسین وہی ہے یہ دختر نہ ہوا !!
جھبی ہے خواب میں نر اکونگے سر دیکھا	۲۱	غضب ہوا شد والا سے چھٹ گئی زینب حسین قتل ہوئے آہ لٹ گئی زینب
پکار دی فضا زباں بند تو اے خوشخو	۲۲	مجال ہے یہ کسی کی جو دے زینب کو حسین قتل ہو عباس جس کا بھائی ہو
ذرا تو غور سے بی بی خوب تم سوچو	۲۳	وہ بی بی قید ہو بلوک میں جاے عبرت ہے بہن حسین کی ہو بے ردا قیامت ہے
پکار دی ہند کہ اچھا نہ حال بیت لاد	۲۴	میں ہاتھ جوڑتی ہوں تھوڑی دیر تم جاؤ کہا کہیروں سے حاکم تلک ذرا جاؤ
کہو زید سے واپس میں جلد کر دوں گی	۲۵	قسم حسین کی اس سر کو میں نہ رکھ لوں گی
یہ ذکر تھا کہ کنیزوں کا ازدحام آیا	۲۶	ہوا یہ غل سر سلطان شہنہ کام آیا پکار دی بند علی موت کا پیام آیا
کنیزوں نے سر سلطان مشرقین رکھا	۲۷	حضور ہند کے لا کر سر حسین رکھا

۲۳	پکاری پیٹ کے سر ہند بنتِ عبد اللہ صدادی مرنے پر اعجاز سے بکالِ تباہ	حسینؑ جو آیا محل میں مثلِ ماہ لو اُو قید یو دیکھو یہ کسی کا سب سے آہ
	یہ دوست اپنی ہے ہرگز نہ چھپاؤ بہن یہ سر ہے بھائی کا زینبؑ میں ہوں بناؤ بہن	
۲۴	قریب ہند کے اگر یہ بات مسترانی چھپاؤں کیا کہ بتاتے ہیں خود مجھے بھائی	صدایہ سنتے ہی اٹھی بتوں کی جانی حسینؑ مر گئے زینبؑ ہے قید میں آئی
۲۵	بے بابی فاطمہؑ کے نورِ عین کا پُرسا میں تجھ کو دیتی ہوں بھائی حسینؑ کا پُرسا	مرثیہ
	انبوہِ خلاق ہوا دروازہ پر ناگاہ سر شرم سے زنجیر پہ عابد نے رکھا آہ	زندان میں مقید ہوئے جس دم حرمِ شاہ بلوہ ہوا اس درجہ کہ سدود ہوئی راہ
	تھا وہ عرقِ شدمِ اسیوں کے بدن میں رد تھا ہر اک عضوِ غمِ شاہِ زمیں میں	
۲	اک ایک تھا پہنچے ہوئے پیرا ہن زینبا ہر سمت کو مظلومی شبیر کا چرچا	سب خورد و کلاں شہر کے مجبور تھے اس جا اک اک نگہ شوق سے مہر و تماشا
	بادوئے یتیمانِ ید اللہؑ بسندھے تھے اور شاہمیوں کے طفلِ دہاں کھیل رہے تھے	
۳	کرتی تھی سکینہؑ وہاں حسرت سے نظائے بابا علیؑ اصغرؑ کو کہاں لے کے سدھائے	مشغول جو تھے کھیل میں اطفالِ وہائے کہتی تھی کہ کیا ہو گئے ہمجولی ہمائے
	سب بچے ہیں یاں کھیل میں اور خندہ زناں ہیں پس کھیلتی تھی جس سے وہ اطفالِ کہاں ہیں	

۱۲	آیا غضب آلودہ وہاں شمر بدایساں اب جاؤ کہ ہوتا ہے مقفل در زنداں	انگاہ نمودار ہوئی شام غریباں اور بولامت شایوں سے بالپ خنداں
۴	ہوئی ربائی نہ کبھی آلِ عبا کی کل دیکھیو پھر سیرا سیراں بلا کی	
۵	گم ہو گیا اک شخص کا فزند قضارا فزند بھی بابا بھی اُسے کہہ کے پکارا	یہ سن کے پریشاں ہوا انبہ وہ سارا چلایا پدر اس کار ہا دل پہ نہ یارا
	وہ طفل لینے جو لگا اپنے پدر سے پیدا ہوئی اک آہ سگینہ کے جگر سے	
۶	اس طفل کو دیکھو تو کہ کیا خوش ہے دلارا اک ہم ہیں کہ ہیں باب کی وفقت میں گرفتارا	بھر بھر کے دم بردیہ کہ بانٹو سے گفتار کیا نام پدر پیار سے لیتا ہے یہ ہر بار
	دل میں جو مرے درد ہے خالق پر عیاں ہے میں کس کو کہوں باب مرا باب کہاں ہے	
۷	اے باب کہاں جس کو کہوں باب میں دکھیا حیران ہوں بابا کے وہ اشفاق ہوئے کیا	بابا مرے ہوتے تو انھیں کہتی میں بابا یوں کوئی پدر بیٹی سے غافل نہیں ہوتا
	اعدائے ہیں قید کیا شام میں لاکر بابا مرے کیوں مجھ کو نہیں ڈھونڈتے آکر	
۸	بس ہائے پدر کہہ کے گئی بار پکار سی جھنجھلا کے کہا شتر نے پھر کرتی ہے زاری	یہ کہہ کے سگینہ پہ جو رقت ہوئی طاری ترپنی جوز میں پر تو زمیں ہل گئی ساری
	اب خوب رولاؤنگا تجھے اب نہ ڈروں گا اب تجھ کو اسیروں سے جدا تید کروں گا	

پھر شمر نے بازوئے سکیئہ کو جو پکڑا ۹
سب قیدیوں میں ایک قیامت ہوئی
کنبہ کی طرف اس نے عجیب یاس سے دیکھا
سجاد کے قدموں پر چلی کر گری دکھیا

یوں لپٹی تھی بھائی سے وہ اس خوف و خطر میں
اک ہاتھ تو گردن میں تھا اک ہاتھ کمر میں

منہ دیکھ کے سجاد کا کہتی تھی وہ رو کر
گرم سے چھٹی زلیست مری ہو جائیگی کیونکر ۱۰
اب آپ مرے رونے کے خامن ہوں
اب روؤں تو جو چاہے کرے شمر ستم گر

بھیا مجھے تو شمر سے اس وقت بچالے ؛
اب روؤں تو کر دیجیو ظالم کے حوالے ؛

اب روتی تو میں روتی نہ اب بونگی زہنار
نواؤ کے اب چھوڑے مجھ کو یہ جفا کار ۱۱
اب روؤں اگر باپ کو اپنے تو گنہگار
بازو مڑا دینے لگا اے عابد بیمار

کس طرح جد کنبہ سے ہوئے گی سکیئہ ؛
تم کھدو حتم کھلے کے نروئے گی سکیئہ ؛

یہ کہتی تھی کھینچا جو ستمگر نے قضا را
تب عابد بیمار نے رو کر یہ پکارا ۱۲
لکرتا تو پھٹا تھا وہ پھٹا اور بھی سارا
۱۲ شریہ بن باپ کی سچی ہے خدا را

؛ غافل تری دہشت سے نہ ہونیگی سکیئہ
اب ایسی ڈری ہے کہ نہ روئیگی سکیئہ ۱۳
مرثیہ
کنبہ ۳۶

قید خانہ میں سکیئہ کو جو لاقی تقدیر
کیوں ہیں لیے خیر آج ہوئی میں اسیر ۱
نورؤ کے کہنے لگی ہے مرے بابا شبیر
آداب میری تمہاری ہے ملاقات اخیر ؛

نصف شب تک بھی یہاں جینا ہے دشوار مرا
دیکھو اب آن کے بس آخری دیدار مرا

تجھ کو ڈر لگتا ہے گھر میں لگا لو چھاتی	۲	اور تار یکے زنداں سے میں ہوں گھبراتی
تن سے ننھی سی مری جلتے نکلی جاتی		دور و چلاتی ہوں لیکن نہیں تم کو پاتی
فرش ہے بیٹھنے کو سر پہ نہ کچھ سایا ہے		واہ کس گھر میں سکیڑنے کو اترا دیا ہے
بند آنکھیں کے نگہ دی ہیں پھوپھی کی ہوں چھپی	۳	دیکھو کیا کوٹھری بدست ہے ملی گود ابھی
خاک پر بیٹھی ہوں روتی ہیں ماں نہیں مری		منہ سے پتو بھی نہیں آکے چھڑاتا کوئی
چہرے سے اپنے مکانوں میں تو سب سوتے ہیں		یاد آتا ہے جو گھر قید میں ہم روتے ہیں
ہاتھ اب ملتی ہو اور ہاتھ نہیں آتے تم	۴	جان جاتی ہے مری اور نہیں آ جاتے تم
کیا خطا میری جو تشریف نہیں لاتے تم		قید یوں تو بھی نہیں قید سے چھڑواتے تم
کس سے ہم دکھ کہتیں بستی ہے شمع کاروں کی		کوئی سنتا نہیں فریاد گستاہ کاروں کی
کون گھر ہے کہ جلتا نہیں جس گھر میں چراغ	۵	یاں تو روشن ہیں اسیروں کے فقط دل بجواغ
دھونڈا کتنا پر تمہارا کہیں پایا نہ سراغ		لے گئے تجھ کو نہ دکھلانے کو فردوس کا باغ
وقت رخصت میں اگر آپ کو پاتی بابا		انگلی پکڑے ہوئے ہمراہ میں آتی بابا
باپ کے غم میں کے یہ جو سکیڑنے نے بیاں	۶	لے کے پھر گود میں بہلانے لگے خرد و کلاں
صدتے ہوتی تھی کوئی اور کوئی اس پر قرباں		دور و کہتی تھی جنودہ ہائے مرے بابا جاں
غم سے سینہ میں مری جان سنہلنے کی نہیں		تم نہ آئے تو کسی طور بہسلنے کی نہیں

پاس ان کے مجھے معبود جہاں ہیں بابا	۷	کھتی تھی بانو سے درد کے کہاں ہیں بابا
کیوں مری آنکھوں سے اس وقت بہاؤں بابا		میرے آرام ہیں بابا مری جاں ہیں بابا
کیوں سکیٹے سے جدا ہونے کی تدبیر ہرئی		کیا گنت مجھ سے ہوا کونسی تقصیر ہوئی
میرے آنکھوں کے تلے پھرتا ہے ان کا نقشہ	۸	منہ کو آتا ہے جلا غم سے کلیجہ میسرا
کس لے ہو گئے بابا مری صورت سے خفا		اجرا مجھ سے تو نام کہو تم بہر خدا
کچھ کیا شکوہ نہ تھی تشنہ دہانی کے سوا		میں نے کچھ مانگا نہ تھا بابا سے پانی کے سوا
آتے ہوئیں گے کوئی دم میں شہِ تشنہ دہی	۹	بانو پہلانے لگی اس کو یہ کہہ کہہ کے سخی
کس لے کرتی ہو درد کے فغان و شون		پانی کیس لے لے ساتھ جو دین گے دشمن
صدتے ماں ہو گئی بابا ترے آؤے جب تک		لوری دوں میں میری گود میں تو سوجا جب تک
اور تھپک کر لگی کہنے وہ نصیبوں پھوٹی	۱۰	بانو گودی میں لٹا کر لگی دیتے لوری
سومری تشنہ جگر سوجا مری بھوکی پیاسی		سومری لاڈلی سوجا میری قیدی بچی
سورہ لے وقت شبیر میں رونے والی		سورے شاہ کی آغوش کی سولے والی
سو گئی خواب میں بابا کی نظر شکل پر ہی	۱۱	تھی جو جاگی ہوئی وہ بچی کئی راتوں کی
شنہ نے گودی میں اٹھلایا تو یہی کہنے لگی		دیکھتے ہی وہ انھیں خواب میں تدموں پر گری
چین ہی میرے پڑا آپ کو کیوں کر بابا		صدفے میں اور مری جاں بھی تم پر بابا

خوب پانی مری خاطر گئے لینے گھر سے
شام نے چوم کے لب چھاتی سے لپٹا کر لے
۱۲ مجھ پہ کیا کیا ہوا اس عرصہ میں اور تم نہ بچرے
کہا لے جان مری تجھ پر یہ بابا صدف

جو ستم مجھ پہ ہوا کیا اُسے نفی سر کروں
تو ہی دیکر ہے اب کیا تجھے دیکر کروں

ایسی کچھ بن گئی مجھ پر کہ نہ آیا تجھ پاس
دیکھ منہ باپ کا وہ کہنے لگی با صدف پاس
۱۳ اب جدا تجھ سے نہیں ہو سیکا تو ہونہ ادا اس
اچھے کپڑوں سے آتی ہے مجھے خون کی باس

خون سے پیشانی کے بھر جانے کا باعث کیا ہے
سُرخ خط حلق پہ بابا ترے یہ کیا ہے

پٹی کیوں باندھی گلے پر ہے بابا جاں
لعل لب زخمی ہیں پر خون ہیں سبکے زنداں
۱۴ زلفیں اور کپڑے ہوئے خون میں کینو غلط
کہیں تیروں کا نشان ہے کہیں خنجر کا نشان

خون میں تکتے ہیں سرتابہ قدم کس نے کیا
کون بے رحم تھا ایسا یہ ستم جس نے کیا
۱۵

مرثیہ

جس دم اسیرِ عزت مشکل کُشا ہوئی
جنت سے آمد آدِ خیرِ انسا رہوئی
۱ زنداں میں بیکار سکیٹہ سوا ہوئی
لیکر بلائیں لپوتی کی زہرا خدا ہوئی

بنتِ حسین ہائے پد کہہ کے روتی تھی
روحِ بتول ہائے پسر کہہ کے روتی تھی

لیکن کسی طرح نہ سکیٹہ کو تھا قرار
بی بی کہو تو ایسے ہیں ہم کیا قصور وار
۲ کہتی تھی ہاتھ باندھ کے زینب سے بار بار
زنداں میں جو اسیر ہیں مثل گناہ گار

سب اپنے اپنے گھر میں ہیں ہم قید خانے میں
بے گھر ہیں آج آلِ پمیسہ زمانے میں

صدقہ گئی بتاؤ کہاں ہیں مرے پدر	۳	اُمیں پدر تو جائے سکینہ بھی اپنے گھر
دنیا میں باپ دلے ہیں جو دختر و پسر		کرتے ہیں کس مزے سے حیات اپنی وہ لبر
لی کر گئے باپ کے سب بچے ہنستے ہیں		اک ہم ہیں دیکھنے کو پدر کے ترستے ہیں
ارمان مرے دل میں بھڑے ہیں ہزار ہا	۴	پر آہ کیا کروں کہ پدر ہی نہیں مرا
زینب یہ بولی تیری غریبی کی میں ندا		واری نہ روؤ آتے ہیں سلطانِ کربلا
کچھ حادثہ پڑا ہے شہ کائنات پر		تیرے چچا کو ڈھونڈتے ہوئے فرات پر
القہر گزرے تین شب روز یونہی آہ	۵	سوئی نہ روز و شب میں کوئی دم وہ بنتِ شاہ
تھا چوتھی شب کے حال سکینہ بہت تباہ		آخر کہا پھوپھی نے تجھے صبر دے ادا
قربان جاؤں بس کرو موقوف رونے کو		لو ہم کہانی کہتے ہیں بی بی کے سونے کو
یہ سن کے آئی پاس سکینہ جسکے نگار	۶	آغوش میں لٹا کے پھپی بولی میں نثار
سن لو سکینہ یہ فسانہ بھی یادگار		یرشب میں بادشاہ تھا اک صاحبِ قمار
دنیا سے تھا نہ کام فقط حق سے کام تھا		بیکس حسین ابن علیؑ اس کا نام تھا
دوہمیں اُحمرین کی تھیں بیکس و غریب	۷	کلتوم ایک دوسری زینب بکا نصیب
بولی سکینہ واہ یہ قلعہ تو ہے عجیب		بس اک حسین میرا پدر حق کل ہے حبیب
بتلاؤ لے پھپی کے نہیں مجھ کو حسین ہے		کیا اور بھی جہان میں کوئی حسین ہے

اس بادشاہ کی بہنوں کے لیتے ہو تم جو نام	۸	یہ نام دونوں میں میری پھیپوں کے لاکھ
زینب نے ہاتھ سے لیا اس وقت دل کھتا		بولی کہ ان غریبوں کے ناموں سے کیا ہوا
قربان جاؤں تم رہو سونے کے دہیان میں		اک نام کے بشر ہیں ہزاروں جہان میں
اس بادشاہ کی بیٹیاں تھیں تیں گلزار	۹	کبرا سکینہ فاطمہ صغرا جگر نگار
بولی سکینہ ٹھیر دھوپ کی تم پر میں نشا		ان شاہزادیوں کا کرد و حال آشکار
کیا باپ سے مرض میں یہ صغرا حبس ہوئی		بن کر عروس بیوہ یہ کبرا بھی کیس ہوئی
بتلاؤ اس سکینہ کی تقدیر کا بھی حال	۱۰	کیا شمر کے طمانچوں سے اس کا بھی منہ ہے لال
فرماؤ یہ سکینہ ہے کچھ صاحب جلال		یا میری طرح قید رسن میں ہے جو تھے سال
صدقے گئی کہو یہ سکینہ امیر سے		یا میری طرح یہ بھی یتیم واسیر ہے
زینب خوش رہ گئی سن سن کے یہ سوال	۱۱	بولی کہ اب میں کہتی ہوں بیٹوں اس کے حال
زین العباد اکبر و صغرا تھے تیں لال		اس نے کہا میں یہ تو موئے بھائی خوشحال
یہ اکبر عزیز جو فرزند شاہ تھا		کیا بھی ہم شبیہ رسالت پناہ تھا
کیا اسکے بھی جگر میں لگانینہ تھا	۱۲	کیا تیر ظلم کہا کے یہ صغرا بھی مر گیا
پہنے ہوئے ہے طوق یہ زین العبا بھی کیا		کیا منزلوں میں پھرتا ہے یہ بھی پیادہ پا
کیا مارض میں اس کو بھی ظلم ستاتے ہیں		کیا ننگے پاؤں کانٹوں پر اعدا پھرتے ہیں

رو کر جواب دختر زہرا نے یہ دیا	۱۳	اُن کے بھی جو نصیب میں لکھا تھا وہ ہوا
القصۃ بی بی وہ جو امیر حبیب ز تھا		اُس کے امیر شام نے لکھے خط دغا
رہنے دیا نہ اُس کو فلک نے مدینے میں		بچوں کو ملے کے نکلا رجب کے مہینے میں
آخر کو کر بلا میں جو پہنچا وہ بادشاہ	۱۴	گر داس کے آن کر ہوئی کفار کی سپاہ
اک دوپہر میں گھر کا گھر اس کا ہوا تباہ		لشکر کو مارا بی بیوں کو لوٹا سب گناہ
اب اس کے ننھے ننھے پسردستگیر ہیں		وہ بے کفن ہیں اور حرم بھی اسیر ہیں
یہ کہنے پہنچنے لگی زہرا کی نور عین	۱۵	منہ ڈھانپ ڈھانپ کر کے سیدائیں ہیں
کہنے لگی پھر سے سیکنے لبشور و شیشی		واللہ اب یقین ہوا اے خواہر حسین
۴۸		۴۸
۴۸		۴۸
چرخ زبرجدی کی دورنگی کہوں میں کیا	۱	بازار شام کا کجا آں نبی کجا
زینت طراز قصر کتبہ یزید کا		اور در بدر ہے عزت سلطان دوسرا
ناپاکوں کے لئے وہاں لمبوسِ پاک ہے		یاں بنتِ بو تراب کے چہرہ پر خاک ہے
آئینہ دیکھ دیکھ کے واں شاد ہیں تمام	۲	جراں یہاں ہے آلِ رسولِ فلک مقام
سرمد لگا رہی ہیں وہاں سب زنانِ شام		آنسو بہا رہی ہے یہاں عزتِ امام
واں زیر لب مہنسی ہے ہر اک خوش لباس کے		یاں ہونٹ خشک ہوئے ہیں ماے پیاس کے

پاؤں میں پاؤں ہیں بازو میں زور تن	۳	یاں بیڑیاں ہیں پاؤں میں ہاتھ میں رکن یاں بال کھولے روئی ہے اک مات کی دھن
واں رقصِ نغمہ اور دنوں سے دوچند ہے		اور یاں صدائے ہائے حنینا بلند ہے
واں تھر تھر جھٹن امیرانہ تھا بس	۴	یاں پیشِ حاکم آئے اسیرانِ کربلا پر ظالمِ یزید بڑی دیر تک ہنسنا
زینب سے بولا گلشنِ ایماں قلم ہوا		تجھ کو بھی کچھ حسنین کے مرنے کا غم ہوا
آنکھوں میں آنسو بھر کے پکاریں بے ردا	۵	میں کیا جواب دوں تجھ اس بات کا بھلا کیا خوب پڑسا بھائی کا تو نے مجھے دیا
باتوں سے چاک کرتا ہے کیوں تو جگر مرا		خجور سے ایک دفعہ اتروالے سر مرا
یہ کہہ کے اس پلید سے زینب نے رو دیا	۶	سجود بولے چپ رہو کیا بس غریبوں کا لیکن یزید خوفِ خدا سے نہ کچھ ڈرا
کہنے لگا کہ عیش ہمارے دوچند ہوں		مشکل کشا کی بنیاں زنداں میں بند ہوں
سوئے خرابہ آئے اسیرانِ محترم	۷	اتھ کر محلِ مرا میں گیا دشمنِ حرم سرگرم خوابِ عیش ہوا بانیِ ستم
کیا قہر ہے یزید بہ آرام سوتا تھا		کنبہ نبی کا خانہ زنداں میں روتا تھا

جھکی ہلک جو ہند کی دیکھا میانِ خواب اک قدی بزرگ ہے یوں کر رہا خطاب	۸	اُترے ہیں آسمان سے فرشتے پنداب اے ہند بھاگ پہلوئے ظالم سے اٹھ شتاب
رونا کیا قبولِ علیؑ و بتوں کا کٹا ہے اس لعین نے کلیجہٴ رسولؐ کا		
اٹھ بیٹھ ہند دیکھ کے یہ غم کا ماجرا یہ ظلم جو رآہ پئے آلِ مصطفیٰؐ	۹	بولی فلک کی سمت کہ کیوں چرخ کنج ادا یہ کہہ کے پھر وہ خالقِ اکبرؑ سے کی دعا
یارب تو ٹھنڈا رکھیو کلیجہٴ بتوں کا روشن ہے چراغِ مبارکِ رسولؐ کا		
فرما کے یا علیؑ اٹھی پھر وہ فلکِ مقام ہو خیر و عافیت سے وطن میں مرا امام	۱۰	بعد از نماز بولی کہ اے ربِّ ذوالکرام پھر کشتیاں طلب کیں بعدِ عز و احتشام
بے چین تھا جودلِ شہِ مضطر کے واسطے تجھے لگائے آلِ ہمیشہ کے واسطے		
مولا کے واسطے خیز مہری کی اک عبّا خلعت برائے قاسم و اکبر اجدادِ جدا	۱۱	دستِ تنے بہرِ حضرتِ عباسؑ با و فا اور شاہزادیوں کے لئے زیورِ دروا
سلبِ گہر سکنہٴ مضطر کے واسطے سونے کی ہندیاں علیٰ اصغرؑ کے واسطے		
لدو کے قاطروں پہ سب اسبابِ بیکار ناگہر کہا کسی نے کہ اے آسمان و قار	۱۲	لکھنے لگی عریضہ پئے شاہِ نامدار آئے ہیں کچھ اسیر کہیں سے بجال زار
پر غل پڑا ہوا ہے یہی شہرِ شام میں گھران کا ہے مدینہٴ خمرِ الانام میں		

یہ سن لے آئی پیش یزید جفا شعار	۱۳	لیکر رضا چلی سوسے زنداں بحالی زار
شامانہ سب جلوس تھا ہمراہ بعد وقار		پروائے کینہ جونی گردون سبے مدد
یاں ہند پتھی شان امیری برس رہی		زینب وہاں تھی ایک ردا کو ترس رہی
پہنچی غرض کہ تادرزنداں وہ باوقار		بڑھ بڑھ کے لوندلیوں نے ایریں کودی صدا
ہاں ہاتھ باندھ کر ہو کھڑے سب جدا جدا	۱۴	بولی یہ ہند لوندلیوں سے بکت رہی ہو کیا
آداب و پاس ان کا مقدم ہے دہریں		یہ لوگ رہتے ہیں سرے آقا کے شہریں
یہ کہہ کے قیدیوں کو پکاری دہ خوشحال	۱۵	تکلیف کھینچنے پلہ دیت ذوالجبال
بہر سلام اٹھو گی تو ہو گا مجھے ملال		ہے مجھے خود آپ سے اس بات کا خیال
محبوس علم ہیں آب نہیں اور غذا نہیں		کیونکر ہوں آنکھیں چار کہ سر پر غذا نہیں
مطلب کے مطالبے سے یا لے کے کام کیا	۱۶	تو بن ملک کرے نہ مصیبت میں مبتلا
باشندے تم مدینے کے ہو میں نے ہے سنا		گر سچ ہے تو کہو خبر سرور ہدا
ان روزوں حال مروت و دلگسی کیا ہے		لوگو مزاج حضرت شیر کیا ہے
سب تو ہے خوش پر زینب نے دی صدا	۱۷	دیت ہوئی کہ ہم سے ہمارا وطن چھٹا
معلوم کچھ نہیں خبر سرور ہدا		ہم بھی حسین ہی کے لے کرتے ہیں بکا
آنسو رواں ہیں فرقت شاہ انام میں		دھی ہے لگا حسین علیہ السلام میں

رو کر پکاری ہند کہ تم کون ہو بستاؤ بس بس خدا کی واسطے آئسو نہ اب بہاؤ	۱۸	افسانہ اپنے غم کا مفصل مجھے سناؤ سرتو اٹھاؤ روئے مبارک مجھے دکھاؤ
وہ بولی غم دیلے ہے فلک کی ستائی کو شوہر نے تیرے ذبح کیا میرے بھائی کو		
ایسی غویبی سے کیا زینبت نے یہ بیاں بولی کہ اب بختا طر سلطان دو جہاں	۱۹	بے اختیار ہمت کے آئسو ہوئے رواں میں قید سے چھڑاتی ہوں تم کو بے روال
پر درمیاں دو جو مشرقین کو پہنچا دو میرا ہدیہ جناب حسینؑ کو		
منگو کے پھر وہ کشتیاں بولی بعد کا قام کا جامہ یہ ہے اکبر کی ہے عبا	۲۰	دستانے دو ہیں یہ پے عباسؑ بادشاہ کلثوم کی یہ مثال یہ زینبت کی ہے ردا
ہے اک عبا یہ قابل امام مدینہ کے اصغر کے ہیں یہ طوق یہ گوہر سکینہ کے		
چب ہند نے یہ نام لے سب جدا جدا اے ہند بس لکچر ہے اب منہ کو آ رہا	۲۱	زینبت سے ضبط ہونے سکار کے یہ کہا تحفہ کے لینے والوں نے دنیا سے کی قضا
بے جاں پڑا ہے خاک پہ لشکر امام کا سُرکٹ گیا حسینؑ علیہ السلام کا		
بے دست ہیں فرات پر عباسؑ نامدار گھوڑوں کی ٹاپوں سے تین قائم ہوا نگار		
زینبت کا حال ہو گیا یہ اس زمانے میں بھائی تو کر بلا میں بہن قید خانے میں		

یہ سن کے کانپنے لگی وہ عاشقِ خدا	۲۳	بولی کہ تو بہ تو بہ یہ کیا آپ نے کہا بولی اے اٹھا کے یہ وہ یک و پار سا
دیکھو تو اس پہ ہاتھ کہ بہو کی ہوں پیاسی ہوں		زینبؑ میں ہی رسولِ خدا کی نوراسی ہوں ؛
اے بی بی میں تو خود بہتیں کرتی تھی اب رہا	۲۴	آلِ نبیؐ بتانے سے کیا فائدہ بھلا منہ کے کر بلا کی طرف کو یہ دی صدا
صدیقہ ہوں یہ بات مری مانتی نہیں ؛		بھیا تری بہن یہ مجھے جانتی نہیں ؛
جب دخترِ امیر عرب نے کئے یہ بین	۲۵	دیوار پر خرابہ کی آیا حسینؑ آلِ نبیؐ کے بخت میں لکھا ہے شور و شین
گردن کٹی ہے فاطمہؑ کے نور عین کی		ہاں ہاں یہی غریب بہن ہے حسینؑ کی
مرثیہ نمبر ۲۹		
جب سنی ہند کے آنے کی خبر زینبؑ نے	۱	یاس کی سوجے افلاک نظر زینبؑ نے کہا ایک ایک سے بلویدہ تر زینبؑ نے ؛
خاک لے کر مرے چہرہ پہ لگا دو لوگو		ہند آتی ہے کہیں مجھ کو چھپاؤ لوگو
اب نہ وارث ہے کوئی سر پہ نہ کوئی والی	۲	ہو گیا فاطمہؑ زہراؑ کا بھڑا گھر خالی اقدار اس کو ہے ادیاں ہے پریشاں خالی
آئیگی آج یہاں ہند تو دلست ہوگی		نام لونگی تو بزرگوں کی حقارت ہوگی ؛

کتنا چاہا تھا کہ مر جاؤں پر آئی نہ اجل
۳ نام رہتا کہ بہن مر گئی بھائی کے بدل
سخت جاندے ہوا عزت زینب میں خلل

کچھ بن آتی نہیں جس دم ہے مقدر پھرتا
میں اگر مرتی تو پھر کون کھلے سر پھرتا

کون پھر دیکھتا کتنے ہوئے بھائی کا کلام
۴ کس کے سر پر سے ردا پھینتے آکر اعدا
باندھا جاتا رہن ظلم سے باز کس کا
کھینچ کر اونٹ پہ بٹھلاتے کسے اہل جفا

اب وہ آئیگی تو پھینے کو کدھر جاؤنگی
ہند اس حال سے دیکھیگی تو مر جاؤنگی

وہ تو ہے تخت نشین اور میں ہوں خاک نشین
۵ پردہ رہ جائے جو ہو جاؤں میں یونہی
اس خرابی میں تو لوگو کوئی حجرہ بھی نہیں
کیا کروں ہائے کہاں جا کے چھپوں میں غمیں

اے اجل آکے نہ رسوائے جہاں ہو زینب
۶ لے زمین تھوڑی سی جائے کہ نہا ہو زینب

یہ جو شہ ہند کے آنے کا سکیئے نے سنا
۷ ماں کے پاس آکے یہ کہنے لگی گھبرا گھبرا
اماں بتاؤ تو دروازہ پہ غل ہے کیا
کیا ہمیں ٹوٹنے کو آتے ہیں پھر اہل جفا

پھر ستائیں نہ کہیں آن کے اعدا مجھ کو
۸ مار بیٹھے نہ کہیں شہر طمانچہ مجھ کو

ابھی اماں مجھ گودی میں اٹھا لو جلدی
۹ دل دھڑکتا ہے کیجے سے لگا لو جلدی
شر دیکھے نہ کہیں مجھ کو پھیا لو جلدی
بھائی سجاد کو پاس اپنے بلا لو جلدی

کچھ اسیروں پر غصہ حاکم بے پیر نہ ہو
قتل کی عابد بیمار کے تدبیر نہ ہو

روکے کہنے لگی بانو نہ ڈرو اے پیاری	اب بھلا کیا ہے جسے تو میں گے اگر بھاری
۸	سر کو نہ ہیوڑا کے مرے پہلو میں بیٹھو واری
قید خانے میں وہ آتی ہے امیروں کی طرح	اور ہم خاک پر بیٹھے ہیں فقیروں کی طرح
ایک دن وہ تھا کہ زہرا نے بنایا تھا دلہن	خواب میں دیکھا تھا دیدار شہنشاہِ زمین
۹	میں ہوں محتاجِ ردا اور وہ محتاجِ کفن
دیکھوں کیا ذلتیں قسمت مجھے دکھلاتی ہے	خاک میں مل گئی جب ملے کو ہند آئی ہے
سنتی ہوں عقد میں تھی وہ بھی شدہ والا	مجھ کو پوچھے تو بتانا نہ کہیں گھبرا کے
۱۰	بیٹھو قربان گئی زانو پہ سر نہ ہیوڑا کے
بابِ حضرت کو نہ سجاؤ کو بھائی کہنا	ماں نہ کہنا مجھے صدقہ گئی دائی کہنا
سر کو نہ ہیوڑا کے وہ کہنے لگی اچھا اماں	نہیں کہنے کی میں کچھ اپنی تباہی کا بیاں
۱۱	ہند آئے تو میں پوچھوں ہیں کہاں شاہِ ہماں
گھر میں حاکم کے پتہ بابا کا جو پاؤں گئی	انگلی پکڑے ہوئے ساتھ اس کے چلی جاؤنگی
ذکر یہ تھا کہ ہوئی ہند کی آمد اک بار	روشنی آگے تھی اور پیچھے کینڑوں کی قطار
۱۲	اور تھی غرقِ جواہرہ بعد عزت و وقار
واں بہ سا ماں تھا اسیروں کے دکھانے کیلئے	یاں روایں بھی نہ تھیں منہ کے چھپانے کے لئے

جہنم ہند نے دروازہ زنداں میں رکھا سرخ کر دکھ کر چائیں حضور ایک ذرا	۱۳	تب نگہبانوں نے گہر کے خواصوں سے کہا اک جواں ہے اسی زنداں میں مجبوس بلا
یا تو بیمار کی آنکھوں کو ذرا بست کر دیں یا ہم آکر کسی حجرہ میں جدا بست کر دیں		
ہند ٹھہری تو یہ اگر کسی عورت نے کہا نہ پرستاسے کوئی نہ دواسے نہ غذا	۱۴	دیکھ آئی ہوں میں بیمار ہے اک لڑکا سا فاتہ کش بیکیں و مظلوم گرفتار بلا
کھل سکتا ہے ذآنکھیں نہ اٹھا جاتا ہے آہ آتی ہے جوب تک تو غش آ جاتا ہے		
زرد رخسار میں رہنے سے آنکھوں پر عدم اور نہ نوکی طرح گردن پر نور سے خم	۱۵	ضعف آیا ہے کہ سینہ میں ساتا نہیں دم پند لیاں سو جھی ہیں مجروح ہیں کانٹوں سے دم
رخ روشن سے عیاں بے پردی ہوتی ہے پشت کے نیل دکھاتا ہے تو ماں بدیتی ہے		
ہند کے دل پہ یہ سنتے ہی کیا غم نے اثر اللہ اللہ زمانے میں ہیں ایسے بھی بشر	۱۶	کہا بتلاؤ گی وہ خاصہ ماری ہے کہ ہھر ہائے اس حال کی پہلے سے نہ کی مجھ کو خبر
خود دوا اپنے دوا خانہ سے بھجواتی ہیں روز دو وقت عیادت کے لئے آتی ہیں		
ہندیہ کہہ کے بڑھی آگے تو دیکھا یہ حال بال ہیں سر کے بڑھے ضعف ہے چہرہ پہ کمال	۱۷	خاک پر ایک جواں بیٹا ہے خوشیہ جمال طوق کے بوجھ سے گردن کا اٹھانا ہے محال
ٹکے ٹکے تن پر نور میں ایک جامہ ہے نہ روادوش پہ نے فرق پہ عمامہ ہے		

سائے ہند گئی اور کیا جھک کے سلام ترکِ آداب ہے ہر چیز پر مبتلائیے نام	۱۸	جو ذکر ہاتھ یہ کی عرض کہ لے عرش مقام کہا مولائے مظلوم و غریب و ناکام
قید ہوں ظلم رسیدہ بھی ہوں نادار بھی ہوں اس لئے قافلہ کا قافلہ سالار بھی ہوں		
ہوئی وہ کونسی لبتی ہے جہاں تھا مسکن باپ کو پوچھا تو بولے شہرے گور و کھن	۱۹	روکے فرمایا غریب الوطنی اب ہے وطن کہا ہندو رہے کوئی تو کہا طوق و رسن
دل کے جلنے کا سبب داغِ پدر بستلایا اس نے یو بھی جو غذا خونِ جگر بستلایا		
من کے یہ ابرالم ہند کے دل پر چھایا سرجھکائے ہوئے اک ایک کو دوتا پایا	۲۰	گئی بیواؤں کے قریں تو اسے رونا آیا ہاتھ ل کے خواصوں سے یہ سرمایا
ایسی تہزادلوں کی ہائے یہ تو قیاس ہیں کس کے ماتم کے مرتع کی یہ تصویریں ہیں		
بازوؤں پر دین ظلم کے ہیں ہائے نشان ہونٹ سوکھے ہوئے ہیں چہرہ پر غریبہ بیان	۲۱	اشک آنکھوں سے رواں خون ہے ہاتھ سے چپ ہیں تصویر سے گھیا کہ نہیں منہ میں زبان
آہیں کیوں کر نہ بھریں گودیاں بھی خالی ہیں وطن آوارہ ہیں بے وارث ہیں ولے والی ہیں		
اتنے میں جا پڑی اُس کی بُخِ زینبِ پناہ گو کہ یہ خاک پر بیٹھے ہیں بہ احوال تباہ	۲۲	منہ سے بے ساختہ نکلا کہ نہ عزت و جا پر عجب نور عجب شان ہے اللہ اللہ
غیر زہرا یہ کسی بی بی کا رتبہ کب ہے میں مستم کھاتی ہوں یا فاطمہ یا زینب ہے		

۲۳	تھایہ نزدیک کہے پیٹ کے ہے ہے بھائی اڑ گیا رنگ گمراہ نہ لب پر لائی	۲۳	نہن کے یہ ہو گئی بیتاب علیٰ کی جانی مردنی سی رخ بالوئے حویں پر چھپائی
	پر دل زار نے سینہ میں نہ آرام لیا اک بیک ہائے پسر کہے جگر تھام لیا		
۲۲	منہ کو نکلتی تھی مگر تھا اسے حیرت کا مقام ہو گیا صاف یقین ہے یہی ہمیشہ امام	۲۲	جب کئی بار کیا ہند نے زینب سے کلام شان زہرا کی عیاں تھی جو مرا پاتے نام
	بولی صدقے تو مجھے ہونے دوست بان گئی بس نہیں حضرت زینب ہو میں پہچان گئی		
۲۵	دختر حیدر گزار کہاں اور میں کہیں اس کے بازو پہ کبھی دیکھے تھے رمی کے نشان	۲۵	کہا زینب نے کہ ہند یہ بیجا ہے گاں ہوں میں جس حال سے زینب کی تھی یہ شوکت نشان
	کبھی زنداں میں کہنے مر بھی اسے دیکھا تھا کبھی بے مقنع و چادر بھی اسے دیکھا تھا		
۲۶	بیٹی محتاج دعا باب دو عالم کا امیر قید کیونکر وہ ہوئی قتل ہوئے کیا شیر	۲۶	دختر فاطمہ اور شام کے زنداں میں امیر کیا عمر کی نواسی کی یہی ہے توقیر
	رتبہ میں دست زہرا کے برابر گب ہوں گر حسین اٹھ گئے دنیا سے تو میں زینب ہوں		
۲۷	بی بیال اٹھ کے لگیں سینہ و سر سیلے سب کون پہچانے نہیں ہو گئیں بن بھائی کی اب	۲۷	کہہ کہ یہ عیش ہوئی وہ دست سلطنت فضہ چلائی کہ ہے مری بجس زینب
	قتل شیر کا احوال سنایا نہ گیا قید میں نام بھی غیر سے بتایا نہ گیا		

ہند بونی ہوئی معلوم حقیقت ساری میں تو کہتی تھی کہ زینب ہے ہی دکھیا ری	۲۸	اے غضب لٹ گئی دہراؤ علی کی پیاری اے لوگو کہو کیا ظلم ہوا اکب ساری
کس نے بے جرم شہ جن و بشر کو مارا کس نے خاتون قیامت کے سپر کو مارا		
تب کہا ہند سے زینب نے بعد آہ و فغاں سر تو فہروں میں پھرایا گیا بالائے سناں	۲۹	اے رفاطمہ نے چیں ابھی پایا ہے کہاں دھوپ میں جلتی ہے واں لاشِ امام دو جہاں
کون بیکس کی ہے سیت کا اٹھانے والا طوق و زنجیر میں ہے قبر بنانے والا		مرثیہ نمبر ۵۰
زندان کے طرف ہند کے آنے کی خبر ہے چلائی ہے مقتل شہ والا کدھر ہے	۱	زینب کا یہ عالم ہے کہ منداشکوں سے تھے جاؤنگی جہاں لاش شہ جن و بشر سے
ہند آتی ہے زنداں میں کدھر جاؤں میں لوگو ذلت سے بھج کر ابھی مرحب آؤں میں لوگو		
سرننگے یہ سب ہیں انھیں کس طرح چھپاؤں اللہ میں کس طرح مرے بھائی کو پاؤں	۲	فوراً جزم میں شق ہو تو واللہ سہاؤں بھائی کو جو وہ پوچھتے تو کیا اس کو بتاؤں
افسوس شہ کرب و بلائی نہیں ہے ہے باقی ہے بہن رونے کو بھائی نہیں ہے ہے		
یہ ذکر تھا جو شور یہ اٹھا کہ خسروار اے قید یو اٹھو پئے تعظیم سب اکبار	۳	لٹنے کے لئے آتی ہے یاں ہند خوش اطوار بیجا نہ کس طرح کی ہوئے کہیں گفتار
کیوں روتی ہو تشریف یہاں لاتی ہیں بی بی زنداں سے چھڑانے کو تمہیں آتی ہیں بی بی		

۴	اور شور ہوا درپہ کہ لو آئی سوار ی پھنے ہوئے تھیں زیور و پوشاک بھی بھاری	سُن کر یہاں بیوؤں کے اُنسو ہوتے جاری تھیں شعلیں ہاتھوں میں لے لوئیاں سا کی
	کیوں چرخِ یہِ سامان ہوں ناموسِ شقی کے تحتاج ہو چاد کو حرمِ ابنِ علیؑ کے	
۵	دیکھا در زنداں پہ ہے اک صاحبِ آزار بس بیٹھ گئی آگے سر ہانے وہ دل انگار	القصد کے داخل ہوئی زنداں میں وہ کہا علیٰ نقی اس کی ہر اک بات سے اظہار
	دو کر کہا حد بھی ہے کچھ اس ظلم و ستم کی دم توڑنے میں اس کے ہے مہلت کوئی دم کی	
۶	کیا ظلم ہے لوگو یہ محمدؐ کی دوہائی آزار کی شدت سے ہے جا ہونٹوٹ آئی	اس شخص کو بے دینوں نے زنجیر پہنائی نے ماں نے بہن سر پہ نہ بابلے نہ بھائی
	مانندِ چسپ راغِ سحر ہی خود یہ ہوا ہے بیمار کو کس واسطے محبوس کیا ہے	
۷	منہ پھیر لیا آئی نظر میں درِ حواک بار فرمایا یہ حضرت نے کہ حاکم کا گنہگار	اس نوجہ کی آواز سے عابد ہوئے ہیشار وہ بولی کہ کیا نام ہے اے بیکس و بیمار
	وہ بولی کہ کیا آپ کی زنداں میں غذا ہے فرمایا کہ غمِ باپ کا کھانے کو ملا ہے	
۸	ارشاد کیا آپ نے منظور کا در فرمایا کہ لبِ تشنہ ہو جو تہہ خنجر	وہ بولی کہ نامِ پدر اے بیکس و مضطر پوچھا کہ نشان دیجئے ار بہرِ پیغمبر
	آزار میں بھی رنج و الم دیکھ رہے ہیں ماں بہنوں کے مرنے کے ہیں ہم دیکھ رہے ہیں	

یہ سن کے اٹھی روتی ہوئی ہندوستان دار	۹	داد ہوئی جب بی بیوں میں وہ جگر انگار اک بی بی نظر آئی یہ کرتی ہوئی گفتار
گلشن کو اجاڑا ہے مرے کرب و بلانے اللہ دو ہائی مجھے لوٹا ہے قصا نے		
کہنے لگی یہ ہند کہو مجھ سے خدا را	۱۰	وہ بولی کہ فرزندوں کو ناحق مرے مارا یہ بولی کہ شوہر بھی ہوا قتل تمہارا
اس نے کہا گھر آپ کے شوہر کا کہاں تھا وہ رو کے یہ چلائی دینہ میں مکاں تھا		
پھر ہند نے پوچھا کہ ہو شیر سے آگاہ	۱۱	اچھا تو ہے بتلایے وہ مومنوں کا ہر طرح رکھے عافیت و خیر سے اللہ
پانی تھی خبر میں نے یہ مورخ و محسن سے کعبہ کی طرف آپ سدھائے ہیں وطن سے		
آباد وطن کو کیا پھر کعبہ سے آ کے	۱۲	سیح کہئے مجاور ہوئے کیا کعبہ میں جا کے ہمراہ ہے زینب بھی شہر دوسرا کے
پیغام یہ پہنچا نامراہنت علی کو کو ذ کو نہ جانے دو کبھی سبط نبی کو		
یہ سنتے ہی سر پیٹ کے چلائی وہ مغموم	۱۳	ہم رونے کو جیتے ہیں کٹا شاہ کا حلقوم کھینے لگی کیا قتل ہوئے سید مظلوم
دیکھا نہیں ہم نے پھر شاہ بخف کو سنتے ہیں سدھائے ہیں وہ کو ذ کی طرف کو		

چلائی یہ جب ہند کہ بی بی ادھسراؤ	۱۳	بالوں کو ہٹاؤ مجھے صورت تو دکھساؤ لہ لہ پھر اکبر تو آواز سناؤ
پہچان گئی میں کہ نواسی ہو نبیؐ کی		زینبؓ تمہیں خواہر ہو حسینؑ ابن علیؑ کی
زینبؓ نے کہا قدر شناسی ہے تمہاری	۱۵	زندان میں اور حیدر کرار کی پیاری بازو بھی بندھی اور گئی چادر بھی اتاری
یہ حال جو ہے دخترِ ذہراؑ علیؑ کا		سرکش گیا کیا سبطِ رسولؐ عربیؑ کا
وہ بولی نہ سنہ ریا میں جو حضرت تونہ فرما	۱۶	پر شرم کریں ترک مرزا نوپ نہوار میں صدہ تہ گئی چہرے ذرا بال تو سر کا میں
سامان وہ سب لوٹ کا داخل جو ہوا ہے		بی بی مجھے اُس میں سے ملی ایک عبا ہے
یہ کہہ کے کہا ایک کیزک سے کہ توجبا	۱۷	مسند پہ دھری ہے وہ عبا جلد اٹھالا وہ جلے جولائی تو یہ زینبؓ ہوئی گویا
اٹھو کر تعظیم عبا ہے یہ نبیؐ کی		لوگو یہ نشانی ہے حسینؑ ابن علیؑ کی
آواز نبیؐ آئی یہ بے سس کی عبا ہے	۱۸	حیدر نے کہا کشتہ خنجر کی عبا ہے زہر لے صدادی میرے دلبر کی عبا ہے
تسلا کے سکینہ نے کہا جان گئی میں		بابا کی عبا ہے یہی پہچان گئی میں
مرثیہ		نمبر ۵

دخترِ فاطمہ غیرت سے مری جاتی ہے بے حواسی سے ہر اک بار وہ چلاتی ہے	قید خانے میں تلاطم ہے کہ ہند آتی ہے روحِ قالب میں وہ زندان میں گھبراتی ہے
آسمان دور زمین سخت کہ ہر جاؤں میں بی بیوں کے دعا مانگو کہ مر جاؤں میں	
صدقہ اکبر کا حقارت سے بچاؤ لوگو یا کسی گوشہ میں لیجا کے بٹھاؤ لوگو	۲ کیا کروں کیا نہ کروں جس سدا بتاؤ لوگو اوٹ لکے ہو کھرے مجھ کو چھپاؤ لوگو
مر کھلی ہوں کسی ججے میں مجھے بسند کرو ہند آتی ہے مجھے خاک کا پیوند کرو	
بنتِ حیدر ہوں نہ کیوں قید میں شراؤں سیدھے ماں جائے کے متقل کو چلی جاؤں	۳ کس طرح ہند کے آنے سے نہ گھبراؤں میں کوئی دیوار جو شست ہو تو سما جاؤں میں
کر بلا میں نہ یہ ذلت ہے نہ رسوائی ہے بے دوا میں ہوں تو بے گور میرا بھائی ہے	
ہند آتی ہے بٹے جاہ و تحل سے ادھر سب کیزیں تو روا اور بھی ہیں دھنگے سر	۴ ناگیاں نصیحت نے دی اہلِ حرم کو خیر بیرقین نقوہ و زر کی ہیں جلو کے اندر
پرسواری بہت آہستہ رواں ہوتی ہے برقدم ہند نہر جاتی ہے اور روتی ہے	
مجھ کو اس ہائے حسینہ کی صدائے مارا کیا وہ سید تھا جسے اہلِ دغا نے مارا	۵ کہتی ہے قیدیوں کے شور و بکانے مارا ان کے سردار کو کس اہلِ جفا نے مارا
ایک بجلی سے کلیجے پہ مرے گرتی ہے نیچے سر فاطمہ آنکھوں کے تلے پھرتی ہے	

ہو گیا ذبح کوئی خاصہ باری لوگو	۶	انس و جن جو روم ملک کرتے ہیں زاری لوگو
لے چلے سوئے بخت میری سواری لوگو		
خیر سے ہیں میرے آقا تو وہ سوتے ہوں گے		
ورنہ مرقد میں غلی بیٹے کو روتے ہوں گے		
درب زندان پہ ہوا اتنے میں انبوہ کمال	۷	لوے دو بان بڑھے دولت و عمر و اقبال
قید یواٹھوا دہ سے کرو سب استقبال		زن حاکم کا ہے زنداں میں نزولِ اجمال
قصر شاہی سے جو تشریف یہاں لاتی ہیں		
پردہ کش کرنے کو تم سب کی حضور آتی ہیں		
لو نڈیا تھیں بدنِ حاکم کی جلو میں جو رول	۸	دیکھتی کیا ہیں کہ ایک شیر ہے آہن میں نہاں
لانڈی خستہ کن و فاقہ کش و تشہ دہاں		ہندہ پہیلی کے نشاں پشت پر تھیں کے نشاں
ساق پر فاقہ سے زنجیریں تھرتھرتی ہے		
استخوانوں سے لڑنے کی صدا آتی ہے		
سب سے منہ کر کے سوئے ہندو کی نوجہ گری	۹	دیکھئے شام کے زنداں میں چراغِ سحری
یادِ خالق میں جو ہے غلطی سے ہے بے خبری		کیوں مسئل کیا یہ تو ہے عدم کا سفری
کس نے دم بند کیا طوقِ جفا سے اس کا		
سلسلہ ملتا ہے کچھ شیر خدا سے اس کا		
گردِ عابد کے پھری ہند بہ حالِ تغیر	۱۰	رکھ دیا پاؤں پہ سر اپنا ہٹا کر زنجیر
لوے وہ کون ہے بولی کہ کنیزِ شبیر		السلام لے رہن و طوق و سلاسل کے اسیر
ہے وصیت کا محل مرنے پر تیسرا ہے تو		
کچھ کفن کے لئے رکھتا ہے کہ نادار ہے تو		

غم نہ کہا گور و کفن میں تھے دوستی باللہ
مرنے والے تو کیا نام ہے کب سے تباہ

۱۱

بھگے سر تیرے جنازے کے جلو نگی ہمسراہ
بولے مولا ابھی چالیس برس جینا ہے آہ

نام بیکس بھی ہے قیدی بھی ہے نادار بھی ہے
حال یہ ہے کرا سیر بھی ہے آزار بھی ہے

ہند نے پوچھا مرض کیا ہے کہا بے پدری
گھر جو دریافت کیا کہنے لگے در پدری

۱۲

رو کے وہ بولی دو کیا ہے کہا نوہ رگری
بولی لیتا ہے خبر کون کہا بے خبری

آہ کرنے کا سبب پوچھا تو شرمانے لگے
تازیا نون کے نشاں پشت پہ دکھلانے لگے

بولی وہ کون سے عصیاں پہ ٹی یہ تعزیر
اس نے منہ میٹ لپا اور کہا کب سے ہوا سیر

۱۳

رو کے فرمایا گنہ کچھ بھی نہیں بے تقصیر
بولے دسویں تھی محرم کی جو پہرہ سخی زنجیر

کچھ کفن کے لئے ہمسراہ نہیں لایا ہوں
باپ کو چھوڑ کے بے گور و کفن آیا ہوں

سُح کے عابد کا بیاں اُس نے خواصوں کا
لی گیا حیدر کر آ کر کی باتوں کا مسرا

۱۴

خاص مکہ کے قصیوں کا ہے ہجو اس کا
اب جیو بیووں سے پوچھیں نہ اسے دوا دینا

پاس جب بیووں کے وہ صاحبِ حشمت آئی
آلِ خاتونِ قیامت میں تیس امت آئی

شانِ زینبؓ یہ نظر کر کے کہا یا دا اور
دیکھا بانو تو کہنے لگی ہو کر ششدر

۱۵

فاطمہؓ خلد سے زندان میں آئیں کیوں کر
کوئی شہزادی ہے ایران کی یہ منگے سر

مست درت خالقِ قیوم نظر سے آتی ہے
کوئی زینبؓ کوئی کلثومؓ نظر سے آتی ہے

۱۶	وہ بنی زادیاں ہیں قید میں اُن کا کیا کام تو بہ کہ ہوش میں آبی بی زبان اپنی تھا	۱۶	بولی زینب کہ نئے زینب و کلثوم کا نام ہے غضبِ ناظمہ کی آل کے حق میں یہ کلام
	جن کو اللہ و بنی عزت و حرمت دیں گے چادریں ان کی بھلا صاحبِ ایماں لیں گے		
۱۷	شام میں پھرنے لگیں بیٹیاں اس کی دُرد ان کو لوٹیں گے مسلمان تجھے آیا باور	۱۷	دن کو جس بی بی کی میست بھی نہ نکلی باہر جس کی تعریف کی مبرہہ نبی نے اکثر
	بلوہ میں عزتِ محسوبِ الہی آئی اور جہاں میں نہ قیامت یہ قیامت آئی		
۱۸	اور دُباؤ دی کہ چپ تو نہ رہو شرم کے کس مصیبت میں پڑی ہوں میں محل سے لے	۱۸	ہند اک ایک کے قدموں پہ گری گہرا کے ذبح کر ڈالو مجھے ایک چھری منگو کے
۵۲	نام شبیر کالیتی ہوں رُود دیتے ہیں نام جب پوچھتی ہوں سر کو جہک لیتے ہیں		مرثیہ
۱	سر پیٹ کے روتے تھے وہ یادِ شہدا میں کرتے تھے بسر ہائے حسینا کی صدا میں	۱	ناموسِ نبی اُنے جو زندانِ بلا میں آرام سے تھا کوئی نہ اُن اہلِ دلا میں
	سونے کا ٹھکانا تھا نہ سامانِ خورشس تھا دورِ پرزنِ حاکم کی کیزوں کا یورشس تھا		
۲	اک ہانپتی حاکم کے محل سے ادھر آتی اک جھانک کے دیوار کے روزن سے سنا تی	۲	اک لے کے خبرِ قیدیوں کی دوڑتی جاتی گن گن کے کوئی پیاسوں کے لہرِ شہابی
	ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ خاموش رہو تم روتے ہیں مگر ہائے حسینا نہ کہو تم		

۳	اس نام سے ہوں آتا ہے بی بی کو ہماری پرستے ہی زینب پر قیامت ہوئی طاری	دروادہ پر سرنگے کھڑی کرتی ہیں زاری عابد سے یہ رو کر کہا کچھ سنتے ہو داری
	دیکھی گئی مزدوران کا ہستند آلِ نبی کو کیوں کہنے کے وارث تو چھپالے گا بھٹی کو	
۴	پروہ کے لئے بھائی کو میں لاؤں کہاں سے ہے کہ ہراس وقت نکل جاؤں کہاں سے	دیوار گرے سر پہ میں اٹھ جاؤں جہاں سے یہ کیا کیا تقدیر نے مجھ سوختہ جاں سے
	پروہ کے لئے ہائے زنجیر کو چھوڑا بھائی کو قضا لے گئی ہمشیر کو چھوڑا	
۵	ناگاہ بچو اور بڑھو کی ہوئی اک دھوم رونے لگے سادات دھننے لگے مھوم	دیواروں پہ مشعل کا اُجالا ہوا معلوم رو کر کہا زینب نے کہ یہ بھی مرا مقسوم
	تب ہندی آہ بنی زادی سے چھٹ کر سیدانیاں بندی میں جب آئیں یہاں لٹ کر	
۶	ہر گام لہو مہند بھاتی ہوئی آئی رستے میں زرو مال لٹا کی ہوئی آئی	دل عرش کا نالوں سے ہلاتی ہوئی آئی نذرِ شہ دیں پانی پلاتی ہوئی آئی
	خیرات ادھردی اور ادھر حق سے دما کی ہو خیر الہی پس خیرِ نثار کی	
۷	دیکھا در زنداں پہ جو مرشہ کا دوبارا لوگوں مجھے بے موت اسی سر نے ہے مارا	رو کر کیا انگشت شہادت سے اشارہ دربانوں سے فرمایا کہ در کہو بخدا را
	سنتے ہی یہ آواز مشوش ہوئی زینب یاں قفل کھلا اور وہاں غشس ہوئی زینب	

ہو خوش اس کے کئے اُتے ہی زنداں میں ہا کیا ہر چندانہ صبر میں نظر آتا ہے دُشوار	۸	دیکھا کہ چراغِ سحر ہے کوئی بمبار پر اس کے بدن کی ہیں رسیں صاف نمودار
لے سکتا ہے کروٹ زانھا سکتا ہے سر کو دم توڑتا ہے بند کئے دیدہ تر کو		
سوچے ہوئے پاؤں ہیں دو بیڑیاں بھاری ناگاہ کینز ایک قریب آ کے پکاری	۹	شالوں کی رسیں خون سے آلودہ ہے سا یوسف میں جسے کہتی تھی وہ ہے یہی داری
اس سے خبر حضرت شیر کو پوچھو اور شوق سے پھر خواہ سب کی تعبیر کو پوچھو		
ماٹھے پر کھے ہاتھ بھی ہند خوش ایمان آداب بجالاتی ہوں لے یوسف زنداں	۱۰	کچھنے لگی مرکز طرف عابدِ ذیشان حضرت نے کہا خیر ہے اے شندر و حیراں
آداب مرا کیا کہ حقیر اور حسرتیں ہوں ہوں سوگ نشین کنبہ کا اور خاک نشین ہوں		
یوسف تو مجھے کہتی ہے کس وجہ سے ہربا وہ بولی بروج نبی و حسدِ کرار	۱۱	وہ صبر کے حاکم تھے میں ہوں بیگس و ناچار چہرہ سے ترے جاہ وہ جلالت ہے نمودار
شوکت میں جلالت میں اسیری میں بلا میں اس عہد کے یوسف ہو تمہیں خلقِ خدا میں		
نام آیا مصیبت کا تو عابد ہوئے گریاں گھر سے گئے یوسف تو ہوئے مص کے سلطان	۱۲	فرمایا یہ درجہ تو ہے یوسف سے فراوان ہم نکلے وطن سے تو بھرا گھر ہوا دیراں
یوسف نے لمانے میں یہ محشر نہیں دیکھا ماں بہنوں کو بلوئے میں کہے سر نہیں دیکھا		

یوسف کا فقط باب کی فرقت میں گریہاں	۱۳	اور بعد جدائی کے ہوا وصل بھی حاصل اٹھارہ سو مریا نکھوں کے آگے ہوئے سب
ہم گھر میں رہے اور سوسنہ کر گئے بابا		ملنے کی بھی امید نہیں ہائے مر گئے بابا
یوسف نے لہو باب کا منہ پر نہ ملا تھا	۱۴	دل پیاس سے تن دھوپ سے کب اٹکا جلا تھا یعقوب کا وزندہ کا نٹوں پہ چپکلا تھا
یوسف پر پڑے تھے نہ کبھی دتے جفا کے		یہ تو کہا اور رونے لگے پشت دکھا کے
آنکھوں کو ملا ہند نے دروں کے نشان پر	۱۵	پر کان کھڑے اسی کے ہوئے طرز بیاں پر شیریں سخنیں ختم ہے حضرت کی دباں پر
بالکل پسِ فاطمہ کا طرزِ بیاں ہے		گویا ترے منہ میں شہِ مرواں کی دباں ہے
تم فاطمہ کے پیالے کے پیالے تو نہیں ہو	۱۶	ہے ہے کہو شہزادے ہمارے تو نہیں ہو بالو کی ضعیفی کے سہارے تو نہیں ہو
تم جو سن پاک کے داماد کی صورت		ملتی ہے بہت آپ سے سجاد کی صورت
اس فکھ کو سن کر کہا فضا نے ادھر آؤ	۱۷	اے بی بی سر ہانے پہ نہ بیمار کے چلاؤ عابد سے کہا خواب کی تعبیر تو مبتلاؤ
یوں تو مجھے کیا کیا نہیں ساماں نظر آیا		اک خواب مگر سخت پریشاں نظر آیا

۱۸	ہے مادی حرم سے مجھ اشک فشانے تا عصر گئے مرے اتر اتر تھانہ پانی	عاشور کو موقوف تھی نبضوں کی روانی یہیں پڑھ کے عشا سوئی جوئے یوسف
	ردیا میں نیا ظلم گذرتے ہوئے دیکھا برقع سر زہر لے اترتے ہوئے دیکھا	
۱۹	حیرت ہے کہ بی بی تو ہیں جنت میں ہماری بے ساختہ سجاد کے آنسو ہوئے جباری	ناخردموں نے پھر یہ ردا کس کی اٹاری زینب کے کھلے بالوں کو دیکھا کئی ہاری
	مرثیہ فرمایا کہ صدمہ انھیں اُمت نے دیا ہے مرنے کی کسی ہمسر زہرا نے کیا ہے	منبر ۵۳
	آمد ہند کا قل عترت شیریں ہے دختر فاطمہ زہرا لوشی کی تدبیر میں ہے	شور ماتم حرم صاحبِ قطبیر میں ہے ہفتی ہے جاؤں کہاں پاؤں تو ذخیر میں ہے
	ذلتِ سخت ہے درپیش درہائی لوگو ہند آہنچی مجھے موت نہ آئی لوگو	
۲	جانکے دربانوں کو قسمیں دوڑائے زنداں رات کا وقت ہے بچے ہیں ہلکے نادان	کوئی کہلوئے نہ تکرہ لبو قفل زنداں اگر نکل جائیگے تو ہم انھیں دھونڈیں گے کہاں
	حکامِ شام کا کل تم پہ عتاب آئے گا اور ہمارا تو گلا پہلے ہی کٹ جائے گا	
۳	امنہ جو بالوں سے چھپاؤں تو دھجکی غرور آمدِ حرف میں کہہ بیٹھے گی یہ ہند غرور	سلطنت پہ ہے نازاں میں اسیر و مجبور بنی دربار میں تو جاتی ہیں مرد و کھنور
	ایسی غیرت تھی تو بلوئے میں نہ آئی ہوتی حلق پر اپنی چھری آپ چکائی ہوتی	

شہر بازار میں کل تجھ کو نہ آئی بی بی	۴	واں تو گرداؤنٹوں کے تھی ساری خدا کی بی بی
شہر کے خوف سے گردن نہ جھکائی بی بی		دیکھ کر مجھ کو غمت شکل چھپائی بی بی
ہند جو چاہے گی بڑھ کر مجھے کہہ جاوے گی		دخستہ فاطمہؑ منہ دیکھ کے رہ جاوے گی
اور جو پیمان کے مجھ پہ کیا خلق واحاں	۵	لوندیاں اس کی قسم کھا کے کر سکی یہ بیاں
بی بی کچھ خیر ہے زینبؑ کہاں زنداں کہاں		باپ تو عقدہ کشا بیٹی اسیر زنداں
چمیں سے پردے میں اور سے ہوئے چادر ہونگی		ان سے تو فاطمہؑ کی لوندیاں بہتہ ہونگی
ہوتی زینبؑ تو ستمگار ستاتے اس کو	۶	کلمہ گو بلوے میں اس طرح پھرتے ان کو
صاحب قبلہ خواب میں بٹھاتے ان کو		جن کا قرآن پہ عمل ہے وہ مٹاتے ان کو
بے ردائی ہے تباہی ہے پریشانی ہے		توبہ توبہ یہ نبیؐ زادی ہے سیدانی ہے
کس طرح ہند کے آنے سے نہ گھبراؤں میں	۷	بنت زہراؑ ہوں نہ کیوں قید میں شراؤں میں
کوئی دیوار جو شق ہو تو مفر پاؤں میں		سیدھے مانجائے کی مقتل میں چلی جاؤں میں
مکو		کر بلا میں نہ یہ ذلت ہے نہ رسوائی ہے
		بے ردائی ہوں تو بیگودہ مرا بھائی ہے
لے گے لاشے کی پلا میں کہو حال زنداں	۸	ہند واں آئی ہے بھیا میں چلی آئی یہاں
تھیا ہی خوف کہ گھبرا کے کر سکی یہ بیاں		اے پیر کی نوا سی تو اسیروں میں کہاں
مکو		قابل طوق ہوئی قابل زنجیر ہوئی
		کیا گنہ تجھ سے ہوا کون سی تقصیر ہوئی

سب ستم دیکھ کر اندوہ اٹھائے نہ گئے قیدیوں نام بزرگوں کے بتائے نہ گئے	۹	ہند کو خاک بھرتے بال دکھائے نہ گئے دربدر پھرنے کے احوال سنائے نہ گئے
ملتی کیا ہند سے میں خاک عزت تھی سر پر نہ تو تم تھے مرے سر پر نہ ردا تھی سسر پر		
کر بلا کا جو سنا نام سکینہ نے آہ اچھی مری پھوٹی امام مجھے لیسا ہمراہ	۱۰	ایک بیکہ ہو کے کھڑی کہنے لگی بسم اللہ میں وہیں پاؤں کی غلام کی طمانچوں پناہ
ضبط اب رونے کا زہار نہ ہو گا مجھ سے ننگے سر و دھار نہ ہو گا مجھ سے		
آہ بھر کر کہا زینب نے میں تیرے قربان طوق گردن میں ہے اور پاؤں میں زنجیر گراں	۱۱	کر بلائے شہ مظالم کہاں اور میں کہاں میں ہوں زنداں کے قابل مرے قابل زنداں
بیٹھو صدقے گئی بیٹھو میں کہاں جاؤں گی بیزیاں پہنے کسی دن یہیں مر جاؤں گی		
میں ہوں بدینہ خود مرے کہنے پر نہ جاؤ داری پھوٹی کہہ کہہ کے ناب شور چاؤ داری	۱۲	اُنے جانے کا کہیں ذکر نہ لاؤ واری ہند آتی ہے مری گود میں آؤ داری
غیر ملنے کو جو آتا ہے تو چمب رہتی ہیں پھوٹی کو ایسے جگہ کنبہ موتی کہتی ہیں		
پوچھے گر گھر کو تو آوارہ وطن بستانا بھائی کو قیدی زنجیر و رس بستانا	۱۳	نام خواہر کا نقطہ رانڈ دو لہن بستانا باپ کو سید بے گورد کفن بستانا
دیکھو غیرت سے میں ہو جاؤں گی پانی پانی ہند کے لگے نہ تم مانگیو جانی پانی		

اپنی ناداری پر رو کر سسکینے نے کہا	۱۲	جان جائے نیکل جائے تو مانگوں نہ غذا میں بھی اکبر کی بہن ہوں مجھ عزت نہیں کیا
بے کفن باب کالا شہ ہے کفن مانگوں کی		بے کفن مانگوں کی
میں نہیں لینے کی میسر وہ اگر لائے گی	۱۵	خاک سمجھوں گی اگر خلعت زر لائے گی کان دکھلاؤں گی زخمی جو گہرائے گی
پوچھا ذینبت نے کیا روئے کہا کہسوں کی		بابا صاحب کا حوسرے کی تو میں لے لوں گی
سُن کے یہ لوٹ گئے خاک پر یوں اُل عبا	۱۶	جیسے خنجر کے تلے تر پے تھے شاہ شہباز کاٹ کر ڈال دیئے تیغ حیا نے اعضا
یوں حرم لوٹے تھے جکڑ ہوئے آہن میں		زیر خنجر شہ دیں تر پے تھے جیسے رن میں
دور زنداں پہ قدم ہند نے رکھا ناگاہ	۱۷	اور ہر سے نقیبوں نے کہا بسم اللہ لوٹدیاں آگے بڑھیں کہتی ہوئی پیش نگاہ
ایک سپر لے کر کسی زمر د آئی		ایک بغلوں میں لئے تکتہ و سند آئی
زن حاکم کی یہ حشمت یہ لباس بُرزو	۱۸	اور بانوئے حسین ابی علی ننگے سر نہ دایں نہ مدینہ نہ پدر نے شوہر
خون اکبر کا لگائے ہوئے پیشانی پر		روقی تھی اپنی گرفتاری و حیرانی پر

ہسڈنے دیکھ کے راندوں کی طرف دی صدا کس کے یوسف کا ہے اس طوق کے حلقہ میں	۱۹	خاک پر دُرِ بخت ہائے پڑا ہے کس کا کیسی بے قدر ہو تم قدر نہیں اس کی ذرا
کام آخر ہوا اکدم میں یہ دم توڑتا ہے ایسے بیمار کو تنہا بھی کوئی چھوڑتا ہے	۵۳	مرثیہ
غل ہے زنداں میں پیغمبر کے حرم آئے ہیں وہ بولی کے بیوجہ نہیں میں ادھر آئی	۱	کھوکھے سب وارثوں کو باغ و ہم آئے ہیں سُرننگ بچے خواب میں زہرا نظر آئی
آتی تھی صد اکان میں خالق کے ولی کی الہ کا کس خبر حسین ابن علیؑ کی		
یہ کہہ کے چو زنداں میں گئی ہند خوش اطوار کچھ حال مدینہ کا بھی ہے آپ پہ اظہار	۲	زینبؑ کے حضور آکر یہ کرنے لگی گفتار ہر روز مجھے رہتی ہے نگرشہ ابرار
کیا اچھی طرح اکبرؑ گلشن ام ہے بی بی ان کا تو مدینہ میں بڑا نام ہے بی بی		
فرمائیے اچھے تو ہیں ابن شہ مرداں یار ب کہیں زہرا کا بھرا گھر نہ ہو دیراں	۳	اور خیر سے ہیں زینبؑ و کلثومؑ میں قریاں دل تھام کے زینبؑ نے یہ ارشاد کیا ہاں
جس روز مدینہ سے میں کتبہ کو چسلی تھی اس روز تلک خیر حسینؑ ابن علیؑ تھی		
اس سے تو یہ فرمایا پہ دل میں کہا رو کر اک دفعہ بھلیں لوندیاں حجرے کو برابر	۴	بھائی کا گلکٹ گیا جیتی رہی خواہر اور ہند سے کی عرض کہ آیا تمہیں باور
لوزیب وہ تختِ امامت ہے خزا دہ بی بی کو مبارک ہو سلامت ہے خزا دہ		

خوش ہو کے وہ زینب کے قریب اور بھی آئی تم نے میرے مولا کی جڑ جھکوسنائی	۵	اور بولی کہ لو تم کو مبارک ہو رہائی مرقی تھی میں مدت سے مری جان بچائی
نائب تھیں اپنا پئے سادات کروں گی ہمراہ ہر اک ہدیہ و سوغات کروں گی		
بھیجو گی علی بند برائے علی اصغر انگھڑی یا قوت کی بہر علی اکبر	۶	اور بابی سکینہ کے لئے کان کے گوہر اسپ دور کا بہ پئے عباس دلاور
زیور ہے بہت صاحبِ تطہیر کی حنا طر پر جان اور ایمان ہے شبیر کی حنا طر		
کل تم جو مع الخیر ہو شرب کو روانا ایک ایک کو سب نذر کا اسباب کھانا	۷	پہلے مرے آقا ہی کے دربار میں جانا منہ چوم کے اصغر کو علی بن پنهانا
الفت ہے برابر مجھے سادات عرب کی لینا مری جانب سے بلاییں وہاں سب کی		
کچھ سوچ کے پھر لونڈیوں کو داں سے بٹایا زینب سے یہ کہنا کہ بڑا وقت ہے آیا	۸	اور چپکے سے یہ دغیر زہرا کو سنا یا اللہ رکھے شیعوں پر شبیر کا سایا
حاکم کو عداوت ہوئی زہرا کے خلف سے کان اس کے بھرے لوگوں نے مروت کی طرف سے		
شبیر سے مکار مہیائے دغا ہے یہ جیلہ قتل شہر دیں ڈھونڈھ رہا ہے	۹	کیا جانئے کیا عاتلوں کو خط میں لکھا ہے زہرا کی کھائی کانگھبساں خدا ہے
میں کہتی ہوں تم سے قسم فاطمہ دے کر جانا نہ مدینہ سے کہیں بھائی کو لے کر		

اب رنگ یہاں اور ہے بھائی سے خبردار یہاں مشورہ ہے طور ہے بھائی سے خبردار	۱۰	فکرِ ستم و جور ہے بھائی سے خستہ دار عادتِ گردوں کا دور ہے بھائی سے خبردار
ماں باپ کی دولت پہ زوال آنے نہ دینا حضرت کو دینے سے کہیں جانے نہ دینا		
یہ سنتے ہی غش آگیا زینب کو قضار چلائے کہ خاموش ہوئے ہند خدار	۱۱	سجاد بھی تڑپے نہ رہا ضبط کا یارا حاکم نے تیرے حاکم کو تین کو مارا
خضر سے نبی زادے کا سر کاٹ لیا ہے بیوہ مری ماں کو تیرے شوہر نے کیا ہے		
مرقد میں کفن ٹکڑے پیر نے کیا ہے ماثور کو پیا سا سر شبیر کٹا ہے	۱۲	زہرا کو خلق دوسرے بیٹے کا ہوا ہے شبیر کا داغ آلِ پیمبر کو دیا ہے
تصورِ حسین بھی ملی خاک میں لے ہند کوئی نہ رہا پنجتن پاک میں لے ہند		
ہے ہے کے زینب نکلے دن وطن سے یرزب بھی چھٹا گھر بھی چھٹا شاہِ وطن سے	۱۳	بھائی توجہ انداز گیا جنگل میں بہن سے شر سے توجہ انداز ہوئی یاں آ کے وطن سے
زینب نہ وطن میں ہے نہ شبیر وطن میں سرنسنگے یہ زنداں میں وہ بیگور ہے ان میں		
تب پاؤں پر زینب کے یہ گر کردہ پکاری جلانی کیزوں کو یہ بانالہ وزاری	۱۴	ہے ہے مری محذومہ کو نین کی پیاری اب تم نے سالٹ گئی سرکار ہساری
لو آؤ مرے بال پریشاں کرو لوگو زینب ہے یہ اس پر مجھے قرباں کرو لوگو		

بازو میں رسن پاؤں میں زنجیر کو دیکھو	۱۵	چھلتا ہے گلا طوق لگو گیسے کو دیکھو
اس عصر میں سادات کی توقیر کو دیکھو		زندان کو اور خواہرست بیر کو دیکھو
مکو		حجر اگر خاطر کرد عزت کرو لوگو
		اؤ مری بی بی کی زیارت کرو لوگو
چلائی گئیں زین کی سادات ہے ہماری	۱۶	سچ کہتی ہو بی بی یہی بی بی ہے ہماری
کھاؤ تو قسم پنجن پاک کی داری		یہ حضرت زینب ہے ید اللہ کی پیاری
مرثیہ		نانا کو اسی بی بی کے معراج ہوئی ہے
		ہے نہ کہو یہ تو کوئی پیاروں ہوئی ہے
زندان کی طرف ہند جو پھیلے بہر آئی		جیساں ہوئے درباں زن حاکم کدہر آئی
پا پر زنجیر اسیران ستم آئے ہیں	۱	پھر کے بلوئے میں بعد رنج و الم آئے ہیں
		ماتم سید مظلوم میں نالان ہے کوئی
		سر برہنہ ہے کوئی چاک گسبیاں ہے کوئی
وارثوں کو لے روتے ہیں حرم زندان میں		بین کرتے ہیں بعد رنج و الم زندان میں
سہتے جاتے ہیں نے ظلم و ستم زندان میں	۲	ہے اندھیرا کہ گھٹا جاتے ہے دم زندان میں
		روح آرام تن زار میں باقی ہی نہیں
		ایک کی ایک کو صورت نظر آتی ہی نہیں
ہاں کیا آل نبی پر ہوئی تازہ بیداو		انگے شہ میں ہیں پابند سلاسل سجاؤ
چاہتے ہیں کہ کریں ظلم کی حق سے فریاد	۳	مگر آتی ہے وصیت شہ مظلوم کی یاد
		حق سے ہر دم طلب صبر و رضا کرتے ہیں
		بخشش اُمت عامی کی دعا کرتے ہیں

کسی بی بی کی نگاہوں میں زمانہ ہے سیاہ	۲	خاک پر بیٹھی ہوئی ہے کوئی با حال تباہ
کوئی لڑکی ہے کہیں صرف غم و نالہ و آہ		ہے کسی بی بی کے لب پر یہ بیان جانکاہ
کھائی سینہ پر ستاں ہاتے علی اکبر نے		حلق پر کھایا ہے پیکان رسم اصغر نے
ہے غضب فاطمہ زہرا کی وہ پیاری زینب	۵	خاک پر بیٹھی ہے باذلت و خواری زینب
بھائی کی یادیں یوں کرتی ہے زاری زینب		قید خانہ میں ہے ہمیشہ تہساری زینب
نہیں آرام مرے قلب جگر کو بھائی		قید میں آن کے زینب کی خبر کو بھائی
بانو ایک سو غم شاہ دو جہاں لرتی ہیں	۶	کبھی فریاد کبھی آہ و نغماں کرتی ہیں
چشم پر ہم سے کبھی اشک رواں کرتی ہیں		ہو کے بیتاب یہ رورود کے بیاں کرتی ہیں
جانب غم کے تشنہ دہن ہائے حسین		نہ میسر ہوا لاشہ کو کفن ہائے حسین
قید خانے سے جو نزدیک تھا حاکم کا محل	۷	سینے کے آواز بکا ہند کو آتی تھی نہ کل
سر پہ آنکھوں میں دیا اور نہ لگایا کاجل		کیا ہنسی آئے بھاجاتا ہر جیل کا کنول
کبھی راتوں کو نہ آرام سے وہ سوتی تھی		خواب ہے چونک کے اٹھ بیٹھتی تھی روتی تھی
آپ ہی آپ یہ کہتی تھی لے بارِ خدا	۸	اپنے کون دارتوں کو روتے ہیں یہ سراسر
نام کیوں لیتے ہیں ہر باد مرے آقا کا		منہ کر دے انھیں کوئی گھر ہے دسواں کجا
نام یہ لے کے وہاں کوئی جو چلاتا ہے		تیرا ک میرے کلبے سے گزر جاتا ہے

کیونکہ ہے ساری خدائی میں فقط ایک سین	۹	اب بجز ان کے نہیں کوئی امام الثقلین راحتِ روح نبی فاطمہؑ کا نور العین
یہی ہر بار مجھے آتا ہے رہ رہ کے خیال	۱۰	حاکم شام نے کی ماریہ میں کس سے جدال کس کا سر لائے ہیں ثمر و عمر زشت خصال
اس ستم کی جو مفصل نہ خبر پاؤں گی		خود میں زنداں میں انھیں دیکھنے کو جاؤں گی
حاکم شام سے العقصہ اجازت لے کر	۱۱	قید خانہ میں گئی ہند بہ حال مضطر دیکھا صوبہ بی بیوں کو خاک پیر بہ ہند سر
یہ تو حالت ہے مگر شکر خدا کرتے ہیں		نہ شکایت ہے کسی کی نہ گلا کرتے ہیں
اک طرف خاک پہ لیٹا ہے کوئی آزاری	۱۲	مرض تب کی وہ شدت ہے کہ غش ہے طاری ہے یہ ظاہر کہ بس اب کوچ کی ہے تیاری
عمر جو کتنی ہے دنیا میں پھر اکراہ کے ساتھ		اللہ اللہ نکلتا ہے ہر اک آہ کے ساتھ
تب کی شدت سے ہے بیماری کا تغیر	۱۳	جاندا سامنہ ہے کہ ہے رنج و الم کی تصویر طوق گردن میں ہے اور پاؤں میں نہرِ نوح
پاؤں کے آبلوں میں خار عیاں ہیں اب تک		پشتِ بیمار پہ دروں کے نشان ہیں اب تک

۱۳	بانی ایک بیٹی ہیں واں بادلوں زار مضطر سرکے ہیں کھلے خاک ملی ہے منہ پر شرم و غیرت کے سبب ہے وہ جھکا ہوا سر
	دل محرومی پر غم و رنج و الم طاری ہے آنکھوں سے اشک کی جاخون جگر جاری ہے
۱۵	ہے اسی بی بی کی آغوش میں لڑکی مہر د کرتہ رنگیں ہے کالوں سے جو بہتا ہے لہو نیلگوں جس کے ہیں خسار رسن میں ہے گلو ۱۵ متھر تھری جسم میں آنکھوں میں بھرے ہیں آنسو
	شمر کا نام بھی لیتی ہے تھراتی ہے جس کی آغوش میں اس سے پٹ جاتی ہے
۱۶	ہند اس بی بی کی نزدیک گئی با صد غم بادب بیٹھ گئی سامنے سر کو کئے حسن جھک کے تسلیم بجالائی بچشم پر غم ۱۶ عرض کی رو کے ہو آپ پر کیوں ظلم و ستم
	مرگدشت انی ذرا مجھ کو سناؤ بی بی نام کیا آپ کا ہے مجھ کو بستاؤ بی بی
۱۷	ہاتے گھر سے نیں نکل آئی ہوں یا شیو و شین پھٹ گیا جس سے جگر کھو گیا دل کا مرے چین کونیاں کرتا تھا بتاؤ تو اس درد کے بین ۱۷ کون ہر بار کیا کرتا تھا یاں نام حسین
	مجھ نہیں سکتی عجب طرح کی یہ حیرانی ہے رنگ بے حد ہے مجھے سخت پریشانی ہے
۱۸	میں یہ سنتی ہوں کہ ہے آپ کا یرب میں مکال جانتی ہو میرے آقا کو جو ہیں شاہ زمانہ کس محلہ میں سکونت تھی بتاؤ کونشاں ۱۸ ہے محلہ بنی ہاشم کا وہ رہتے ہیں جہاں
	جن کو زہرا کا پسرجان نبی کہتے ہیں جن کو دنیا میں حسین ابن علی کہتے ہیں

شاہ کا حضرت عابدِ خلفِ اکبر ہے	۱۹	دوسرا نام خدا لال علی اکبر ہے
اور تنہا سا پیر ایک علی الصغیر ہے		بھائی ایک آپکے عباس بن حیدر ہے
حضرت زینب و کلثوم ہیں ہمیشہ میں دو		ہو ہو فاطمہ زہرا کی ہیں تصویریں دو
کہنے کے عالم سے میں سب کو ادنیٰ تصور	۲۰	تم اسیروں کو میں زنداں سے چھڑا دوں گی ضرور
پیر خواہش ہے مری جاؤ اگر شے کے جھوٹ		میری جانب سے یہ تنہائی میں کرنا مذکور
گھر سے باہر کہیں چلنے کا ارادہ نہ کریں		آپ بیڑ سے نکلنے کا ارادہ نہ کریں
بولی پھر لڑکی سے یوں ہند مخاطب ہو کر		میں رسن کہو لاؤں گردن کی زرا آؤ ادھر
نیٹا کیے ہیں نشان چاند سے رخساروں پر	۲۱	کس بلا کے یہ طمانچے تھے کہ اب تک ہے اثر
کون ظالم تھا ترس جس کو نہ آیا ہے ہے		کسنی پر بھی تری رحم نہ کھا یا ہے ہے
ہند کی دیکھ کے الفت یہ سکی نے کہا		کھولو مری نہ رسن جگر اہی رہنے دو گلا
شمر دڑے نہ آئے کہیں پھر اس جا	۲۲	کہیں مجھ پہ نہ کرے ظلم و ستم اس سے سوا
شمر کے ڈر سے میں بابا کو بھی رو سکتی نہیں		ڈر کے مارے در زنداں کی طرف تکئی نہیں
کال کے میرے گھر بھی نہیں اس نے جھوٹے		کی سماجت بھی بہت ہاتھ بھی میں نے جوڑے
جو ستم مجھ پہ ہو سدا یہ تو بہت ہیں تھوڑے	۲۳	ساٹنے میرے بھائی کو مارے کوڑے
شمر کے نام سے میں ہر وقت گھبراتی ہوں		چونک پڑتی ہوں اگر راتوں کو سو جاتی ہوں

ہند نے پھر کیا احرار تو زینبؓ نے کہا مجھے ہیں مجھ کو دل افسردہ و پابند بلا	۲۳	حال کیا اپنا کہوں نام میں بتلاؤں کیا مور در رخ و محن خوگر ظلم اعدا
جس طرح سے مرا لوٹا گیا کنبہ ہے ہے ؟ اس طرح گھر نہ ہو بر باد کسی کا ہے ہے ؟		
سنی آواز جو زینبؓ کی تویہ اس نے کہا ہے صدا آپ کی یا فاطمہ زہراؓ کی صدا	۲۵	سناخہ آج یہ میں دیکھ رہی ہوں کیسا ہے وہی طر زبیاں اور وہی ہے لہجہ
گھٹ گواپ کی فتنی ہے بہت زہراؓ سے اب تو سر کا ئیے بالوں کو رخ زیب سے		
کیون اس فکر سے ہودل کو مرے پیچ و تاب آپ دیتے نہیں کیوں میرے سوالوں کا جواب	۲۶	کب تلک صبر کروں اب تو نہیں ضبط کی تاب نام بتلانے میں کیا عذر ہے کہئے تو شباب
آپ سے کیا کہوں غم سے ہے جو حالت میری اب تو قابو میں نہیں ہائے طبیعت میری		
اپنے چہرے سے ذرا بالوں کو مر کا ئیے اب بکھی میں آپ کے صورت کے چھیلنے کا سبب	۲۷	آپ پر سو گیا کیسا یہ ستم ہائے غضب آپ ہی فاطمہ زہراؓ کی ہیں بیٹی زینبؓ
آپ میں پاتی ہوں ہر طرح شباهت بھی وہی طرز گفتار وہی آپ کی صورت بھی وہی		
گفتگو ہند کی جس وقت یہ زینبؓ نے سنی بجز اقرار کے جس دم نہ بنی بات کوئی	۲۸	اور بھی آنکھیں ہوئی شرم و حیا سے نیچی بولیں اے ہند تو سچ کہتی ہے ہے بتا یہی
بے سہارا ہوں ولی ابنِ ولی کو کہو کر آئی ہوں بھائی حسین ابنِ علی کو کہو کر		

۲۹	شہ کو خط بھیج کے اعدائے بلایا ہے ہے شمر بے رحم کو کچھ رحم نہ آیا ہے ہے	ایک قطر بھی نہ پانی کا پلایا ہے ہے حلق شبیر پہ خنجر کو پھرایا ہے ہے
مو	سا منے میرے کیا ذبح مرے بھگائی کو آئی ہے نہ اجل فاطمہ کی جگائی کو	مو
۳۰	مرثیہ ختم کراب لا لوت زار و محزون حد مر و رخ و الم دل پہ ہے حد سے لڑو	سن کے اس نظم غم افزا کو جگر ہو گیا نول فوطا گریہ سے عمار داروں کا ہے حال زبول
مرثیہ	شہ کے غم میں کوئی بیہوش ہے نالاں ہے کوئی کوئی نہ پتلا ہے چاک گریباں ہے کوئی	مخبر ۵۶
۱	نہ کھلے قید میں جب خنجر زہرا آئی جب کہ نزدیک سر سید دالا آئی	دیکھنے ہنداسیروں کو تماشا آئی دیکھ کر اس نے کہا سر پہ بلا کیسا آئی
	پوچھوں ان قیدیوں میں کس سے حقیقت انکی ملتی ہے احمد مختار سے صورت انکی	
۲	کہا لونڈی سے کہ جا بیسیوں سے پوچھ ذرا گر مدینہ کہیں تو پوچھو حال آقا	کس قبائل سے ہو تم اور وطن ہے کس جا ٹھیک اس سر سے ہے شبیر کا نقشہ ملتا
	قید ان بیسیوں میں دستر حیدر تو نہیں پوچھو یہ سر و زند ہمیشہ تو نہیں	
۳	کہا لونڈی نے جلو گھر تہیں اس قصہ سے کہا ہند نے غور سے پھر جانب زنداں دیکھا	آئی تھیں دیکھ لیا خیر جو ہر نہ تھا ہوا دیکھا اک لڑکے بیٹھی ہوئی کو زین جدا
	کہا لونڈی سے وہ لڑکی جو نظر سے آتی ہے اس تک چل کہ طبیعت مری گھبرا رہی ہے	

ہند انھی یاں سے سکینے نے اُدھر سے دیکھا	۴	یہ چلی اور سکینے نے بھی زانو بدلا کہا تو نڈی سے کہ جا بلند مری بیٹی کوں
لو نڈی در دی گئی بیٹی کو لے آئی جبار	۵	دیکھا بیٹی نے ماں کے نہیں سر پر چادر ہند نے روکے کہا چسکے سے بو تو دُختر
صودت اک دم کو بگاڑو نہ سوارو نوپی		تم بھی سر کھول دو للہ اُتار دو نوپی
سنا تھا تم نے بھی غل قید یوں کے آنے کا	۶	واری ماں مجھ کو بھی دھڑا کہو آکر اس جا سنی ان قیدیوں میں بائے حسینا کی صدا
سُن کے اس نام کو دم سینے میں گھبراتا ہے		اپنے آقا کی طرف سے مجھے شک آتا ہے
تجھے بلوایا ہے اس واسطے میں نے بیٹی	۷	دیکھ کر حال مجھے بوچھے ہی شرم آتی خاک پر بیٹھی ہوئی سامنے جو ہے لڑکی
جائے عبرت ہے جھلا دیجو گھر کی باتیں		کر کے کچھ بات سُن اس خستہ جھڑکی باتیں
ہند نے بیٹی سے اپنی کیا جس وقت بیاں	۸	بچی گھر کے ہوئی سوئے سکینے ننگراں ماں کی گودی سے چلی پھینکے ٹوپی ناداں
کر کے تسلیم پکاری مری ناداں بہن		خاک پر بیٹھی ہے کیوں لے ترے قرباں بہن

<p>۹ کہا گھر کے سکینے نے لہو کے دھبے اجنبی سے نہیں اس طرح سے ملتے جلتے</p>	<p>پھٹا کرتا تو ہے داغ ہیں اس میں کیے ریخ ہوتا ہے بہن کہہ کے پکا دہن مجھے</p>
	<p>تو بہن کہتی ہے یہاں سا جان چلی جاتی ہے ایک بھڑی بہن اپنی مجھے یاد آتی ہے</p>
<p>جب سے پیدا ہوئی میں اپنے پرانے نے کہا تو نے بھینا جو کہا یہ بھی ہے احسان ترا</p>	<p>۱۰ ماسوائے میں تجھ سے کہوں کیا حال اپنا نہ بہن مجھ کو کس نے کہا بی بی کے سوا</p>
	<p>خیر سن لیتی ہوں جیسی کوئی کہہ جاتا ہے قیدی کہہ جاتا ہے لوندی کوئی کہہ جاتا ہے</p>
<p>۱۱ کہا اب آپ کو لوندی نہ کہے گا کوئی کہا ناواں نے باتوں کی نہیں یں مادی</p>	<p>سن کے ناواں کی تقریر کو ناواں رومی بی بی فرمائیے تو کیا ہوا اور کیا گزری</p>
	<p>یاں تلک خیر ہے باتیں جو سوا ہوئیں گی سامنے بیٹھی ہیں اماں وہ خفا ہوئیں گی</p>
<p>۱۲ باپ بھائی بھی بے بہنیں بھی پانی میں نے میری اٹنوں نے اٹھائی نہ اٹھائی میں نے</p>	<p>ہوتی ہے کوئی راحت جو نہ پانی میں نے آج تک گھر کی کسی کی نہیں کھائی میں نے</p>
	<p>پھوپھی نے آنکھ دکھائی نہ چچی نے گھر کا آج تک مجھ کو نہ کنبہ میں کسی نے گھر کا</p>
<p>۱۳ میں ہی اک گھر میں نہ تھی کنبہ سوا تھا میرا باپ ہو گا نہ کسی کا جو چچا تھا میرا</p>	<p>کیا کہوں گھر کنبہ سے بھرا تھا میرا چچیاں تھیں چھپھیاں تھیں بھائی تھا بھچھا میرا</p>
	<p>سدا گھر چاہنے والا تھا ادھر اور میں تھی گود عباس کی تھی آٹھ پہر اور میں تھی</p>

کرچی جان سے ہنسل بٹی نے چھینا	۱۲	بیار میں اکے بھتیجے سے چچی نے چھینا شمر کے ہاتھ سے لیکن نہ کسی نے چھینا
چلنے پھرنے کا مزاج بھی نہیں چکھا میں نے		اب سوا پاؤں زمین پر نہیں رکھتا میں نے
سوئی بستر پہ نہ تھی باپ کے سینہ کے سوا	۱۵	جاگ اٹھتی تھی تو لے لیتے گودی میں چپ گوندھ کر سر مرا پہناتی تھیں اُجلا کرتا
مرثیہ		شمر کے ہاتھ سے اب شاق ہے جینا مجھ کو پھین لیں بالیاں اور مارا طابخ مجھ کو
جبکہ دہار سے زنداں میں سدھار قیدی	۱	راہ بھر روتے گئے ظلم کے مارے قیدی پہنچے زنداں میں تو درد کے پکارے قیدی
چیں پڑتا نہیں اندھیار سے میں بے چاروں کو		یا حسین! اکے چھڑا جاؤ گرفتاروں کو
قیدیوں میں یوہنی رہتا تھا ہمیشہ کہرام	۲	ہند سے لے کسی نے کیا اک دن یہ کلام قید خانے میں اب ان کو نہیں پڑتا آرام
رات دن نالہ و فریاد کیا کرتے تھے		فاطمہ بی بی کا کچھ نام لیا کرتے تھے
سن کے اس بات کو کچھ ہند کا دل بھرا	۳	بولی قسمت نے یہ کیا مجھ کو بے غل سزا حاکم شام نے زنداں میں کسے بھٹلایا
جوش کرتا ہے کچھ اس وقت مصیبت دل سے		کھانے پینے کی انھی جاتی ہے لذت دل سے

حاکم شام سے کی ہند نے رخصت طلبی	۴	حکم پایا تو چلی گھر سے وہ غمخوار نہی دل میں کچھ تھی کہ لے میرے رسول عربی
حال زنداں میں سنوں میں نہ کسی کے غم کا سامنا ہونے جس میں ابنِ عسلی کے غم کا		
مشعلیں تھیں شب تاریک میں اسکے ہمراہ	۵	لیکن اندیشے سے حالت تھی بہت اس کی تباہ بصفت شب کو گئی زنداں میں جو روتی ناگاہ
کچھ نہ پہچانا کہ مدت میں ہر اک کو دیکھا پر قیامت کی مصیبت میں ہر اک کو دیکھا		
کھسی کے سوج ہوئے کان اُسے اُسے نظر	۶	کھسی کو دیکھا کہ ہیں نیل پڑے بازو پر کھسی کو دیکھا کہ ٹوٹی ہوئی ہے غم سے کمر
مرکھلے سادے اسیروں کو برابر پایا گور سے خانہ تار یک کو برابر پایا		
ہند گہرا گئی اور کرنے لگی یہ گفتار	۷	ہوا کس بات پہ جھگڑا چلی کیونکر تلوار قیدیوں نے کہا بیعت پہ ہوئی تھی تکرار
راندیں چلائیں کہ ہفتاد و دو تین قتل ہوئے سب کے سردار شہ لشنہ وہیں قتل ہوئے		
اس نے پوچھا کہو کچھ قوم کے اپنے حال	۸	قیدی بولے ہم اسیرانِ بلا ہیں سادات وہی ذات اپنی ہے بی بی جو میر کی ہے ذات
شرم اور حلم میں یہ صورتیں لاثانی ہیں گئے سجدے کے ہیں پیشانیاں نورانی ہیں		

۹	کھا سب نے قزیشوں میں چلے ہیں مکان کھا پھر ہند نے وہاں خانہ زہرا ہے کہاں	ساجو اپنے وطن کا کرو کچھ ہم سے بیاں دل میں یوں کہنے لگی ہند کہ پاس آیا نشان
	بولے سب قیدی کہ گھر اپنے ہیں اسی گھر کے قریب خانہ فاطمہ قبر پر بیٹہ کے قریب	
۱۰	قید خانہ میں اسیروں کا یہی ہوتا ہے کام تم میں اک بی بی کا زینب سے مشابہ ہو جا	تجھے کیا کام ہے کرتی ہے جو ریاں و مقال ہند بولی مجھے اس وقت تعجب ہے کہاں
	بولی زینب قلق اب مجھ کو غضب ہوتا ہے نام زینب کا نہ لے ترک ادب ہوتا ہے	
۱۱	کچھ نہ کھلتا تھا کہ ہیں کون بیمار یہ اسیر خود بخود نکلا یہی منہ سے کہے ہے بشیر	ہند سے جھڑ زینب سے یہی تھی تقریر قلق دل سے لگی پٹینے شہ کی ہمشیر
	بول اٹھی ہند میں زبان نہیں زینب ہو میں اٹھا سکتی ہوں قرآن نہیں زینب ہو	
۱۲	تجھ پہ میں صدقے ہوں اے فاطمہ کے درویش ظلم خنجر کا گلے پر ہوا بے حد و حساب	کر بلا کو کیا پھر ہند نے رو کر یہ خطاب پتھوں سے جہم کو کس طرح ہوئی زخونکی تاب
	دیکھو آقا کھڑی زنداں میں یہ دکھ پائی ہے دیکھئے آپ کے ناموس کو ہند آئی ہے	
۱۳	رن میں تم سوتے ہو اب کیا کروں میں دکھ پائی ہند پہچان گئی چپ نہ سکی میں بھائی	زینب اس طرح سے متفق کی طرف چلائی میری قسمت نے مصیبت یہ مجھے دکھلائی
منبر ۵۸	بھائی مارا گیا اور آئی نہ ہمیشہ کی موت ہائے کیا ہو گئی لوگو میری تقدیر کی موت	✽

راڈوں کا ملک شام میں جس دم گزر ہوا	۱	زانو پہ جھک کے شرم سے اوچانہ سر ہوا
وہ چھپا جیسے جسم پسینہ میں تر ہوا		ہر سر پہ عجم دیکھ کے ٹکڑے جگر ہوا
پھر کر تمام کوچہ و بازار شام میں		شہزادیاں پہنچ گئیں دربار عام میں
تادیر کی زید سے عابد نے گفتگو	۲	رودیا کے جھکائے ہوئے سر کو سب مدد
محبوب ہو کے تخت سے اٹھا سیاہ رو		داخل ہوا محل میں بد اطوار و تند خو
اپنے گھروں کو رو میہ سب شادماں گئے		زنداں کو اہل بیت امام زماں گئے
بیٹھے اسیر ظلم اندھیرے میں نئے گئے سر	۳	ڈر ڈر کے دیکھتی تھی سکیڑا دھڑ دھڑ
تھے کس قدر ٹھکے ہوئے سب خوش میر		گرتے ہی دست و پا کی نہ مطلق رہی خبر
جاگے تھے رات بھر جو بہت سست ہو گئے		دیوار پر بختار میں سر رکھ کر سو گئے
بانو سے دم بدم یہ سکتہ کا تھا بیاں	۴	کیا مکان ہے کہ ہوا تک نہیں جہاں
دیکھوں گی کس طرح سے بھلا شکل آسمان		ہے زمین تک نظر آتی نہیں یہاں
اماں سمجھوں گی جان خدا ہی بچائے گا		شب کو بھی کیا چراغ جلایا نہ بچائے گا
ایسی ہی شیرگی ہے تو بس ہو چکی حیات	۵	میں جانتی ہوں آج کی شب کو شہ فیات
سوتے تھے لے کے سینہ پہ بابا تمام رات		عادت مری بگاڑ گئے شاہ خوش صفا
جب شمع گل ہوئی ہے تو گھبرا کے روئی ہوں		اماں بھلا کبھی میں اندھیرے میں سوئی ہوں

لوچپ رہو کہ بیٹھے ہیں درپردہ نگاہاں	۶	آنکھوں سے آنسو پونچھ بھارہی ہے ماں
نکلا ہے چاند آئینگی اب چاند فی یہاں		صدقہ ہر ماں کی اور ٹھہر جائے گا مکاں
		جھونکے ہوا کے بھی کوئی ساعت میں آئیں گے
		داری ہم اپنی گود میں تم کو سلا میں گے
اصغر کو دیکھ سوتے ہیں جنگل میں ہم دوسے	۷	نام خدا انتہیں تو ہے صدقہ گئی شعور
قیمت مری بڑی ہے کسی کانہیں قصور		ہاں سچ ہے بھر کی آہ یہ بولی وہ ناصبور
		تم کچھ کہو مگر وہ بڑے خوش نصیب ہیں
		ان سے سب انکی چاہنے والے قریب ہیں
آئی پھر کے بجبے کی آواز ناگہاں	۸	ماں بیٹی میں یہاں تھی غم انگیز داستان
بھاگے امیر تو نہ بچے گی کسی کی جہاں		ہشیار بھائیو یہ پکائے رنگا ہیاں
		ترپے دل اور جس جو وہ چسپ ہو گیا
		زنداں کا در لحد کی طرح بسپ ہو گیا
ماں نے گلے لگا کے کہا شکر کی ہے جا	۹	چلائی جلد اٹھ کے سکینہ غضب ہوا
دیکھو گزر گئی ہے پھر رات میں خدا		قرباں جاؤں دل کو سنبھالو پے خدا
		اب تو بنی ہوئی ہے خدا پر نظر کرو
		تا صبح جس طرح سے ہو بیٹی بسر کرو
اس رات کی طرح سے بڑا دمدم تعب	۱۰	تدبیریں ماں نے کیں پے تسکین عجب عجب
ناچار ہو کے گود میں لیٹی وہ خوشی لقب		رونے میں کٹ گئی جو سکینہ کو نصف شب
		سستی کمال خاطر نازک پہ چھپا گئی
		باتیں جو ماں نے کیں تو ذرا نیند آگئی

سوتی تھی کوئی دم کہ بندھا آنسوؤں کا تا پھیلائے ہاتھ دھونڈتی اٹھی وہ دلفگار	۱۱	دیکھا یہ خواب آئے ہیں سلطانِ نامدار جھک جھک کے دیکھتی تھی ہر اک سمتِ بار بار
بھہرتی تھی ہے غضب کا اندھیرا ضیا نہیں بابا کہہ کھڑے ہو مجھے سو بھبتا نہیں		
تھے سب حرمِ ایتیم کے باتوں پہ نوحہ گر ناگہ گئی یزید کو اس حال کی خبر	۱۲	بقے تھے پاسباں بھی منہ ڈھانپے ہانپ کر جھلی ہوئی ہے دخترِ سلطانِ بجزویر
شریاد کر رہی ہے عجب اضطراب ہے بابا کو دیکھنے کے لئے بے قرار ہے		
لے جاؤ فرقِ شاہ یہ بولا سیاہ رو تھی راہ میں چمک سرائور کی چار سو	۱۳	لے کر حرمِ حسینؑ روانہ ہوئے عدد زندان کے پاس جا کے جو دی گیسوؤں نے بو
سیدانیوں میں حشر ہوا صفِ اُلٹ گئی زندان کے در سے آ کے سکینہؑ لپٹ گئی		
خوش خوش کھڑی ہوئی تھی سکینہؑ لگا ئے اس پھیلی ضیائے حسنِ شہنشاہِ حق شناس	۱۴	اتنے میں داہوا جو در آئی گلوں کی باس روشن ہوا مکانِ جو مدت سے تنہا اوداس
دوڑے حرمِ حسینؑ کی تسلیم کے لئے سجاد اٹھ کھڑے ہوئے تعظیم کے لئے		
پھیلانے کے دونوں ہاتھوں سے داماں پیر چومی کبھی جسیں کبھی عارض کبھی دہن	۱۵	معصومہ نے لیا میرِ سلطانِ بے وطن تھا سر کے گرد مجمعِ اولادِ پنجستن
بیکس بہن جدھر تھی شہِ مشہدین کی آنکھیں اُسی طرف کو لگی تھیں حسنین کی		

بیمبھی زمیں پرے کے سکینہ سیرام غش آگیا کہ لائی قضا موت کا پیام	۱۶	منہ رکھ کے منہ پر خوب کئے اُنس کے کلام پیشی سر پر دے کھینچی جب رگیں تمام
تھا منہ پر منہ کے زلیت کا نقشہ بدل گیا ہچکی بس ایک آئی دیں دم نکل گیا		
بابا سے مل رہی ہے سبھوں کو یہ تھا گماں واری بس اب اٹھو کہ ملیں اور بی بیاں	۱۷	سرمہ ہوا تو بولی یہ شانہ ہلا کے ہاں سنتی ہر دو بھی کو سر سرورِ زماں
پایا نہ کچھ جواب تو غم دل پر چھا گیا رو کر کہا یہ سب نے کہ شاید غش آگیا		
بانو نے جب زمیں سے اٹھایا سنبھال کر گردن کو اس طرف سے جو تھا ماحصلی ادھر	۱۸	دیکھا تو اختیار میں ہے دستِ پازیر ہے یہ کیا ہے ماں نے کہا تھام کر جل کر
کس کو دکھا کے فکر دوا و غنڈا کروں زنداں کا در ہے بند سکینہ میں کیا کروں		
کرتا اٹھائے سینہ کو دینے لگی ہوا سجاد سے کہا کہ ادھر آؤ میں مندا	۱۹	زینب سے کی عرض کیڑھنے کوئی دُعا بیٹا بہن کی نبض کو دیکھو مرض ہے کیا
چونکا ہے ہیں سب جو دست و پا نہیں غش میں کبھی یہ حال کسی کا سنا نہیں		
دیکھی جو نبض رونے لگے عابدِ حزیں جو حال ہو خدا کے لئے کہہ چکو کہیں	۲۰	ماں نے کہا تڑپ کے جھٹے تاب نہیں سجاد سر جھکا کے یہ بولے کہ مر گئیں
تکلیف دیجئے نہ تنِ پاشش پاش کو جلدی لٹائیے کہ اذیت ہے لاش کو		

چلائی ماں کے ہاے مری جان گئی	۲۱	آخر ہوئی نہ رات سکینہ گذر گئیں گھبرا رہی تھی شام سے دادی کے گھر گئیں
مکو		کیوں کر ملا مکان کہو کیا پستا دیا رستہ بہشت کا تھیں کس نے پستا دیا
صدقہ گئی ہو اس اندھیرے میں انتقال	۲۲	بیٹی یہ داغ دل نہ جانے گا ماہ و سال دید کوئی چراغ تو احساں ہے کمال
مکو		ہو روشنی یہ رسم ہے سائے جہان میں میت پڑی ہوئی ہے اندھیرے مکان میں
زنداں میں روشنی جو ہوئی کچھ دم سحر	۲۳	بالوں نے جھک کے روئے سکینہ پہ کی نظر کڑتے پہ چند خون کے دھبے ادھر ادھر
مکو		منہ زرد لاش فرش زمیں پر دھری ہوئی بالوں میں گرد خانہ زنداں بھری ہوئی
تھے ماں کے مین کیوں مری جا گیا دس علاج	۲۴	اٹھتے نہیں نماز کو اچھا تو ہے مزاج کھلتی تھی آنکھ آپ سے ہر روز کیا ہے آج
مکو		اعدا کہیں نہ آ کے جگا دیں یہ دہمیان ہے بیٹی بس اب اٹھو کہ پرایا مکان ہے
زنداں کی کہنگی کا یہ تم کو ملاں تھا	۲۵	جب تک بدن میں جان رہی کیا قتل رہا آئے گی آج قبر میں منہ دوس کی ہوا
مرثیہ		تکے نفیس نرم بچھونا نصیب ہو پھیلا کے پاؤں قبر میں بچھونا نصیب ہو

زنداں میں اہل بیت سیمبر اسیر ہیں	شدت میں تپ کی عائد ہے پراسیر ہیں
شیر بے کفن ہیں گلے سرا سیر ہیں	بچے جمدہ ہے ہیں تو مضطر اسیر ہیں
نخ زرد ہیں یہ آل ہمیشہ کارنگ ہے	بارہ تو آفتاب ہیں اک برج تنگ ہے
اے چرخ کیوں نہ گر پڑا تو وامصیبتا	شمشیر اور شہ کا گلو وامصیبتا
ریتی پیمصطفیٰ کا لہو وامصیبتا	زنداں میں فاطمہ کی بہو وامصیبتا
اللہ کی پناہ یہ بدعت جہان میں	حیدر کی بیٹیوں کے گلے ریسمان میں
بچوں کو اضطراب تھا سب سے زیادہ تر	سینوں میں ماں خوف کے تھرا تھا جاگر
تکٹے تھے ہم سم کے ہر دم ادھر ادھر	روتے تھے تا شام بلکتے تھے تا سحر
چوتھے برس میں چھوٹ گئی تھی حسین سے	پھٹتے تھے دل حرم کے سکینہ کے بین سے
گرتے سے منہ کو ڈھانپ کر تھی یہ بیاں	کس بن میں چھپ کے بیٹھ ہے بابا جان
سوئے ہیں دریں قفل لگا کر نگاہیاں	دھونڈوں نکل کے تم کو کہاں یا شیر زمان
جو آپ سے ملا ہوا سے لے کے جاتے ہیں	جاتے ہیں اگر کہیں تو پتہ دے کے جاتے ہیں
یہ کہہ کے ننھے ہاتھوں سے پٹیا جو اس کمر	سینے میں اہل بیت کے ٹکڑے ہوا جگر
زینب پکاریا ہائے شہنشاہ بحر و بر	۵ بونی یہ تھام تھام کے بانوئے نوجہ گر
راحت سے تم کو چھاتی پر اپنے سلائیں گے	بنی کے بابا جان بھی کچھل کر آئیں گے

اس ذکر سے ملا جو دلِ ناتواں کو چین خاموش ہو گئے محرمِ شاہِ مشرقین	۶	آنکھوں کو بس جھپکنے لگی شب کی نورِ عین گودی میں ماں کی سو گئی وہ عاشقِ حسینؑ
ڈر ڈر کے چونک پڑتی تھی ہر دم یہ حال تھا بیکس کو خواب میں بھی پدر کا حسیال تھاؑ		
گودی میں چینِ پاک کے جو غافل ہوئی ذرا اکدوشنی زیں سے ہے تا گنبد سما	۷	سوتے ہی اس نے خواب میں دیکھا ایہ کوسوں سوادِ شام میں ہے صبح کی ضیا
قدسی درود پڑتے ہوئے ساتھ آئے ہیں فل ہے حسینؑ بیٹی سے ملنے کو جلتے ہیںؑ		
بیٹی سے شرنے اپنی مصیبت جو کی بیاں خراطِ قلعے سے کھل گئی آنکھ اس کی ناگہاں	۸	روئی میانِ خواب ترپ کر وہ نیم جاں دیکھا کہ تیرگی ہے وہی اور وہی مکاںؑ
وہ درشنی وہ صحبتِ عشقِ فنا گئی کانوں میں بیڑیوں کی پھر آواز آ گئیؑ		
آنکھوں کو مل کے دیکھتی تھی وہ ادھر ادھر مادر سے جب لپٹ کے پکاری بدیدؑ	۹	ظلمت یہ تھی کہ کام نہ کرتی تھی کچھ نظر گھبرا کے بولی بانوئے ناشاد و لوحہ گر
قربان جاؤں کیا ہو اکیوں بے حواس ہو میں تو کہیں نہیں گئی تم میسرے پاس ہو		
روئے بوجہ دل کے سب حرمِ سرورِ شہید گھبرائی ہند دل پہ ہوا صد مہرِ شدید	۱۰	اپنے محل میں چونک پڑا خواب سے یزید بولی قریب یاں سے خرابہ ہے یا البعید
آواز سن کے ٹکڑے مرے دل کے ہوتے ہیں یہ کون سے حسینؑ کو سب مل کے روتے ہیںؑ		

اپنے گھر میں چین سے سوتے ہیں لوگ سب	۱۱	گذری ہے ان کو پیٹنے رونے میں نصف شب ان قیدیوں پہ کونسا ہے صدمہ تعب
لڑکی ہے یہ کوئی کہ بہت بلبلاقی ہے		سینوں کے پیٹنے کی صدایاں تک آتی ہے
کہہ کر یہ بات بھیجی وہاں پیک تیز گام	۱۲	جلد آگے اس نے واں سے کہا ماجرا تمام سن کر خواص آئی قریب امیر شام
زندہ ہے وہ مریض جو زار و زار ہے		رد کی مگر ہے اک وہ بہت بیقرار ہے
وہ سنگ دل بھی رونے لگا سن کے یہ خبر	۱۳	کچھنے لگا خواص سے آخر وہ گہر پہنچا خزانہ دار کو یہ حکم دور کر
ڈوبے لہو میں چاند سے رخسار دیکھ لے		بیٹی پدر کی شکل پھر اک بار دیکھ لے
بریا ہوا حسین کا بیویوں میں غل ادھر	۱۴	پہنچا جو سر کو لے کے خازن قریب در کھلو کے قفل کو یہ پکارا بحشیم تر
پہنچا ہے یاں کے رونے کا غل اسکے کان میں		حاکم نے کچھ سکینہ کو بھیجا ہے خوان میں
فقتہ نے بڑھ کے خوان جو کھولا بحشیم تر	۱۵	سمجھے یہ اہل بیت کہ طالع ہوا قدر گھر کے بی بیوں نے جو کی خوان پر نظر
بی بیوں جھلیں حسین کی تسلیم کے لئے		سباؤ اٹھ کھڑے ہوئے لعظیم کے لئے

سب سینہ زن تھے گرد شہنشاہ بحر و بر	۱۶	اُس حشر میں رہی نہ سکینہ کی کچھ خستہ دیکھا جو اُس نے رزے شردیں کو جلوہ گر
چلائی دیکھو خالق اکسیر کی شان کو		لوا مال جان پاگئی میں بابا جان کو
یہ کہہ کے جھک گئی سر شہ پر دختہ جاں	۱۷	نے وہ تڑپ تھی پھر نہ وہ زاری نہ وہ نفا غش ہو گئی یتیم ہوا سب کو یہ گھماں
ذنیب پکاری باپ کی عاشق گذر گئی		گودی میں کس کو لگی سکینہ تو مر گئی
باز وہلا کے بانوئے ناشاد نے کہا	۱۸	بی بی ہر پدر سے اٹھاؤ تو سوز را باتیں ابھی تو کرتی تھیں آنسو بہا بہا کے
منہ دیکھتے ہی زلیست کا لقمہ بدل گیا		کس وقت سانس رک گئی کب مٹ گیا
لوما تھ جوڑتی ہے یہ ماں اے سکینہ جاں	۱۹	مجھ کو بلاؤ تم ہو جہاں اے سکینہ جاں ڈھونڈوں نکل کے تم کو کہاں اے سکینہ جاں
میں جانتی ہوں موت سے بدتر حیات کو		اب کون سوئے گامرے پہلو میں رات کو
بچی یاں تجھے کہ گھراں ڈھونڈنے کو جائے	۲۰	اے نور دیدہ تم نے قیامت کے دکھا اٹھا چھٹ کر پدر سے گھر کیا نکھائیں ملنے کھائے
مجھ سا بھی بیکس و بے پر نہ ہوئے گا		پہلو میں ماں کے پیٹھ کے اب کون روئے گا

<p>قربان جادوں قیدی دام بلا ہے ماں مجنور ہے غریب ہے بیدست و پا ہے ماں</p>	<p>۲۱</p> <p>آفت میں بعدِ سبطِ نبیؐ بستا ہے بی بی کو دے کہاں سے کفن بے ردا ہے</p>
<p>پہلے ہی خاک میں ہے بدن سب اٹا ہوا لے جاؤ قبر میں یہی کرتا پھٹا ہوا</p>	<p>۲۲</p> <p>سب بی بیان لپٹ گئیں میت سے دوزخ لے کر بلائیں کہتی تھی ماں سوختہ جب گھر</p>
<p>مرثیہ ۶۰</p> <p>اماں کو چھوڑے جاتی ہو رونے کے واسطے بی بی چلیں مزار میں سونے کے واسطے</p>	<p>۱</p> <p>انسان کیلئے قیدِ ہلاکت کا سبب ہے امید رہائی کی نہ ہووے تو غضب ہے</p>
<p>بازو بھی رس سے چیلے گردن بھی چھیل ہے بچپن میں امیری بھی یتیمی بھی ملی ہے</p>	<p>۲</p> <p>چو تھابریں آغازِ یس کی ہے صغیری تھی جس کے بزرگوں کو دو عالم کی امیری</p>
<p>سسر کو درودِ یوار سے ٹکراتی ہے کیا کیا پہلی جو امیری ہے تو گھبراتی ہے کیا کیا</p>	<p>۳</p> <p>ہر شب درِ زنداں پر وہ شبیر کی شیدا بیگم مرے بابا کو یہ پیغام دے میرا</p>
<p>پالہ ہے مجھے تم نے بڑے ناز و نفسم سے اب اپنا جگر سخت کیا آپ نے ہم سے</p>	<p>۴</p> <p>چلاتی تھی رو کر ہے کوئی رحم دل ایسا زنداں سے سکینہ کو نہیں چھوڑتے اعدا</p>

۴	ہاں کہتی تھی پیغام کے دیتی ہو ماری لیجا لیگا اس دکھ میں خبر کون تمہاری	تار یک ہے شبِ خلق خدا سوتی ہے رمل وہ کہتی تھی لوگو نہ کرو فکرِ ماری
	اب تو نہیں رو کر میں سستیاں ہوں کسی کو ان باتوں سے ہوتی ہے تسلی مرے جی کو	
۵	یہ کہتی تھی اور چشمِ سکینہؓ تھی سرِ راہ پیدا جو ہاں ایک ضعیفہ ہوئی ناگاہ	تنہا درِ زنداں پہ کھڑی کرتی تھی وہ آہ چلاتی تھی ہر دم کے دوزباں مرے اللہ
	دو ننھے لاشے تو وہ گودی میں لئے تھی اور خاک بھرے ہاں پریشان کے تھی	
۶	پایں آکے سکینہؓ کے وہ بی بی ہوئی گویا تو رحم کے قابل ہے کہ بابا نہیں تیرا	صدقے ترے بچپن کی یتیمی کے یہ دکھیا کیا کہتی ہے تو باپ کو ابے باپ کے شیدا
	میں حال تیرا مید والا سے کہوں گی پیغام بخوبی ترے بابا سے کہوں گی	
۷	نہارو کی لگی پوچھنے بنتِ شہ ابرار وہ بولی کہ میں غزوہ بیکس جگر افکار	تم کون ہو جو ہم سے غریبوں پہ یہ پیار مظلوم پسِ مردہ شہیدوں کی عزادار
	رونے کو ترے باپ کے لاشہ پہ چسلی ہوں میں مادرِ مظلوم حسینؑ ابنِ علیؑ ہوں	
۸	میں وہ ہوں کہ بگڑا پس جس کا پڑا ہے اک لال مرابطی میں بھی قتل ہوا ہے	میں وہ ہوں کہ گھڑ جس کا کوئی بار جلا ہے یہ ماتھے پہ لاشہ اسی بچے کا دھرا ہے
	یاں آئی تھی رونے کو اسیرانِ بلا میں اب جاتی ہوں سرِ پیٹنے کو کرب و بلا میں	

ہوش آیا تو وہ بی بی نہ اُس کو نظر آئی ۹ اہل مری دادی ابھی تشریف تھیں لائی	غش ہو گئی یہ سن کے شبیر کی جانی پھر بانو کو چلائی وہ گردوں کی ستانی
روقی تھی اسیری پر مری پیشہ کے سر کو پیشہ ام مرا لے گئی اب مرے پدر کو	
اب بات سے سب بی بیاں کرنے لگیں زاری ۱۰ کس شان سے دادی یہاں آئی تمھیں تمھاری	رو کر کہا زینب نے یہاں آؤ تو واری پاس آ کے یہ کہنے لگی شبیر کی پیاری
سب آپ کا سالقشہ تھا سرائے کا کھلا تھا اور تازہ لہو دادی کے چہرہ لگا تھا	
دو منھے سے لائے تھے لیس گو د میں رہتا ۱۱ زینب نے کہا دودھ اگلتا ہے جو بچا	اک خون اگلتا تھا تو اک دودھ اگلتا اصغر ہے وہ اصغر ہے جو مارا گیا پایا
اور خون گلے سے جو اگلتا ہے وہ کیا ہے وہ محسن معصوم ترا چھوٹا چچا ہے	
بیتاب زیادہ ہوئی وہ شاہ کی دختر ۱۲ بھجوا دیا حاکم نے سر سبط پیمبر	اب لکھتے ہیں طالع جو ہوا مہر منور تاصبر و تسلی ہو سکینہ کو میسر
صدمہ ہوا پھر اور سکینہ کے جگر پر قربان ہوئی ہائے پدر کہہ کے پدر پر	
تھا کچھ نہ کفن کے لئے سیدانوں کے پاس ۱۳ ماں کہتی تھی افسوس ہے جیتے نہیں عباس	میت کو لئے گو د میں روتی تھیں لہو دیا ہر وقت سکینہ کا نہایت تھا انھیں پاس
وہ ہوتے تو تابوت بھی سا ماں سے اٹھتا چھوٹا سا جنازہ یہ بڑی شان سے اٹھتا	

یہ دیکھ کے گھر لگے زنداں کے نگہبیاں جس بچی کے رونے پر گہر کتے تھے ہر اک آن	۱۲	حاکم کو خبر کی کہ بہت ہم ہیں پشیمان سوہائے پدر کہہ کے وہ اب ہو گئی بے جاں
کچھ دفن کی خاطر نہیں تشویش برسی ہے سیدانی کفن کے لئے محتاج پڑی ہے		
بے رحم تھا ہر چیز بہت حاکم عندار بچنے لگا پوچھ آویہ زینب سے بہ تکرار	۱۵	یہ واقع پر سن کے بہت زودیا مکار بھجوا دوں میں تابوت کفن جیسا ہو درکار
حکام سے سب اسباب تامل تمہیں کیا ہے محتاج کی میت کے اٹھانے میں جزل ہے		
زنداں کو چلا شریعین لے کے یہ فرماں سب بیچ میں میت کو لئے بیٹھے ہیں جان	۱۶	دیکھا تو اسیروں میں ہے اک حشر کا سامان زینب نے کہا زور دے کے یہ شمر سے اُس آن
حاکم سے ذرا پوچھ لئے تشویش ہے ہم کو میت کو اٹھانے میں ہے کیا حکم حرم اکو		
وہ بولا سلامت ہے سرکار ہماری ہو جائیگی مد فون یہ شبیر کی پیاری	۱۷	ادنی کے اور اعلیٰ کے لئے رفیع ہے جاری حاکم سے کفن لاؤں گا اس کے لئے بھاری
تبدیل کرو خون بھرا پیسہ بن اس کا میت سے صدا آئی نہ لیں کفن اس کا		
متزل کی طرف دیکھ کے زینب یہ پکاری فراد تو نادار بہن کیا کرے واری	۱۸	اے بھائی غل آتا ہے حرصت میں ہمارا محتاج کفن کے لئے ہے آپ کی پیاری
اس دکھ میں خبر آپ نہیں لیتے ہیں بھائی اب غیر سکینہ کو کفن دیتے ہیں بھائی		
مرثیہ		نمبر ۶۰

یعنے سکینہ مرگئی یا دِ امام میں شہر کے سلام کو گئی دارالسلام میں	جب گل ہوا چراغِ حرم قیدِ شام میں دیکھے ستم یزید کے دربارِ عِمام میں
دنیا میں دادِ رس نہ ملا دادِ خواہ کو جا کر نشانِ طمانچوں کے دکھلائے شاہ کو	
غل پڑ گیا جیسی کی عاشق نے کی قضا چلائی صد قہ جاؤں تجھے دے گئیں دغا	۲ بانو نے نبض دیکھی تو پایا نہ دمِ ذرا اپنی کہی نہ مری سنی ہائے کیا کیا
اصغر کو کچھ پیام بھی میں نے دیا نہیں تم چل بسیں اور اماں نے رخصت کیا نہیں	
بابا کی پیاری اماں کی پیاری زباں کو کھول ماں رو رہی ہے دیدہ گوہرِ شاں کو کھول	۳ لائی ہوئی شربتِ مری پیاسی کو کھول مہاں بندھے گلے سے نہ جا رسیاں کو کھول
دادی کڑیں گی جی بی کی زلفیں سوار لوں تو اٹھو یہ مچھٹا ہوا کرتا اتار لوں	
اصغر کی بھولی باتیں سناؤ نشتِ اراں سیلی کانیل ماں کو دکھاؤ نشتِ اراں	۴ اکبر کا ذکر کر کے رُلاؤ نشتِ اراں بابا کو جا کے در پہ بلاؤ نشتِ اراں
ماتم کے غلغلے ہیں نہ رونے کے جوش ہیں بی بی آپِ مخوش ہے تو سبِ مخوش ہیں	
منہ ڈھانچنے کا وقت ہے کھپلا پھر ہوا کرتے سے منہ کو ڈھانچے پہلے میں بیٹھ جا	۵ بابا کو تیرے روتی ہوں اٹھ ساتھ دے را اماں کی بیٹی اماں کو آواز دے رہنا
ماتم سرا یہ گھر تھا تے بین کرنے سے زنداں سونا ہو گیا بی بی کے مرنے سے	

۔ ملک شام میں ہے

ایاں کس کے پاس رہتی تھی شہ کر بلا نہیں نادار مال ہے پانی نہیں اور غذا نہیں	۶	بی بی کے ناز اٹھانے کی خاطر چچا نہیں پر اب کھن کے واسطے مطلق ردا نہیں
اماں کے پاس رہنے سے ایذا اٹھا چسکیں بی بی ملاپچے کھا چکیں گردن بندھا چسکیں		
سہوا کیا ہو بی بی یہ غصہ کبھی اگر روئے نہ دیتی تھی جو تہیں یاں میں نوہر گر	۷	صدے پیر کی پیاس کا بانو کو عفو کر قربان جاؤں شمر لیں کا تھا مجھ کو ڈر
میں تو یہ کہہ رہی ہوں کہ نقصہ سیر بخشد تم بھی کہو کہ اماں مجھے شیر بخش دو		
تم نے جو شام سے مرے زانوں پر سر دھا آئی ہے آج سونے کو خود میری مہ لقا	۸	میں سمجھتی تھی کہ کانوں کا کچھ درد کم ہوا اس دردِ لادوا کی خبر تھی نہ مطلقا
آباد گو دکی تھی مری حنالی کرنے کو سوئی تھی آج پاس مرے بی بی مرنے کو		
دیش تھی جو بی بی کو ملکِ عدم کی راہ گہنی تھی مجھ سے شام کبھی ہوں گے تم تباہ	۹	ان روزوں ماں کا پیا رزیا دہ ہوا تھا وہ باور نہ مجھ کو آتا تھا اے نور چشم آہ
اب ماں سے تم بکھر گئیں کنبہ سے چھٹ گئی بسببیں تھیں تم نین لٹ گئی والہ لٹ گئی		
اب کر جانہ ہوتے تھے بابا سے ایک دم اب نا امید ہو گئے دونوں طرف سے ہم	۱۰	اصغر سے اور تم سے بھلتا تھا میرا غم دکھیا اے میرے دکھ کے سد کھا بیگ قمر
تقدیر کسی پھر گئی مجھ خستہ حال کی وہ چھہہینے کے گئے تم چپا رسال کی		

بائو کے بین کٹا کے حرم روئے بے شمار	۱۱	سُن کر یہ غل پکارا زیند جیبت اشعار
بھجوا یا شہ کا سر بھی اور ان کو نہیں قرار		آئی خبر کہ باپ پہ بیٹی ہوئی نشتار
ایسی کسی کی موت نہ ہوگی زمانے میں		سیدانی بے کفن ہے پڑی قیہ خانے میں
اس بے کسی پہ رویا زیند اور یہ کہتا	۱۲	جا کر کہو حرم سے کہ لے آل مصطفیٰ
احساس سے زہیرے کرو غیرت دھیا		سامان مجھ سے لے لو سکیئہ کے دھیا
پردے میں شب کے سوئپ دو اس نیک ذات کو		زہرائی طرح دفن کر داس کو رات کو
آئے رکھے ملازم حاکم موتے حرم	۱۳	حاکم سے جو سنا تھا کہا سب وہ اک قلم
زینب پکار دی آل رسولِ خدا ہیں ہم		غیرت تو دم کے ساتھ ہے غیرت کیا کلم
عرصہ جو اس کے دن میں ہو گا تو کیسا ہوا		بے گور باپ بھی تو ہے رن میں پڑا ہوا
مردے کا پردہ کرتا ہے لے بانی جفا	۱۴	مردہ جو شب کو دفن ہوا اس سے فائدہ
امیہ جیسا غریب کی میت کا اٹھنا کیا		پردے شامیانہ زہرین نہیں تورا
خیرات کو نہ غسل نہ یا قوت چاہئے		نہی سی قبر چھوٹا سا تا بوسٹ چاہئے
اب تو بڑا سلوک یہ ہے قیدیوں کیساتھ	۱۵	آیا ہے لوٹ میں جو ہمارا تسکات
بھجوا دے اس میں علم شافہ نیک فئات		اور وہ مردا کر اور بھی تھی زہرائے تافئات
زندہاں سے اپنے گھر جو سکیئہ روانہ ہو		بس یہ ردا کفن ہو علم شامیانہ ہو

ہلالِ محرمِ حمد دوم

جب یر پیام حاکم بے رحم کو گیا
۱۶ اسباب اس نے بھیج دیا منفعس ہوا
سادات میں دوبارہ قیامت ہوئی یا
کفن کے مردہ ننھے سے تابوت میں رکھا

زنجیریں پہنے عابد بیکیں کھڑے ہوئے
میت کے گرد آن کے جھوٹے بڑے ہوئے

العقہ جنازے کو لے کر چلے حرم
۱۷ جب مقبرے میں شام کے پہنچے اسیر غم
مانند شامیانہ کے کھولے ہوئے علم
اور قبریں اتارا وہ مردہ بحشتم نم

بالائے قبراہل حرم روئے شور سے
آواز آئی بچے کے روئے کی گور سے

جھک جھک کے دیکھا یوں تو یہ نظر پڑا
۱۸ بیٹھے ہوئے ہیں قبریں سلطان کوٹلا
اصغر ہے انکی گودیں خواہر کو رو رہا
زینب نے لے کے ہاتھوں پیرن کو کہا

اپنی نشانی دختر خیشبکی سے لو
لو بھائی جان اپنی امانت بہن سے لو

ہیٹی کو تو بلایا مجھے کب بلاؤ گے
۱۹ یا اور کچھ دنوں ابھی در در پھر آؤ گے
کیا الگ مجھی کو سب کی عزایں لاد گے
بے دارٹی بہن کو نہ کیا تم چھٹاؤ گے

مرثیہ
آئی نذا کہ قید کی دست گذر گئی
اب مخلصی ہے مرنا تھا جس کو وہ مر گئی

جب داغ بیکی نہ سکی نہ اٹھا سکی
۱ اور درد دل نہ خوف کے مارے سنا سکی
کھائے طائغے شکر کے جب تک کہ کھا سکی
بن کم تھا دکھ بہت نہ برداشت لاسکی

روئی تو ظالموں نے جفا بے شمار کی
آخر یہ جو دیکھ کے موت اختیار کی

گراہ کی تو شریک راخوشش ہو	۱	ادرچپ ہوئی توبے پردی نے کہا کہ رو
گہر شدت عطش سے پکاری کہ پانی دو	۲	کہ یاد کر کے رہ گئی بابا کی پیاس سے کوئی
سوئی جو آنسو بوجھ کے چشم پر آب سے		
ہے جبین کہہ کے بھرا ٹھہ بیٹی خواب سے		
دل میں سما گیا تھا جو شریعین کا ڈر	۳	سونے میں کانپ کانپ کیہتی تھی رات بھر
فریاد چھینتا ہے گہر شہر بد گہر	۳	آتا ہے ابی سعد چھپوں جلے میں کدھر
زینت بھی سنبھالو کلیجہ دھڑکتا ہے		
سجاؤ بھائی دیکھو یہ حال گٹرکتا ہے		
چپ تھی ٹیپ تھی بولتی جو تھی ڈری ہوئی	۴	واں شر آیاتن میں اُدھر تہر تہری ہوئی
تھی آہ آہ بات میں لب پر دہری ہوئی	۴	گردن کی ریسماں لہو سے بھری ہوئی
دم رکنے لگتا تھا تو رین کھول دیتے تھے		
ہاں جو شر بولتا تو بانگدھ لیتے تھے		
حرف درشت ظالموں نے بارہا کہا	۵	بیکس نے سن لیا نہ کسی کو بُرا کہتا
اللہ نے صبر یہ بھی نہ پوچھا کہ کیا کہا	۵	دیکھا فلک کو پیاس سے اور یا خدا کہا
کیا کیا نہ خلق کلمے حقارت کے کہہ گئی		
یہ بیکسی سے دیکھ کے منہ سب کارہ گئی		
جب پیاس لگی رو کے چچا کو پکاری	۶	دکھتے جو کمان شاوہ کو پکاری
آتا ہے جب کوئی تو حسد کو پکاری	۶	جینے سے تنگ ہو کے قضا کو پکاری
کہتی تھی نے چچا نہ امام اُمم رہے		
رولنے کو عدد وہے رونے کو ہر رہے		

سالِ شبِ وفات سکینہ ہے یادگار	۷	گویا کہ اپنی مرگ تھی بجیں پہ آشکار ماں کی بلائیں لیتی تھی وہ ماں کی غمگینا
تسلیم کو چھپی کی کبھی سہ جھمکتی تھی		تھی بے خطا پہ سب سے خطا بخشواتی تھی
گرا سے چپکے چپکے کبھی کرتی تھی بیاں	۸	کل اک جگہ میں جاؤنگی اس گھر سے میہماں دروازے میں قفل ہے گردن میں ریشماں
یہ کہتی تھی کہ قفل لگا ہے تو کیسا ہوا		زندان ہے بند روضۂ رضواں کھلا ہوا
زندان سے کہتی تھی یہ کبھی وہ اسیرِ غم	۹	ہو جائے گا کل ایک ترا میہماں کم بائو سے یہ خطاب کبھی تھا بخشہ منم
اک تازہ ہوت ہوگی نبی کے گھرانے میں		اماں لٹوگی آج کی شب قید خانے میں
بائو پکاری لٹ تو چکی اب لٹوں گی کیا	۱۰	بی بی نہ نام لٹنے کا لو تم پہ میں وندا لٹنے سے مری بی بی کا پردل نہیں بھرا
زینب کی پشت نوک سناں سے فگار ہے		پر مری پیاری لٹنے کی امید وار ہے
اب کیا لٹوگی مال نہیں زر نہیں رہا	۱۱	اکبر نہیں رہا علی اصغر نہیں رہا ہاتھوں میں ریشماں بندھی زیور نہیں رہا
دولت ہے کونسی جیسے زنداں میں کہو دنگی		رونا تھا جس کو رو دھکی اب کس کو رو دنگی

گرا بے اور تم ہو یہ سبھاؤ ناتواں	گریہ بجھی تو نام ہے ورنہ ہوں بے نشان
۱۲	ماں نے کہا خدا نہ کرے اے سکینہ جہاں
کی عرض دیکھ لوگی جو چھپے کو ہوئے گا	بابا کی رونے والی کو سب کنبہ سے لگا
۱۳	اعلیٰ سے نہ طود ہوا کچھ رہا ہی کا
نکلا گلا نہ طوق سے سبھاؤ بھائی کا	ظالم نے مردیا نہ شہ نہ شہ کر بلائی کا
پیر حیف سر چھپی کا مری ہے روا رہا	سورہ کفن پہننے میں بیٹی کے کیسا رہا
۱۴	کنبہ امیر دیس پرایا کفن کہان
حاکم عہد زمانہ لغی منہر صفت جہاں	کیا سبکیں کا وقت ہے ہم پر کہ الاماں
۱۵	میتے جی جب خبر نہ لی مرنے پہ لے گا کون
بابا ہی کو کفن نہ دیا ہم کو دے گا کون	
۱۶	میتے ہی میرے قید سے سب کنبہ ہو ہوا
جاتا ہے بخار بزاور کا بے دوا	جنت کو ہم رواں ہوں مدینہ کو اقربا
۱۷	غل ہو سکینہ لے کے بلا سب کی مرگی
جیڈر کی پوتی مشکیں آسان کر گئی	
۱۸	عابد سے پھر کہا جو نہ حجت کریں لیں
پھر سوچے پاؤں دیکھ کے بولی نہیں نہیں	جانا پسند کرنے کو تم قبر کی زین
۱۹	ایسے لعین اٹھ کے سنبھل سکتے ہیں کہیں
۲۰	تکلیف تم نہ کرنا مری روح روئے گی
بھیا جہاں کی خاک وہیں وصل ہوگی	

یہ کہہ کے اماں کی گود میں لیٹی وہ نوحہ کر
 کپڑے لہو میں لال بدن سب لہو میں تر
 ۱۷ آنکھوں میں خواب خوابیں آئے وہ پڑا
 لیکن نہ ہاتھ جسم مبارک پر تھے نہ سر

شہرگ کٹی ہوئی یہ کرامت دکھاتی تھی
 پیہم صدا سکینہؓ سکینہؓ کی آتی تھی

پہچان کر سکینہؓ صدائے شہ زماں
 جب ہم ملنے کھانچے تب تک تم یہاں
 ۱۸ تسلیم کر کے لپٹی کہا وہ بابا جی
 کہتی تھی اب میں آتے ہیں یا شاہ بیگیاں

کھداؤں کی گلے کو میں ہاتھوں سے باپ کے
 سوا ہاتھ بھی نظر نہیں آتے ہیں آپ کے

مشکل کش کے بیٹے کہو ہاتھ کیا ہوئے
 میں نے سنا تھا قتل شہؓ کر بلا ہوئے
 ۱۹ ہے یہ یہاں کو ہاتھ بھی دونوں جدا ہوئے
 گویا دھان زخم سے شاہؓ ہدا ہوئے

مرثیہ ۶۳
 وعدہ یہ سر دیا ہے تے بابا جی ان نے
 اے بیٹی ہاتھ کاٹ لئے سارے ان نے

اے مومنو کیا سخت امتحانی کی بلا ہے
 اس زخم کا مرہم ہے نہ اس زخم کی دوا ہے
 ۱ کس عمر میں یہ داغ سکینہؓ کو ملا ہے
 کس عمر میں یہ واقعہ کیا ہے

جب خاتمہ شاہؓ سرفراز ہوا تھا
 لکھا ہے کہ چوتھا برس آغاز ہوا تھا

اس سن میں کوئی باپ جدا ہونہ لپرسے
 پوچھے کوئی یہ درد یتیموں کے جوگر سے
 ۲ فرقت ہوئی طفلی میں سکینہؓ کو پدر سے
 بچپن میں پدر اٹھا ہو جن بچوں کو کمر سے

آغاز اس اندوہ کا انجام قصہ ہے
 یہ داغ یتیمی نہیں بیعت نام قصہ ہے

۳	ہے رسم کہ طفلی میں پدر مرتا ہے جس کا پر سرے سکینہ کے اٹھے جب شہ والا	دیتے ہیں اسے غیر بھی شفقت سے دلاسا
۴	مطلع	کھینچا کبھی بازو کبھی گیسوئے سکینہ آزردہ طانچو لے سے کیا روئے سکینہ
۵	زندان میں مقید جو ہوئے سب حرم شاہ بلوا ہوا میں درجہ کہ مسدود ہوئی راہ	انبوہ خلایق ہو اور وارے پہ ناگاہ سر شرم سے زنجیر پہ عابث نے دکھا آہ
۶	تھا وہ عرق شرم اسپروں کے بدن میں رونا تھا ہر اک عضو غم شاہ زمیں میں	کرتی تھی سکینہ وہاں حسرت سے نظار بابا علی اصغر کو کہاں لے کے سدھار
۷	مشتغول جو تھے کھیل میں اطفال وہ سارے کہتی تھی کہ کیا ہو گئے بھجولی ہمارے	سب بچے یہاں کھیلے ہیں خندہ زناں میں میں کھیلی تھی جس سے وہ اطفال کہاں ہیں
۸	ناگاہ نمودار ہوئی شام غریباں اک اک سے مخاطب ہوا وہ دشمن یزداں	آیا غضب آلودہ وہاں شمر بدایاں اب جاؤ گے ہوتا ہے مقفل در زنداں
۹	ہوئی گی رہائی نہ کبھی آل عباس کی کل دیکھو پھر سیر اسیران یلا کی	گم ہو گیا اب شخص کا فرزند قضا را فرزند بھی بابا اُسے کہہ کہہ کے پکارا
۱۰	یہ سن کے پریشاں ہوا انبوہ وہ سارا چلایا پدر اس کا رہا دل پہ نہ یارا	وہ طفل لپٹنے جو لگا آگے پدر سے پیدا ہوئی اک آہ سکینہ کے جگر سے

سہ یہاں سے بھی شروع کر سکتے ہیں۔

بھر بھر کے دم مرویہ کی بانو سے گفتا	۸	اس بچہ کو دیکھو تو کہ کیا خوش ہے یہ دلدار کیا نام پدر پیار سے لیست ہے ہر اک بار
دل میں جو مرے درد ہے خالق پہ عیاں ہے		یہ میں کس کو کہوں باپ مرا باپ کہاں ہے
بابا مرے ہوتے تو انھیں کہتی میں بابا	۹	اب باپ کہاں جس کو کہوں باپ میں کیا یوں کوئی پدر بیٹی سے غافل نہیں ہوتا
اے اے میں قید کیا شام میں لاکر		بابا مرے کیوں مجھ کو نہیں ڈھونڈتے آکر
یہ کہہ کر سکینہؓ پر جو رقت ہوئی طاری	۱۰	بس ہائے پدر کہہ کے کئی بار پکاری ترہی جو زمیں پر تو زمیں ہل گئی ساری
اب خوب رولاؤں گا تجھے میں نہ ڈروں گا		رہ تجھ کو امیروں سے جدا قید کروں گا
پھر شمر نے بازوئے سکینہؓ کو جو پکڑا	۱۱	کنبہ کی طرف اس نے عجب یاس دیکھا سب قیدیوں میں ایک قیامت ہوئی پرا
یوں لپٹی تھی بھائی سے وہ اس خوفِ خطر میں		اک ہاتھ تو گردن میں تھا اک ہاتھ کمر میں
منہ دیکھ کے سجادؓ کا کہتی تھی وہ ڈر کر	۱۲	اب آپ مرے رونے کے ضامن ہوں براؤ اگر تم سے چھٹی ذلیست مری ہو جائیگی کیونکر
اب روؤں تو جو چاہے کرے شمر سنگر		بھیا مجھے تو شمر سے اس وقت بچپالے
		اب روؤں تو کر دیجیو ظالم کے حوالے

اب دوئی سو میں روتی نہ پھر دوئی زہار	۱۳	اب روؤں اگر باپ کو اپنے تو گنہگار فرناؤں کے اب چھوڑے مجھ کو یہ جفا کار
کس طرح جدا کنبہ سے ہوئی گی سکینہ تم کہہ دو تم کھا کے نہ روئے گی سکینہ		
یہ کہتی تھی کھینچا جو ستم کرنے قضارا	۱۴	کرتا تو پھیلتا تھا وہ پھیلا اور بھی سارا تب جلد بیمار نے رو کر یہ پکارا
غافل تری دہشت سے نہ ہوئی گی سکینہ اب ایسا ڈری ہے کہ نہ روئی گی سکینہ		
یہ من کے جو زنداں سے گیا ستر ستمگار	۱۵	در بند کئے آن کے دیباں نے اک بار وہ خانہ تار یک تھا اور عزت اطہار
دہشت جو اسے ستر ستمگر کی بڑی تھی بند آنکھیں کے گود میں بانو کے بڑی تھی		
آہستہ بھی گر روتی تھی بنتِ شہ ابرار	۱۶	ماں کہتی تھی لے نے کے بلا میں کہ خبردار خاص ترے رونے کا ہوا ہے مرا بمیال
ماں کہتی تھی ہاں درد تو کانوں میں بڑا ہے سوجاؤ میں قرباں گئی شہر کھڑا ہے		
سوئی نہ ذرا رات کو نسبتِ شر ذیماہ	۱۷	گدزی جو وہ شب صبح نمودار ہوئی آہ بھجوا دیا زنداں میں حاکم نے سر شاہ
لین پہلے بلا میں سر شاہ شہدا کی بے ساختہ بابا کہا اور جانِ بند کی		

ماں نے کہا بس ہو گیا سبیر کا ماتم	۱۸	اب کون سکینہؓ کی طرح روئے گا ہر دم سر بیستی تھی چھوٹے سے ہاتھوں کی پیہم
گو شمر ڈراتا تھا نہ ڈرتی تھی سکینہؓ		کیا نوہ پدر کے لئے کرتی تھی سکینہؓ
بے ختم سکینہؓ پر یثربی و عسر یہی	۱۹	جب بہن نے پچھا تھا کہ تم کون ہو بی بی بتلا کے مجھ کو میں انکی ہوں لوندی
پانی نہ پیا صبر کیا تشنہ لبی میں		بچپن میں یہ غیرت نہیں ہوتی ہے کسی میں
لو شمر چمکتا ہے مہتیں اے مری پیاری	۲۰	اب ڈر کے لپٹی نہیں چھاتی سے ہماری دربار میں پھر مجھ کو لئے رجاتے ہیں ناری
اصغرؓ کو اب میں روتی ہوں سبھاؤ سکینہؓ		دربار میں بانو کے عوض حب اؤ سکینہؓ
اب ہم سے نہیں پوچھتے کب آئیں گے بابا	۲۱	کب ذکر نہیں کرتے کہ کب چھوئیں گے اعدا اب ماں سے نہیں کہتے کہ دم گھٹتا ہے میرا
اب کانوں کا دکھ درد سنا تے نہیں ہم کو		اب نیل طماخوں کا دکھاتے نہیں ہم کو
آفت میں گرفتار ہیں ناموسِ پیہر	۱	مجبور ہیں ناچار ہیں ناموسِ پیہر اور چین سے بزار ہیں ناموسِ پیہر
زندگیاں کی صعوبت ہے غریب الوطنی ہے		غل ہائے حسینا کلمے اور سینہ زنی ہے

اس قید میں تھا بالی سکینہؓ کو نہ آرام سب بھولی تھی بابا ہی بس یاد تھا اک نام	۲	سر پٹی تھی ہاتھوں سے رو کر سحر و شام اکہتی تھی کہ اماں نہیں جینے کی میں ناکام
پاؤں کی کہاں فاطمہؓ زہراؓ کے پس رکو ہیں ڈھونڈ رہی آنکھیں مرے مظلوم پد رکو		
یاد آتا ہے بابا کا وہ چھاتی پہ سلاتا وہ بیٹھ پر شفقت سے مرے ہاتھ پھرانا	۳	وہ پیار کی باتیں وہ مرا ناز اٹھانا اور پیاس سے ہر دقت وہ منہ چومتے جانا
تاج شہ لبس اب شاد نہ ہوئے گی سکینہؓ چین او بیکجا جب قبر میں سوئے گی سکینہؓ		
یہ نیں ملا پنجوں کے کئے آہ دکھاؤں عباسؓ چچا کو بھلا کس طرح سے پاؤں	۴	کالوں کی مین ڈکھ کا کے احوال سناؤں اکڑ ہی کہاں جن کو حمایت کو بلاؤں
ڈر شمر کا یہ ہے کہ میں چلا نہیں سکتی وہ آہ نہیں سکے میں وہاں جا نہیں سکتی		
یہ کہہ کے تڑپنے لگی وہ بیکس و دلگیر بھاتی تھی ہر بار اسے شاہ کی ہمیشہ	۵	سر پٹی کئی بار تو حالت ہوئی تغیر پراسی وہ بچلی کہ نہ بہہ سہل کسی تدبیر
یہ لہجہ عالم تھا دل غم ناک کے اوپر بس کی طعنے لوٹی تھی خاک کے اوپر		
اب لکھا ہے اس طرح سے راوی یہ بعد غم زندیاں میں جو ہیں عزت شاہنشاہ عالم	۶	حاکم نے بلا کر یہ کہا شمر سے پیہم ان سب کو مرے سامنے لے آؤ اسی دم
ہو عذر تو ایذا یہ انھیں دیکھو سب کو اک رسی میں بس جا کے جکڑ لیجیو سب کو		

حاکم سے منی ثمر نے یہ جس گھڑی گفتار اس شکلِ نجس پر جو نظر پڑ گئی اک بار	دانش ہوا زنداں میں وہ رستی نے نکار مادر سے لگی کہنے سکینہ جگر انکار
شر آیا بے گودی میں چھپا لو ہمیں اماں ڈر لگتا ہے چھاتی سے لگا لو ہمیں اماں	
اماں یہ دہی ہے میں تمہاری گئی واری یہ ہے دہی چھینی تھی ردا جس نے تمہاری	جس نے مرے کانوں سے مرے بالی آہلی بارے تھے طمانچے مجھے اس نے کئی باری
پایزب اسی کجخت نے چھینی تھی ہنی سے کبر اکو ڈلاتا تھا یہ نیزہ کی انسی سے	
آگ اس نے مرے بابا کے خیمے میں لگائی مانی نہ ذرا اس نے عمر کی دوحہ سائی	مزد بھی اسی نے مرے بابا کی جلائی بیڑی مرے بھائی گواہی نے تھی پہنائی
پھین تھی ردا بی بیوں کے مرے اسی نے اور گھینپنا تھا سہاڈ کو بستر سے اسی نے	
کرتی تھی سکینہ یہ بیاں بادل پر غم باندھا جو اسیروں کو ہوا سب کا یہ عالم	جو ہاتھ میں رسی لئے آپہنچا وہ اعلم گلدستہ میں جون باندھتے ہیں پھولوں کو باہم
سب جھوٹے بڑے گیارہ اسیرانِ رستم ہیں سجاد یہ زمانے تھے وہ بار ہوں ہم ہیں	
ناموسِ پیر پر عجب وقت پڑا تھا سجاد کی گردن میں بندھا ایک سرا تھا	رسی میں برابر بندھا اک اک کا گلا تھا اور دوسرا کٹھنم کی گردن میں بندھا تھا
مرنے لگے تھے اور چہروں پر صبا خاک ٹپتے اک رسی تھی اور بارہ اسیروں کے گلے تھے	

یوں لے چلائی جبکے گلے باندھ کے بدلیش	۱۲	لے چلتے ہیں جوں ذبح کو قضاہ بُڑھش تھے ایک تو سب دل غ عزیزاں سے دلش
لگتی تھی سودی کی رگڑ راہ چلے سے		بہت اتھا لہو بالی سکینہ کی گلے سے
رسی میں بندھے تھے جو وہ سب آلِ پیمبر	۱۳	ان سب میں بہت چھوٹی تھی شیدری دختر قداس کا نہ تھا ان سبھوں کے قد کے برابر
جلدی جو بہت چل نہیں سکتی تھی سکینہؓ		اٹھ جاتے تھے پیر اُس کے لنگھتی تھی سکینہؓ
چلاتی تھی کوئی مرے بابا کو بلالے	۱۴	جو قید سے اس لاڈلی بیٹی کو چھڑالے اس رسی کے پھندے سے گلا میرا نکالے
یہ بین جو کرتی تھی بصد جوش سکینہؓ		شمر آئے چھڑکتا تھا کہ خاموش سکینہؓ
کہتا تھا خردار کوئی منہ سے نہ بولے	۱۵	رونا گسی کو آئے تروہ چمکے سے رولے خولی سے یہ کہتا تھا کہ نزدیک تو ہولے
سجاد کے گویا تھے تو گردن میں بندھے ہیں		نمبر ۶۵
پر اور تو سب قیدیوں کے ہاتھ کھلے ہیں		مرثیہ
جب خانہ زنداں میں سکینہؓ نے قضا کی	۱	یعنی مرثیہ پر جاں اپنی مندا کی رو کر کہا بانو نے جو مرضی ہو حسدا کی
مقتل میں تو اکبر سے اور اصغر سے بھٹی ہیں		زنداں میں اس لاڈلی دختر سے بھٹی ہیں

۱	اے بیکیں و مظلوم بد رعاشوں داور ہم رو نہیں سکتے ہیں تمہیں شمر کے ڈر سے	۲	پھر بونی سکینہؑ کی وہ میت سے لپٹ کر پوچھے کوئی یہ درد اسیروں کے جگر سے
۳	تم سامنے بابا کے جو فردوس میں جانا اور بیٹھ کے زانو پہ مرا حلال سنانا	۴	یہ میری اسیری یہ مرا بلوے میں آنا زینب کی بھی روداد کو بابا سے بنانا
۵	پوچھیں وہ اگر حلال اسیروں کا کیا ہے کہہ دینا کہ رسی سے گلاسب کا بستہ ہے	۶	یہ بین تو کرتی تھی وہاں بانو کے ناشاد کہہ دینا کہ رسی سے گلاسب کا بستہ ہے
۷	دل شاد ہو تم سب کے ہے حاکم نے کیا یاد جو آیا یہ کہتا ہوا شمر ستم ایجاد	۸	اس شمر سے تو روح سکینہؑ پر لب ہے زینب نے کہا کہہ دو نیاں آئے یہ جلا
۹	معصوم کی میت پر یہ آیا تو غضب ہے اس شمر سے تو روح سکینہؑ پر لب ہے	۱۰	کہنا لگایہ شمر کے زینب دیجہا معصوم کی میت پر یہ آیا تو غضب ہے
۱۱	تم قیدیوں پر رحم اُسے آیا ہے واللہ اس واقعہ سے ہو گیا حاکم ابھی آگاہ	۱۲	اس وقت میں محتاج ہوں تم ایک ردا کو کہنا لگایہ شمر کے زینب دیجہا
۱۳	کفتائیں گے ہم دختِ شاہِ شہد اکو اس وقت میں محتاج ہوں تم ایک ردا کو	۱۴	اب سب شمر نے کہنے لگی یہ دختِ شاہِ شہد اکو کفتائیں گے ہم دختِ شاہِ شہد اکو
۱۵	جیسے بھی اذیت تھی مونے پر بھی اید اب سب شمر نے کہنے لگی یہ دختِ شاہِ شہد اکو	۱۶	اب جا کے ملے یہ شہِ اقدس کے گلے سے جیسے بھی اذیت تھی مونے پر بھی اید
۱۷	اب جا کے ملے یہ شہِ اقدس کے گلے سے گر کہہ تو رہیں کھول دوں بیکیں کے گلے سے	۱۸	اب جا کے ملے یہ شہِ اقدس کے گلے سے گر کہہ تو رہیں کھول دوں بیکیں کے گلے سے

یہ کہنے کے ہوئی غرقِ عوقِ دخترِ زہرا	۷	نشر مایاکِ حاشایہ نہ ہو گایہ نہ ہو گا
لوں گی نہ کفن کسی نے احسان کسی کا		میت کا غریبوں کی ہے سنا مان بھلا کیا
جب تک نہ خدا دفن کا کچھ طور کرے گا		یہ مردہ کلیجہ پر اسیروں کے رہے گا
فتنہ نہ تو کفن کی نہیں کرنے کی گدائی	۸	لوٹتی ہے یہ اس کی جو محمدؐ کی ہے جانی
گر قبر سکینہ نے نہ پانی تو نہ پانی		محتاج کفن باپ ہے بیگور ہے بھائی
اس کو نہ دیا غسل و کفن آہ کسی نے		کیا ایسی خطا کی تھی حسینؑ ابن علیؑ نے
پر ایک عرضِ تجھ سے ہے اے ثمرِ بد انجام	۹	بھجوا سواک چھوٹا سا تابوتِ سرِ شام
دربانِ مزاحم نہ ہوں دیدے انھیں احکام		تابوت لے لے نکلوں گی میں بیگم و ناکام
ہے دفن کی زہرا کی خبر خلق میں سب کو		یوتی کا بھی تابوت اٹھاؤنگی میں شب کو
حاکم کو دیا شرنے زینبؑ کا یہ پیغام	۱۰	یاں پٹنے رونے میں ہوا دوزخ و تمام
اک پردہ کھینچا شام کے نڈل میں سرِ شام		زینبؑ نے کہا آؤ زہرا کا ہے ہنس گام
جنت سے سکینہ کا کفن لاتی ہیں زہرا		اے بیو تعظیم کرو آتی ہیں زہرا
زینبؑ ابھی کہتی تھی یہ سرِ پیٹ کے اس جا	۱۱	پردہ کے پس پشت جو ماتم ہوا برپا
فساد و بجا و حسن و حیدر و زہرا		بوخلد کے کافور کی ہر سمت تھی پیدا
زہرا تو ادھر روتی تھی یوتی کے الم میں		اس سمت کو تھی سینہ زنی اہل حرم میں

یہ ذکر تھا موقوف جو پردہ ہوا ناگاہ	دیکھا تو گفن پوش ہے بنتِ شہِ ذبیحہ
مردہ پر نقد ہوئے سب آن کے اسجا	۱۲ پر شکل سکینہؓ جو لگے دیکھنے سب آ
دیکھا تو رنجِ پاک بہت گریہ گسلا ہے	اور نیل طمانچوں کا بھی عارض یہ عیاں ہے
تھی فرشتے تا عرشِ ندا ہائے سکینہؓ	۱۳ چلاتے تھے سب آلِ عباس ہائے سکینہؓ
رسی میں بندھا تیرا گلا ہائے سکینہؓ	بچیں ہی میں کی تو نے قضا ہائے سکینہؓ
مگر بھی رہی دورِ شہنشاہِ زمیں سے	بس قبر کی افیت تھیں لانی تھی وطن سے
رو کر یہ کہا بانو نے عابد سے کہ واری	۱۴ تم صاحبِ اعجاز ہو تم خاصہ باری
اب دور کرو پاؤں سے زنجیر بہاری	میت کے چلو ساتھ یہ خواہ رہے تمہاری
جب تک یہاں بیگور یہ نادان رہے گی	والی کی مرے روح پریشان رہے گی
ماہی سے ابھی کہتی تھی یہ بانوئے دلگیر	۱۵ ناگاہ کہا غصہ نے اے زوجہٴ شبیر
رونا تو ہے سب سڑ کر و دفن کی تدبیر	میت کے اٹھانے میں ہے اب کنی تاخیر
تیار ہو جی بی در زنداں تو کھلا ہے	تابوت بھی دروازہ پہ چھوٹا سا دہرا ہے
تابوت کو نکلے ہی وہ رو کر یہ پکاری	۱۶ اے صاحبِ جولو آئی سکینہؓ کی سواری
سجادِ اٹھواں نہ تامل کرو واری	اب جا کے ملے باپ سے یہ باکی پیاری
سب ہو چکا ہر ایسے تابوت چلو تم	یہ آخری انک کام سکینہؓ کا کرو تم

یہ سننے ہی اٹھنے جو لگے مابدِ دلگیر صندوق میں میت کو رکھا بادلِ تغیر	۱۷ گرنے سے ہوا طوقِ جدا پاؤں سے زنجیر اور پٹیتے روتے چلے سب عزتِ شبیر
مرثیہ ۶۶ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰	۶۶ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰
زنداں میں جبریکے دخترِ شبیر مرگئی کنبہ کے دل پہ داغِ جدائی کا دھڑکائی	۱ دنیا سے دفعتاً سفرِ حلالہ کر گئی غل پڑ گیا حسیں کی پیاری گزر گئی
جنتِ برائی پھوڑ کے دنیا سے باغ کو تازہ کیا ہے پھر علی اکبر کے داغ کو	
باقیہ اپنا بن کر کے پیش کی تھی اپنا سر ناگاہ آسمان پہ ہو پیدا ہوئی سحر	۲ میت کے گرد حشر تھا بسمل تھے نوچہ گر حاکم کو جا کے دی یہ خسر دار نے خبر
بے وارثوں پہ اور مصیبت گزر گئی لڑکی جو روزِ روتی تھی وہ آج مر گئی	
دے اب تو حکم کچھ کہ تر پتی ہیں بی بیال عابدِ جدا ہیں نزع میں دودن کے میچال	۳ میت پڑی ہے خاک یہ تاریک ہے مکال وہ سنگدل بھی رونے لگا سٹھے یہ بیاں
تھا منفعل کہ ظلم یہ کیا بے سبب کیسا سبطِ نبی کو ذبح کیا کیا غضب کیسا	
بیزار ہو گئی روحِ نبی مجھ سے لاکلام ایسا نہ ہو کہ قید میں عابد بھی ہوں تمام	۴ بے جرم سب کو قتل کیا میں نے تشنہ کام سزائے اہل بیت کو بلوایا تابشام
جب سے قضا کی نبتِ شمشیر مشرقین نے بے چین کر دیا مجھے بیوہوں کے بین نے	

بھیجا پھر اس نے عابد مضطر کو یہ پیام لوگوں کو بھیج دیتا ہوں میں بہراہتمام	۵ جو ہو ضرور یاں سے منگا لیجے یا امام تجوین کیجے قبر کا بہتر ہو جو مقام
گھبرائیے نہ رنج و الم کے ہجوم سے اٹھو ایسے ہیں کے جنازے کو دھوم سے	
پہنچا یہ حکم لے کے جو زنداں پہ اک لیں فرمایا احتیاج کسی چیز کی نہیں	۶ دیڑھی تک آئے روتے ہوئے عابد حزیں دو گز کفن کی فکر میں ہے تھوڑی سی ٹہنیں
ذاری برائے بیکس و مظلوم چاہئے نہ اہتمام چاہئے نہ دھوم چاہئے	
احساں کسی کا لیں گے نہ ہم آل مصطفیٰ لوٹی ہوئی جو زینب بیکس کی ہے روا	۷ اسباب مال ہم کو نہیں چاہئے ترا گر اس کو بھیج دے تو کفن ہو یتیم کا
مہلت جو کچھ بھی ضعف سے بیمار بائے گا میت کو اپنے ہاتھوں پہ خود لے کے جائیگا	
مجھ سے کوئی غریب نہیں خستہ تن نہیں بیٹی یہ اسکی ہے جسے گور کفن نہیں	۸ دکھ میں مرے شریک کوئی مرد و زن نہیں قیدی ہوں کوئی دوست نہیں ہم وطن نہیں
جو جو ستم دکھائے گا وہ سب سہیں گے ہم جز شکر کے نہ منہ سے کبھی کچھ کہیں گے ہم	
یہو نیا جواب لے کے ملازم جو اس کے پاس مصرف و غل میں ہوئے سجاؤ حق شناس	۹ بھیا شقی نے بی بیوں کا لوٹا ہوا لباس کفنا کے اس یتیم کو بولے بدر دو یاں
بولی بیوہ داغ ہو اس نور عین سے لے چل ہیں آج سکینہ حسین سے	

جس وقت لاش لے چلے سجادؑ نوحہ گر زینبؓ بکارتی تھیں کہ بی بی چیلیں کدھر	۱۰	برہمہ بھی ساتھ بیٹھی جاتی تھیں اپنا سر لے کر بلائیں کہتی تھی ماں سوختہ جگر
اماں کو پھوٹے جاتی ہو رونے کے واسطے بی بی چیلیں مزار میں سونے کے واسطے		
بیکار چاند سی صورت دکھائے جاؤ صدقہ کئی کفن میں نہ منہ کو چھپائے جاؤ	۱۱	دل ہل رہا ہے چھاتی سے چھاتی ملائے جاؤ پھر ماں کے پاس آؤ گی کب یہ بتائے جاؤ
پہلو میں ہم نہ ہوں گے تو ماں بلبلائے گی شب کو تمہارے بن نہ مجھے نسبت دے گی		
زنداں کا در تو بند ہے بی بی کدھر چلیں بی بی مرے ریاض کو ربا دگر چیلیں	۱۲	کپڑے سفید پہنے ہوئے کس کے گھر چلیں داغ اپنا تم بھی سینہ پہ مادر کے گھر چلیں
اب اس چمن میں باد بہاری کب آئیگی ماں صدقے جانے پھر کے سواری کب آئیگی		
گھٹ گھٹ کے تم اندھیر میں کہتی تھیں بابا اب شام کو ملے گی تمہیں قبر تنگ و تنار	۱۳	اماں چراغ ہو تو نہر جائے جان زار بی بی کو نیند آئی گی کیونکر یہ ماں نثار
ترپوگی تم تو ماں کو خبر ہو گی کس طرح پہلی یہ شب لمحہ میں بسر ہو گی کس طرح		
اچھا سدھارو تم پہ میں قربان الوداع پہلائی فقط لے مری نادان الوداع	۱۴	کبر آنے دی صد کہ مری جان الوداع زنداں کو بی بی کر گئیں سنان الوداع
بابا تمہارے ساتھ ہیں ڈر کیو نہ راہ میں سونیا تمہیں علیؑ و نبیؐ کی پشناہ ہیں		

جھوڑا میں گلا جو کہلارِ یسمان سے	۱۵	نصی می جان دیکھے میس بابا جان سے	بی بی تر تپے کے سدھاریں جہان سے کلی نہ کوئی بات بھی سوکھی زبان سے
جنت میں چین اب سحر و شام کیجیو		چھاتی پر اپنے باپ کے آرام کیجیو	
میت بہن کی ہاتھوں پر تھی اور جھکا تھا سر	۱۶	دُعا چکے جو لاش تو منہ رکھ کے قبر میں	نکلے جو قید خانے سے عابد چشم تر پہننے قرین لحد کے تو ٹکڑے ہوا جگر
مرثیہ		بہنا ہمارا حال بھی کہن حسین سے	بوئے کہ جب طوگی شہ مشرقین سے
جب خواب میر حسین کو دیکھا زیندے		اور کر جھکایا فرقِ ندامت پلیسے	
فرمایا اس سے رو کر یہ شاہ شہید نے	۱	کیا طول کھینچا ہے ترے ظلم شدید نے	
آخر یہ ظلم آلِ پیمبر پر کب تلک		میں بے کفن ہوں قید میں زینب اب تلک	
گجرات کے چونا خواب شقاوت سے بے حیا	۲	اور حال قیدیانِ ستم پوچھنے لگا	
اک نے کہا کہ غلّ ابھی رونے کا تھا پایا		سنتے ہی خادموں سے یہ مکا رنے کہا	
لے جاؤ طشت میں سر شاہِ مدینہ کو		دیکھے سے اسی کے ہوگی تسلی سکیٹنے کو	
مشتاق تھا سکیٹنے کے دیدار کا جو سر	۳	سنتے ہی اٹھا اک قد آدم وہ طشت زر	
جلدی سے سب نے تھام لیا اُس کو دُور کر		دُنداں میں لے گئے سر سلطانِ بکدو	
کیوں چرخ وہ طلب کرے شاہِ مدینہ کو		بھیجے میر حسین ستم گر سکیٹنے کو	

لکھا ہے یوں جو آیا قریب سکینہ سر	۴	کپڑا اٹھا کے دیکھا جو سر اس نے خوں میں تر ڈر کر گلے لپٹ گئی ماں کے وہ نوحہ گر
دیکھو نگاہ غور سے کیا اے سکینہ ہے		قربان جائے ماں سر شاو مدینہ ہے ؛
یہ سنتے ہی تڑپ گئی اور سر اٹھالیا	۵	چلائی سر کو پیٹ کے اے شاو کربلا کس نے حضور کا سر انور جہا کیسا کس نے قلم گلے کی رگیں کیں ششہ ہدا
ہے کیا نہ خوف خدا اور رسول کا		کامنا چھری سے ہائے کلیجہ بتوں کا ؛
بعد آپ کے ہم کو ستایا لعینوں نے	۶	گھر کا طمانچہ مارے ڈرایا لعینوں نے ؛ سرنخے شہر پھر لایا لعینوں نے ؛ زندوں میں قید کر کے رولایا لعینوں نے ؛
جو گوشتوارے آپ تھے عیدی میں دے گئے ؛		وہ کالوں سے اتار کے جہلا دے گئے ؛
میں جانتی تھی میں ابھی زندہ شہ ہدا	۷	ہے نہ یہ خبر تھی قلم ہو گیا گھلا اب کون ہے جو قید سے ہم کو چھڑائے گا یہ کہہ کے سر کو پیٹی وہ آفت کی مبتلا
سینہ میں دم الٹ گیا خاموش ہو گئی		منہ رکھ کے منہ پہ باپ کے بے ہوش ہو گئی ؛
شانہ ہلا کے ماں پہ پکاری لبصد نغاں	۸	بس مل چکیں پدر سے اٹھو صدھے جان بے جاں نظر پڑا تین رنجور دانا توں چلائی سر کو پیٹ کے بالوں سے خستہ جاں
اے لوگو دیکھو باپ کی پیاری کو کیا ہوا		فاقمہ میں میری پیاس کی ماری کو کیا ہوا ؛

یہ سن کے اہل بیت میں ماتم ہوا بسا دشتِ بلا میں اکبر و اصغر ہوئے فدا	۹	لپٹا کے ماں نے مردہ کو چھاتی سے یوں کہا یہاں آ کے بی بی آپے بھی ہم سے کی دغا
کس بات پر خفا ہو مسکینہ جواب دو پھٹتا ہے مارا رخ سے سینہ جواب دو	۱۰	اے دخترِ امام مدینہ جواب دو اُلفت کا یہ نہیں ہے قرینہ جواب دو
اب دل نہیں سنبھالے سے میرا سنبھلتا ہے بولو مسکینہ بولو مراد م نکلتا ہے		
یوں نوحہ خواں تھی مردہ پر بانٹے دردنا مائدے بولی بنست علی یوں اڑا کے خاک	۱۱	نکلا جو مہر کر کے گریبانِ صبح چاک کچھ فکر دفن کیجئے ہوتی ہے ماں ہلاک
بہر کفن کسی کا نہ احسان لیجیو کرتا پھٹا چوپہنے ہے دفن اس میں کیجیو		
بولے زبانِ یاس سے بھیسا کر بلا جب تک نہ پاؤں حاکمِ بیرحم سے رضا	۱۲	کیوں کر میں دفن ان کو کروں سوچئے ذرا فرمایے اسیرِ دل کا ہے اختیاریا کیا
کس طرح فکر دفن بھلا لے رضا کروں کچھ بس نہیں ہے لے چھو کھی اماں میں کیا کروں		
دربان نے پکار کے یوں دے دی صدا درکار ہوئے جو تمہیں سامانِ دفن کا	۱۳	لے آئے بہر دفن ہیں حاکم سے ہم رضا جا کر ابھی خزانہ سے لے آئیں بر ملا
منظور ہے یہ دل سے ہمارے امیر کو جس طرح چاہو دفن کرو اس صغیر کو		

مشکل کش کی بیٹی نے درو کر یوں کہا ہم کو فقط یزید کی درکار ہے رخصا	۱۴	ساماں بھیکوں کے لئے چاہئے ہے کیا مردہ غریب کا نہیں رہنے کا اب پڑا
ہاتھوں پہ لاشیں آلیں پیڑ اٹھائیں گے ؛ احساں مگر نہ غیر کا سہرا اٹھائیں گے ؛		
یہ کہہ کے روئے عابد بیمار خستہ تن کفنانے کو طمانہ کوئی جب کہ پیر بہن	۱۵	نہلایا آبِ خلد بریں سے بصدِ محن اپنی عبا کو پھاڑ کے پہنا دیا کفن ؛
ممو ہاتھوں پہ مردہ لے کے جو عابد رواں ہوئے ؛		بے ہوش رو کے آلِ رسولِ زماں ہوئے ؛
اب آگے اس طرح سے روایت میں ہے بیان تھم تھم کے ہر قدم پہ جو کرتے ہو تم نغان	۱۶	لو چھایہ ایک شخص نے لے شاہِ دو جہاں اسرار ہے کوئی کہ نہیں طاقتِ رواں
ممو کیا وجہ اس کی ہے ہیں آگاہ کیجئے بہرِ حُسنِ بیاں شہِ ذی جاہ کیجئے		
یہ سن کے لئے اور بھی سبھاؤ ذی وقار ہمراہ ہیں یتیم کی میت کے اشکبار	۱۷	بولے کہ تجھ پہ کیا کردیہ رمزِ آشکار ارواحِ سب بزرگوں کی ہیں آج بیقرار
روحِ حُسنِ لپٹی ہے جانِ حُسن سے ؛ عرشِ بریں لڑتا ہے زہرا کے بین سے ؛		
مردہ لے بہن کا چلے زار و بے قرار تیار قبر دیکھی جو عابد نے ایک بار	۱۸	پہنچے قریش کے جو مقابر میں اشکبار لائے وہاں وہ اپنی بہن کو سجالِ زار
ممو بالائے قبر کی جو فغاں زور و شور سے آئی صدا حسین کے رونے کی گور سے ؛		

جہاں آتے مرنے کو مرقد میں ناتواں ہنسنے سے تھے کہ ہوئے وہ دونوں خوفناک	۱۹	دو ہاتھ قبر سے ہوئے پیدا جو ناگہاں اور ساتھ ہی صدام بھی یہ آئی بعد فغاں
اب بخون دل نہ عابد بیمار سچے مابد پکارے نالہ و افغان نہ کیجے	۲۰	ایذا کہیں نہ ہو مری نازوں کی پالی کو ہاتھوں پر مرے دید و مری ٹونے والی کو
مرثیہ	۶۸	یہ کہہ کے دونوں ہاتھوں سے مُردہ اٹھا لیا دریائے اشک دیدہ تر سے بہا دیا
جنت کے جو در پر گئی معصوم سکینہ منظوم کی بیٹی ہوں میں مظلم سکینہ	۱	حوروں سے لگی کہنے یہ معصوم سکینہ ماشور سے دیدار کی محروم سکینہ
حوروں نے جو رہنما اٹھایا تو یہ دیکھا اور ہاتھ دھرے کانوں پر روتی ہے دکھیا	۲	اک لڑکی ہے وہ پہنے ہوئے کہنہ سا کرتا کانوں سے لہو بہتا ہے رخا ہے نیلا
بی باپ کے بچوں کو ہیں دنیا میں ستائے دُر جھیں کے کانوں سے بھی ہیں اشک بہائے	۳	پوچھا کہ یہ کیا حال بتا تیرا ہوا ہے رو کر کہا یہ شمر لعل کی سب جو رو جھا ہے
کیا کیا میں کہوں ظلم جو کچھ مجھ پہ ہوئے ہیں زنداں میں سب دکھ پہ مرے پیٹ پہ ہیں		بدلے میں ترحم کے طمانچے ہیں لگاتے اور روئے تو میسر پشت پڑے ہیں لگاتے

اس بچی کی غربت پہ ہوئی حواریں بھی شہد بتلا ہیں اے لاڈلی تو کس کی ہے دختر	۲	کہنے لگے نادان سے اس طرح وہ رو کر بے تاب سبکینہ ہوئی اور بولی تڑپ کر
کیا تم کو حسب اور نسب اپنا بتاؤں قصہ ہے بڑا کان لگاؤ شو سناؤں		
اے حور دستودادی میری فاطمہ زہرا محو ہیں حسن زہر و غاجن کو پلایا	۵	نانا ہے نبی دادا علی شیر خدا کا عباس چچا ہیں جو پڑے ہیں لب دریا
اک بھائی بڑا میرا جو ہمیشگی نبی ہے بر بھی کی انی اس کے کلیجے پہ لگی ہے		
اور دورا بھائی ہے مرا اصغر بے شیر ماں روتی ہے ونداں میں احوال ہے تغیر	۶	پانی کیلے حلق پہ جس کے کسے لگا تیر نکلی ہے اے ڈھونڈنے کو آج یہ شیر
دیدار برادر کا مجھے شوق بڑا ہے کیا جانے کس دکھ میں وہ معصوم پڑا ہے		
کیا تم کو بتاؤں میں نشاں اپنی پد کا بازو پہ نشاں تیر کا ہے صاف ہویدا	۷	زخمی تیرو تیر سے ہے جسم میرا پا داغ اکبر کلفام کا سینے پہ چمکتا
منظوم ہے سبکیں ہے ولی ابن علی ہے بابا کے مرے نام حسین ابن علی ہے		
جس وقت یہ حوروں نے سنا قصہ ناکام جبریل سے فرمانے لگے شاہ خوش انجام	۸	اس درد سے روئیں کہ جہاں میں ہوا گہرام یہ شور ہے کیا کہ نہیں قلب کو آرام
دیکھو تو کہ کیا حادثہ اس وقت ہوا ہے کیوں حور و ملک روتے ہیں جنت میں یہ کیا ہے		

یہ ذکر تھا جو دیکھتے کیا ہیں شہ والا	۹	اک لڑکی کے چوگرد کئے حوریں ہیں حلقا پوچھا تو وہ رو رو کے یہ حال سنایا
کیا عرض کروں آپ سے میں شاہِ مدینہ		نازدوں کی پٹی آپ کی آتی ہے سَکینَہ
ناگاہ سَکینَہ کی نظر پڑ گئی شہ پر	۱۰	روتی ہوئی دامن میں گری شاہ کے حاک پھاٹی سے لگا کر اُٹے رونے لگے سرور
شہ نے کہا کیوں مضطرب و حیران ہے بی بی		کیسا حال ہے کیوں چاک گریباں ہے بی بی
رو کر یہ سَکینَہ نے شہ دیں کو سنایا	۱۱	ظاہر ہے مرا حال تو سب دیکھئے بابا کانوں سے لہو بھی تو ہے اب تک سے بہتا
بسمی سے ستم گر کی کہیں تن میں تو اس ہے		گردن میں رس باندھی یہ اس کا نشان ہے
شہ نے کہا زینب کا تبا حال تو کیا ہے	۱۲	اُس نے کہا مقنعہ ہے نہ منہ پر نہ رداس ہے رسی سے چھو بھی جان کا بازو بھی بند حال ہے
فرداد کی فرقت میں کبھی روتی ہے زینب		اکبر کے لے جان کبھی کھوتی ہے زینب
اماں کا عجب حال ہے اے حق کی فدائی	۱۳	اصغر کے لئے دُرُود کے ہے جان گنوائی یہ مجھ سے کہا تھا کہ ملے گر تجھے بھائی
یاد آتے ہیں ہر لحظہ تیرے بال جھنڈو لے		شکلِ اپنی دکھائی نہیں تم ماں کو یہ بھولے

<p>آغوش میں زہرا کے تھا جو اصغر بے شیر اوجانب ہمیشہ ہمک کر جھکا بے شیر</p>	<p>۱۴ بے چین ہو اس کے یہ ہمیشہ کی تقریر بھائی کی سکینہ کو نظر آئی جو تصویر</p>
<p>اصغر کی طرف دوڑی وہ ہاتھوں کو بڑھا کے بے ساختہ رونے لگی گودی میں اٹھا کے</p>	
<p>۱۵ پھوٹے مرے بھائی ترے قربان سکینہ معصوم نے انگلی سے گلا اپنا دکھایا</p>	<p>لے لے کے بلائیں یہ لگی کہنے وہ دکھیا کیا حال ہوا تیرا یہ ہمیشہ کو مبتلا</p>
<p>مرثیہ مطلب یہ تھا مادر کا مجھے رنج بڑا ہے کس طرح میں بولوں کہ گلا میرا چھدا ہے</p>	<p>نمبہ ۶۹</p>
<p>۱ دربار میں آمد ہے اسیرانِ بلا کی حالت ہے بڑی عترتِ محبوبِ خدا کی</p>	<p>زنداں سے طلب ہے حرمِ شاہِ ہدائی نے طاقتِ رفتار نہ مقدور بکا کی</p>
<p>فاقوں سے کھڑے رہنے کی طاقت نہیں تیں دہشت سے ستمکاروں کی لرزہ ہے بدن میں</p>	
<p>۲ کیا بیٹھے ہو زنداں میں قدم جلد اٹھاؤ حلقے رسِ ظلم کے ڈھیلے کریں آؤ</p>	<p>تھا شور کہ اے قیدیو دربار میں جاؤ خالق نے کیا رحم اب آنسو نہ بہاؤ</p>
<p>حاکم کو دعا دو کہ تمہیں شاد کرے گا اب قتل نہیں کرنے کا آزاد کرے گا</p>	
<p>۳ اک بار تو ہوا آئے ہیں مجلس میں گنہگار نے سر پہ ردائیں ہیں نہ ہے طاقتِ رفتار</p>	<p>سُن کر یہ سخن کہنے لگی زینبِ ناچسار کیا کام ہے اب کیوں ہے بلایا سرِ دربار</p>
<p>لے جاؤ نہ بلوئے میں اسیرانِ ستم کو گھل گھل کے اسی قید میں مرجانے دوں کو</p>	

میں سوگ میں ہوں کسی خوشی کسی دہائی	کس کس میں ملوں جھوٹ کے کیا جیتے ہیں بھائی
ماں جائے نے گردن تر شمشیر کشتائی	۴ بھائی سے تو تباہ تیا مت ہے جدائی
چرچا ہوا کہ دنیا میں سفر کر گئی زینب	۴
یہی نہ ہوئی بھائی کی اور سرگئی زینب	۴
بنکاؤ خوشی چھوٹنے کی قید سے اب کیا	۵ بیٹے نہیں پھر جن سے ہو ملنے کی تمت
قائم ہے کہ آکر مجھے دکھلائیں گے سہرا	۵ اکبر ہے جنہیں دیکھ کے ٹھنڈا ہو کلیجا
لاشے بھی ابھی تک نہیں پیاروں کے گڑے ہیں	آباد تھا گھر جن سے وہ جنگل میں پرشے ہیں
فرمانے لگے درو کے تب عابد بیمار	۶ اس وقت پھوپھی جان مناسب نہیں تیار
کیا بس ہے اسی طرح جلو پھر سر دربار	۶ دیکھیں تو کہ اب کہتا ہے کیا حاکم غدار
کب سے نہیں کی سب سے پیسری کی زیارت	شاید ہو میٹر سر سرور کی زیارت
رو کر کہا زینب نے جو مرضی تری پیارے	۷ مختار ہوا بتم تو میں ہوں ساتھ تھارے
سُن کر یہ سنی قید سے قیدی اٹھے سارے	۷ پران کے قدم کا پتے تھے ضعف کے مارے
نو۔انی بدن گرد غریبی سے اٹے بٹے	بکھرے ہوئے تھے بال گریبان پھٹے تھے
اس حال ہے پہونچے جو وہ بیکس سر دربار	۸ تعظیم کو وہ مسند سے اٹھا حاکم غدار
کائی گئیں جب بیڑیاں اور طوق گرانبار	۸ گردن کو جو کماروں نے لگے عابد بیمار
صدے سے جوا شکشہ خوشخو نکل آئے	اس وقت تو حاکم کے بھی آنسو نکل آئے

اس وقت یہ عابد سے لگا کہنے وہ جلاڑ	محبوب نہایت ہوں میں اے سیدِ سجاد
تھا دشمنِ شرابِ زیادِ ستمِ ایجاد	۹ میں خانہ زہرا کو نہ کرتا کبھی برباد
شہرِ مندہ ہوں میں قتلِ حسینِ ابنِ علی سے	شکوہ نہ مرا کیجیو رسولِ عربی سے
یہ کہہ کے سب اسبابِ شہیدوں کا منگایا	تب شمر باسِ شرہ دیں کشتی میں لایا
سجاد کا دل سینہ میں اس وقت بھرا آیا	۱۰ سرپیٹ کے یہ زینب بیکیں نے نایا
اس وقت مری چھاتی پھٹی جاتی ہے لوگو	بھائی کے مرے خون کی بو آتی ہے لوگو
الحقہ دیا لوٹ کا اسبابِ ستمگر	عابد سے کہا اب تو عمامہ رکھو سر پر
اور حضرت زینب سے کہو اورھ لیں چادر	۱۱ عابد نے کہا باندھوں عمامہ ابھی کیونکر
ہے چاک گریبانِ علی بیٹے کے غم میں	سر نیچے محمد ہیں نواسے کے الم میں
ملبوس نہ درکار ہے نے اب زوزیور	بہر حسن و حیدر دوزخِ ادا پیسہ
منگو ادے مجھے میرے پدر کا سرانور	۱۲ تادفن کرو قبریں لاش سے طاکر
بابا سا بھی میرے کوئی مظلوم نہیں ہے	جس کا سر پر نور کہیں لاشیں نہیں ہے
سُن کر یہ سخن کہنے لگا حاکم بے پیر	سب کچھ دیا ہر ایک نہ دونگا سرِ شیر
جو شیر کی پی پی کے پلا نا طمہ کا شیر	۱۳ طاقت تھی کہ کوئی اُسے کرتا تہہ شیر
کچھ اور نہیں بعدِ ظفر ہاتھ لگا ہے	زمین نے لٹایا ہے تو سر ہاتھ لگا ہے

سجائے فرمایا کہ اے حاکم مکار	وہ عدا ابھی تھا یہ ابھی کر تلے گھٹا
خود تو نے کیا قتل کا شیر کے اتار	۱۲ خون شہدا ہے تری گردن یہ ستمگار
اس دن تجھے محبوب یہ بیداد کرے گی	جب فاطمہ اللہ سے مندر یاد کرے گی
دیتا نہیں گر تجھ کو میرے سبطِ پیمر	ان بارہ اسیروں کے بھی سرتن سے قلم کر
یوں جادوں کا گھر کو تو یہ فرما کے جیندر	۱۵ سر باپ کا بھی لے نہ سکا عابد بے پر
بمراہ لیا بیرون کو اور رو کے پھر آیا	عزبت میں مرے لال کا سر کھو کے پھر آیا
ناگاہ صد اسبطِ پیمر کی یہ آئی	سجاء خدا کے لئے کرنا نہ لڑائی
گر ہو گئی تیرے بھی سرتن میں جدائی	۱۶ پھر ہوئے گی نہ در رخ سے اُمت کی رہائی
مظلوم ہو مغموم ہو اور خستہ جگر ہو	لازم ہے کہ تیں صبر کہ صابر کے پس رہو
گر نہیں دیتا تو نہ دے کچھ نہیں پردا	بے سربہ ہی ہیں قبر میں تم گاڑ یو بیٹا
دنیا میں ہے گامری مظلومی کا چرچا	۱۷ اب دے بھی اگر سرتن کو صدقہ ہو بابا
مقبول تو ہدیہ ہو اد دگا و خدا میں	پھر لیتے نہیں دیتے ہیں جو راو خدا میں
حاکم نے بگڑ کر کہا جسلا د کو لاؤ	سجاءِ حزیں کو تہہ شمشیر بٹھاؤ
زینب نے کہا یا اسد اللہ اب آؤ	۱۸ بابا مرے بیمار بھتیجے کو بچھاؤ
کیا ہے کہ عیاں زورِ ولایت نہیں کرتے	صدقہ گئی پوتے کی حمایت نہیں کرتے

تلوار کو کھینچے ہوئے آیا جو ستمگار	سجاد سے لپٹے حرم احمد مختار
اکھاڑید اللہ یہ پیدا ہوئی اکبار	کیوں تخت الٹ دولے ظالم غدار
مرثیہ	سب لوٹ لیا باغ رسول عربی کا
باقی ہے چرخ ایک ہی ابن علی کا	نہیں
سجاد کو بلوایا دوبارہ جو شقی نے	یہ سنتے ہی بیوؤں کے دھڑکنے لگے سینے
فرمایا بھتیجے سے یہ تب بنت علی نے	ابن کیا کہوں جو رنج اٹھائے مرے جی نے
مرثیہ	کیا جانے اب کیا رستم ایجاد کرے گا
بلوائے ہیں کونسی بیداد کرے گا	
واری گئی مکار کی باتوں پہ جانا	دیکھیں کہے دیتی ہوں کچھ دے تو نہ لانا
گریخ رکھے حلق پہ سر کو نہ اٹھانا	بابا کی طرح صبر سے گردن کو کٹانا
مرثیہ	اور کوٹ کا اسباب جو کچھ بایوبیتا
پہلے سر شاہ شہد الا بیوبیتا	
یہ سن کے کہا بانو نے عابد مضطر	غم سے علی الصخر کے موئی جاتی ہے ماد
ششما ہمارا جب سے سد ہا راسوئے کوثر	چلے ہیں کلچے پہ مرے درد کے خنجر
مرثیہ	پوشاک مرے گیسوؤں والے کو بھی لانا
چھوٹی سی عبا گود کے پالے کا بھی لانا	
کلمہ پکاری یہ بھی جی ہوترے قرباں	مکن ہو جو جا در تو لے آنا مری جان
کبرائے کھارو کے کوائے عابد ذی شان	ہاتھ آئیں ردائیں تو ہمارا بھی ہے حیاں
مرثیہ	اور اوڑھنی میری کہیں جو پائیلو بھیتا
خدا مال بھی ٹوٹی ہوئی لے آئیو بھیتا	

۵ تعلیق تھے پاؤں میں نے سر پہ تھی دستا تن کا نپٹا تھا ضعف سے غش آتا تھا ہاں	یہ سن کے چلے روتے ہوئے عابد ہمسار تھا چاند سی گردن میں پڑا طوق گرنا بار
ہاتھوں سے سنبھالے ہوئے زنجیر گراں تھے آنکھوں سے بیٹی کے سبب اشک رواں تھے	
۶ اٹھا پے تعظیم جمل ہو کے بد اختر مرضی تھی نہ میری شر بھیں کاکے سر	اس حال سے پہنچے جو وہاں عابد مضطر بھٹلا کے قریں اپنے یہ بولا وہ ستمگر
لنڈن اب میری خطا بخش دو عابد لو خون شہ ہر دوسرا بخش دو عابد	
۷ سرو پیٹ لیا رو کے گریبان کو پہنا ہوتا نہ اگر قتل تجھے شہ کا گوارا	یہ سن کے نہ عابد کو رہا ضبط کا یارا پھر بولے تھی تونے پر کرو مرے مارا
شعبیر کا سر تن سے جدا ہوتا نہ ظالم بہان نہ تیغ جفا ہوتا نہ ظالم	
۸ دو بھائی مرے مائے گئے رن میں جفا کا اور قاتل نور شاہ کو نیزوں سے لیا مار	کس کس کا تو بخشو اتا ہے خوں مجھ سے سنگار عباس کے شالوں پہ چلی ظلم کی تلوار
میدان میں تو ہی شہ لولاک کو مارا تو نے تو لعین پنجستن پاک کو مارا	
۹ بہ گز مجھے کچھ اس میں نہیں دخل بد اختر بولا کہ وہ زنداں سے انھیں لایے جا کر	لنڈن اس امر کا گز ذکر ستمگر اس خون کی مالک ہیں تو ہیں زینب مضطر
عابد نے کہا ان کا سر پاک کھلا ہے بازو ہیں بندھے سر پہ نہ رو ہے	

۱۰	لے لو مری سرکار سے اے شہ کے عہدادار جیسا اس نے نہانا تو وہ چپ ہو گئے لاجا	پھر اس نے کہا چادریں جو ہوں تمہیں درکار ہر چند بہت سا کیا سجاؤ نے انکار
	زندان کی طرف روتے ہوئے جاتے تھے عابد اور نام پدر لے لے کے چلاتے تھے عابد	
	زینب کے قریب آئے جو ہیں عابد پر غم لو لے کر بلاتا ہے تمہیں حاکم اعظم	پجلانی پھوپھی حدتے ہو کیوں چشم پر غم یہ سنتے ہی کہنے لگی بنتِ شہ عالم
	یکبار تو سرنگے مجھے دیکھ چکے سب پھر چلنے کو دربار میں موجود ہے زینب	
	یہ کہہ کے جو روتی چلی وال سے وہل انگار مریخت کے کہتی تھی یہی رورو کے ہر بار	۱۲
	عشر تھا تن پاک میں اور چشم تھی خوبا کیوں بھائی تصدق تے ہو زینب تاجا	
	بہنا کو اس واسطے لائے تھے وطن سے لے عقدہ کشا کہو لو مرے ہاتھ زن سے	
	کہتی ہوئی پہنچی جو وہاں بیکس و ناشاد مندی پر بٹھانے لگی زینب کو جو کیتاد	۱۳
	اب بھی تو نہیں ظلم سے باز آتا ہے ظالم دربار میں ہر دم مجھے بلواتا ہے ظالم	
	انصاف تو کر دل سے یہ کیا کہتا ہے بدخوا مندی میں بیٹھوں میں لے ظلم گرا	۱۴
	بھگلی میں ہے بیگور کفن فاطمہ کا ماہ زینب سے نہ ہو میگا نہ ہو میگا یہ والد	
	مندی نہ حاجت ہے نہ زر چلے مجھ کو مادی کی رو بھائی کا سر چاہئے مجھ کو	

ہلال محرم حصہ دوم

کہہ کر یہ سخن بیٹھ گئی خاک پر ناچار تھا باپ تہارا تو دو عالم کا مددگار	۱۵	حاکم نے کہا منت وزاری سے بہ تکرار تم میری اعانت کرواے کل کے مددگار
لو خون بہا بھائی کا گر طالب زر ہو بخشو بہ منجھ کر کہتیں منظورِ نظر ہو		
یہ سنتے ہی سر پیٹ کے چلائی وہ فطر گھر آئے کیوں ہو تیکا جب عرصہ خشر	۱۶	کیا نام دیت لیتا ہے لے شمر مستمگر کھل جائے گا سب حال جو پوشیدہ ہے تجھ پر
مشریہ لینے کو جو داں خون بہا آئیں گی زہرا دنیا دیں جب ہاتھوں کو پھیلا آئیں گی زہرا		منبر ہنس کے پہلے صفت زخم وہ گریان ہوا صبح کا دب کی طرح چاک گریبان ہوا
ایک طرف سامنے دیوار میں حصار آئے ایک طرف بیڑیاں پہنے ہوئے سجاد آئے		
مومنو اب سنو تم حالِ امام خوشنحو ہاتھ میں زینب و کلثوم کے دونو بازو	۲	اس طرح آئے تھے دیوار میں وہ پیش عدو نصہ ہاتھوں سے سنبھالے ہوئے تھی طوق گلو
بیٹھنے کی تھی نہ طاقت نہ کھڑے رہنے کی شدتِ ضعف سے فرصت نہ تھی کچھ کہنے کی		
یوں رقم کرتے ہیں لایوسی بندانِ عزا طوق و زنجیر سے سجاد کو تو کر دے رہا	۳	حکم حصار کو اس وقت یہ حاکم نے دیا کانپ کر شمر سے اس وقت یہ عابد نے کہا
جب ملک میں گلے بچوں کے کہلواؤں گا بیڑیاں پاؤں کی اپنے نہیں کٹواؤں گا		

دستِ مائدے کیا بندرکن اس نے وا پہلے مائدے کے سکینے کے گلے کو کھولا	۴	روکے فائدے کیس نے جو حاکم سے کہا اور کہا کھولو تمہیں سارے ایردن لگا کلا
روکے بجس نے کہا وقتِ مدد گاری ہے بھائی پوچھو مری گردن سے لہو جاری ہے		
تم بہر حال کرو شکر خدائے متعال رہیاں سب کے گلوں کے تھے مگر خوئی سے لال	۵	بولے مائدے کے مرے پاس نہیں ہے رومال کہہ کر یہ رب کے گلے کھولے بعد رنج و لال
اپنے بازو سے کوئی بی بی لہو پونچھتی تھی پونچھ کر آنسوؤں کو خونِ گلو پونچھتی تھی		
یڑیاں جب کے لگیں کٹے تو ایک شور ہوا استخوان سے ہے بہم حلقہ زنجیر بلا	۶	پھر تو خدا دوسرے مائدے ناشاد آیا کہا چلا کے یہ زینب نے آہستہ ذرا
اس نقاہت میں یہ صدمہ جو کوئی پائے گا میرا بیمار بھیقبہ ابھی مر جائے گا		
عذر خواہی کے لئے حاکم بے رحم بڑھا تخت پر لاکے شہ عرش نشیں سے یہ کہا	۷	طوقِ وزنجیر سے جس دم ہوتے سجا دربا رویر پاؤں پہ زنجیر کے مانند گرا
گر قبول آپ کریں خلعت و زر لاؤں میں احتیاج آپ کی جو ہوائے بر لاؤں میں		
فضلِ خالق ہمیں کافی ہے نہیں کچھ پروا گھر لٹایا رہ خالق میں ہمیں چاہئے کیا	۸	گر مائدے نے کہے قاضی حاجات خدا ماسواہم بھی تو کونین کے ہیں عقدہ کشا
ز تو کھانے کی تمنا نہ ہو سس آب کی ہے ایک خواہش ہے تو لوٹے ہوئے آب کی ہے		

کہا حاکم نے کہے ابھی اسباب تمام	۹	حکم کی دیر تھی لے آئے دیں ساکن شام نکڑے تیغوں سے چھدا تیروں ملبوس الم
سرخ پوشاک شہیدوں کے تن بے سر کی		ہنسلیاں اٹھرناداں کی زرہ اکبر کی
متصل بیٹھی تھی اس وقت جو بالود کھیا	۱۰	رختِ شبیر میں اک ننھا سا کرتا دیکھا دودھ اور خون تھانھے سے گریاں میں بھرا
سنسناہ جو بدن بالونے ناچار گری		پھر گئی بار اٹھی اور کئی بار گری
اپنے بے شیر کے چھوڑ دیاں میں رو رو یہ کہا	۱۱	علی اصغر علی اصغر علی اصغر بیٹا تیرا کرتا تو ملا آہ مگر تونہ ملا
کہاں جاؤں کہاں پاؤں نہیں ڈھونڈوں کہاں		تم کو تو فاطمہ کی گود ملی سونے کو واری ماں بالو کو یہاں چھوڑ گئے رُدنے کو
اجلا کرتا تھیں پہنکے تھارن میں بھیجا	۱۲	کیے ماں پر نچھے اب اس کرتے پہ ہے دودھ جا آہ اک کھینچ کے پھر بولی کہ معلوم ہوا
خون آمد دودھ بھی کرتے پہ ہے داری ہوا		تیر گردن سے جو بابا بانی نکالا ہوگا بچکیاں لے لے کے دودھ اپنے ڈالا ہوگا
الغرض لوٹ کا سبب جو آیا فی الطور	۱۳	پوچھا حاکم نے جو عابد سے کہہئے کچھ اور دیکھا عابد نے سر شاہ شہید ان کو بغور
بعد چہلم میں بھلا دفن کی تدبیر کروں		تنِ شبیر سے ملحق سرِ شبیر کروں

کہا حاکم نے یہ کہ بات نہ ہوگی منظور ہو چکا قتل شدہ دیں سے میں بیدیں مشہور	۱۴	اور بپاس ادب ہے یہ رکھوں دلی سے دور فتح شیر پر پائے یہ مرا تھا مفت دور
اُس پر غالب ہوا جو غالب ہر غالب تھا زور و طاقت میں علی ابن ابی طالب تھا		
شہ مظلوم کہاں اور کہاں شمر و عمر کاٹ سکتا تھا کوئی تیغ سے شیر کا سر	۱۵	شیر زہرا کا کہاں اور کہاں زور لبشر زردیا فوج کو میں نے سپر میں بھر کر
اس تمنا پر کیا سارا خزانہ خالی کیا حسین ابن علی سے ہو زمانہ خالی		
رو کے سجاد نے کی زینب مصطفیٰ نگاہ رنگ فق بال کھلے اور لب خشک پیاہ	۱۶	آئی وہ بنت علی پیش یزید گمراہ بولی کچھ تجھ سے زیادہ نہیں کہنا واللہ
مرثیہ قصہ دو باتوں میں مفصل ہے ستگر میرا یا طے بھائی کا سر یا ہو قلم سہ میرا		۷۲
آل نبی رس سے ہوئی جس گھڑی سہا صدے سے کانپنے لگے مولا کے دست بٹا		حداد آیا جانب بیمار کر بلا گردن سے طوق پاؤں سے گئیں بیڑیاں
عزت پس کی دیکھ کے مادر نے رو دیا گردن جھکا کے عابد مصطر نے رو دیا		
مرکز شقی نے بھر یہ ادب سے کیا کلام مصطر ہیں تید سے حرم شاہ نشہ کام	۲	میں نے رہا کیا تھیں اب لے فلک مقام لیجائیں آپ سب کو مدینہ میں یا امام
شیر خدا بھی خواب میں تشریف لائے تھے شب کو رسول ان کی سفارش کو آئے تھے		

۱	بے جرم قتل ہو گئے سلطانِ کر بلا جو چاہے آپ بھی حضرت کا خون بہا	۳	بسم ہے کہ کچھ حسین کی مطلق نہ تھی خطا حاضر ہے تخت و تاج بھی اور مال و زرجدا
	نادم ہوں منفعل ہوں بہت شرمسار ہوں بخشوری خطا کریں تقصیر وار ہوں		
۲	تھرا گئے یہ سنتے ہی عابد کے دستِ پا دیتا ہے جھکو دلیر زہرا کا خوں بہا	۴	لو لے زباں کو بند کراؤ باقی جغت سمجھا ہے سہل قتل دلِ جان مصطفیٰ
	جانکاہ واقعہ ہے شہِ مشرقین کا انصاف ہو گا حشر میں خونِ حسین کا		
۳	نے تخت سے غرض نہیں مل مذہبے کام اسباب لگے ہیں جو غارت میں اہلِ شام	۵	ہاں ایک برکات کا خواہاں ہوں لاکھوں ہیں سب وہ یادگار رسولِ ملک مقام
	منگوا دے وہ کہ بس نہیں خواہش اُسی کی ہے ضائع نہ ہو کہیں وہ امانت نبی کی ہے		
۴	پُر خوں ہے اُس میں ایک علم شاہِ نامدار شر کی قبائے حیدرِ صفدر کی ذوالفقار	۶	جسیں بندھی ہے مشک سکینہ جگر نگار کہنہ ہے ایک چادر زہرائے ذیقار
	جائیں لبوں پہ عترتِ شاہِ ائم کی ہیں پھینیں جو شمرنے وہ ردائیں حرم کی ہیں		
۵	سنتے ہی یہ لعین نے دیا حکم ناہیاں رکھیں جو لاکے سامنے عابد کے کشتیاں	۷	آیا تبرکات شہنشاہِ انس و جباں دوڑے حرمِ حسین کے کرتے ہوئے فقاں
	ہونے لگی بلند صدا شور و شین کی بو آگئی لباس سے خونِ حسین کی		

ساکت ہم بکایے جو محضت کے سوگوار منگوا دے اب ہمیں سر سلطان نادر	۸	کچنے لگے یزید سے سجاد دل نگار تا کر بلا میں دفن کرے یہ خیف و زار
ایسے ستم کسی پر جہاں میں پڑے نہیں تربت میں آج تک مرے بابا گڑے نہیں		
سجاد نے یزید سے رو کر کہا یہ جب آیا نظر جو میں سر شیر ہے غضب	۹	اُس نے سریشیں کو فوراً کیا طلب دوڑے سروں کو کھولے ہوئے اہلیت سب
غلغلی دلوں پہ اور اذیت سوا ہوئی پیشیں یہ بنیساں کہ قیامت بیا ہوئی		
بوند پہلے اٹک یہ ہمیں ر کر ملا جب سے چھٹا ہوں آپ سے لے ابن مرتقا	۱۰	بابا تمہاری حرمت و عزیت کے میں خدا خانی گواہ ہے کہ مرے دم میں دم نہ تھا
زندان میں بھی نہ جیسے سے اک آن سوتے تھے عزیت پہ آپ کی سحر و شام روتے تھے		
آنسو بہا کے تب سر سرور تے یہ کہا چہلم کون بھی کٹ گئے احسان کبریا	۱۱	یسا مقام صبر ہے لازم نہیں بکا مل جائیگا کفن بھی نہ رُو پدر خدا
مہلت مل ہے قید سے ہر سوگوار کو اب قبر بھی ملے گی غریب الدیار کو		
جس دم منازہ ذکر تو محشر بیا ہوا داری تڑپ رہی ہے یہ مل غم کی مبتلا	۱۲	سجاد سے یہ بانوئے بیگم نے تب کہا پہنچا دو مجھ کو قبر سکینہ پہ میں خدا
واں اس غریب و عاجز مضطر کو لے چلو بیٹا بہن کی قبر پہ مادر کو لے چلو		

اٹھ یہ کن کے خاک سے سجادناؤں	۱۳	ہمراہ سب چلے حرم سرور یہاں اٹھایہ دل کی آنکھوں آنسو ہونے والے
کونار داکا آنکھوں پہ بانو لے ہوئے سب اہلیت گرد تھے حلقہ کے ہوتے		
یہ منچے قریں لحد کے جو قیدی بحال زار	۱۴	دیکھا بنا ہے خاک یہ چھوٹا سا اک مزار بوسے بہا کے اشک یہ ستم دار نامدار
مٹی کا ڈھیر آہ و بکا کر کے دیکھ لو تربت کو اپنی بیٹی کی جی بھر کے دیکھ لو		
یہ کھ کے سینے ملے ناموس مصطفیٰ	۱۵	مرقد کے گرد ہائے سنگینہ کا غل ہوا لے کر بلائیں قبر کی بانو نے یہ کہا واری اٹھو کہ آئی ہے مال غم کی مبتلا
چوتھا ابھی برس تھا کہ موت آگئی تمہیں قربان جاؤں یاں کی ہو ابھا گئی تمہیں		
بی بی دلی چلے ہیں امیران تسننہ کام	۱۶	لیکن تمہاری یاد میں روتے ہیں صبح و شام سوئی ہو تم تو قبر میں لے عاشق امام کس کا سناؤں غافلہ صغرا کو میں پیام
ہر دم غم فراق میں منسریا د کرتی ہیں ہجولیاں دلی میں تمہیں یاد کرتی ہیں		
مادہ سمٹ کے یوں کوئی سوتا ہے بے خبر	۱۷	اٹھو بس اب کہ چرخ بے ظاہر ہوئی سحر منہ ڈھانپنے کا وقت ہے لے پارہ جگر آئیٹھو تم بھی پہلو میں واری جھکا کے سر
مادر کے ساتھ باپ کا ماتم بسپا کر دو آنکھوں پر رکھ کے کرتے کا دامن بچا کر دو		

صدقہ گئی پید سے نہ کچھو مرا گلا	۱۸	سامان آخری نہ مصیبت میں ہو سکا
دیتی میں کیا کھلی تھیں اے میری دلہا		خود میرے اوزھنے کو میرے تھیں ردا
سوریں تھیں جو گود میں لاکر بٹھائیں گی		دادی جناں میں حلقہ جنت پہنائیں گی
ویران مزار دیکھ کے ماں سچو اس ہے	۱۹	بعد فنا بھی حسرت و اندوہ و یاس ہے
عشوائش کی جگہ ہے مقام ہر اس ہے		بقی نہ گرد ہے نہ کوئی آس پاس ہے
جانہ ہو میں نہ یاد شہ تشنہ کام میں		ہے بے غمی بھی قبر تو صحرائے شام میں
جاتی ہے ماں وطن کو میر جان الوداع	۲۰	تیار سب ہے کوچ کا سامان الوداع
ناشاد و نامراد پر ارمان الوداع		سو نیا تھیں خدا کو میں قربان الوداع
مگر میں بھی جا کے ہم کبھی غافل نہ ہوئیں گے		بی بی تمہاری یاد میں راتوں کو روئیں گے
یہ کہہ کے غش جو ہو گئی بانو سے دو جہاں	۲۱	برپا ہوا وہ شور قیامت کہ الاماں
آئی صدایہ تب میرے سرور سے ناگہاں		مائدہ ہاری روح پہ ہے صدائے گراں
خوشنود ہو گا ایزد غفار صبر سے		پنہ نمبر ۳۷
مرثیہ		بیٹا چھڑاؤں ماں کو سکیئے کی قبر سے
بلا انصاف کے حرم کربلا میں آتے ہیں	۱	مریض شام کے دار الشفا میں آتے ہیں
عجیب شکوہ سے دشتِ بلا میں آتے ہیں		علمِ حسین میں یا دِ خدا میں آتے ہیں
جگہ کے ٹکڑے بھرے دامنوں میں آئے ہیں		یہ قبر شہ پہ چھڑھانے کو بھول لائے ہیں

نکاح میں ہے رقم یہ روایت جانکاہ	۲	جس لئے اہل حرم جاتے شہادت گاہ
نکاح نہ شمع ملی بیکیوں کی قبر پر آہ		مجاہدی کو فقط جابر ابن عبد اللہ
قریش آئے ہیں اور ہاشمی بھی حاضر ہیں		مسافروں کے مجاور بھی سب مسافر ہیں
دو شامیانے ہیں بالائے قریب زول	۳	وہ اک تو رحمت حق ایک دوسرا بہتول
فلک سے حور و ملک کا ہے فوج فوج نزول		زیارت شہِ مظلوم کر رہے ہیں حصول
لحد سے البر و الصغر کے داغ روشن ہیں		مزار ایک ہے پر دو چراغ روشن ہیں
لب فرات ہے سقہ کی قبر عالیجاہ	۴	جو وہ ہے شہر شہیدوں کا تو یہ شہرِ پناہ
قریب دوسے ہے زاروں کی صاف پڑاہ		مجاہدی کو لحد پر ہے روح مشیر الہ
لحد میں ہائے سکینہ کا شور ہوتا ہے		سکینہ کہتی ہے سقہ ہمسا دار ہوتا ہے
ادھر عیال ہوتی بس زینب ختمہ خصال	۵	ادھر لحد میں ترپے لگا رسول کلال
ندامت سے جابر کو دی بہ رنج و ملال		میں جیتا ہوتا تو کرتا بہن کا استقبال
مشرّف ہے فاطمہ کا فاطمہ کی جانی کو		مری طرف سے تو جاناں کی پیشوائی کو
چلا مع رفقا جابر خجستہ نہاد	۶	حشر شیں لئے ہاتھوں پر طے سجاد
قدم پر گر پڑا جابر بہ نالہ و فریاد		پکاری عابدہ بیگیں کو زینب ناشاد
گلے لگا لو محبتِ نبی یہ جابر ہے		یہ تربتِ شہِ مظلوم کا محبِ در ہے

گلے لگایا جابر کو شاہ والا نے	گلے پہ نہیں رن کے دکھائے آستانے
کہا کہ لوٹ لیا بھائی ہم کو اعدائے	جو ہم پہ ہو گیا ہم جانیں یا خدا جانے
حسین بڑی محنتوں سے لایا ہوں	دوبارہ باپ کو میں دفن کرنے آیا ہوں
محبوب پیٹنے کی جا ہے آہ و اویلا	غرض دردِ حرم قبر شاہِ اویں پہ ہوا
قناتِ روک کے عابدِ ہاں ہے تنہا	کھڑے ہوئے تھے بگردِ قناتِ آلِ عباس
وہاں شگافتہ اعجاز سے مزار ہوا	زمین کے پردے سے خورشید آشکار ہوا
تجِ حسین سے ملحق کیا حسین کا سر	ہوا زمین میں گویا قرآنِ شمس و قمر
لحد پہ تختہِ طوبی قرینہ سے رکھ کر	۹ کہاے عابدِ بیکیں محبوبِ آؤ ادھر
منو بگوش کہ اس دم رسولؐ روتے ہیں	دوبارہ دفن مرے بابا جان ہوتے ہیں
یہ کہہ رونے لگے ہائے عابدِ بیمار	۱۰ مزار شاہِ غریباں جو ہو چکا تیار
سر ہانے بیٹھ کے سب فاتحِ پڑھے اکبار	غرض کہ خیمہ جابر میں آئے سب دیدار
حرم نے قبر پہ سامانِ اشک واہ کیا	سیر مزارِ بپا خیمہ سیاہ کیا
سیاہ خیمہ میں اترے سیاہ پوش حرم	طوافِ قبر کیا حلقہ باندھ کر باہم
سجوں نے قبر کو بالوں سجھاڑا جب اس دم	۱۱ رز لرز گئی صدے سے قبر شاہِ اُمم
لحد پہ شاہ کی مسند بھائی زینب نے	سلام کے گئے گردن بھکائی زینب نے

پچھنی کے ساتھ سکیڑنے بھی کیا مجھ سے مزار پر جو بکھائی ہے مسند زیا	۱۲	کہا بتاؤ تو بی بی مجھے برائے خدا نکل کے قبر سے بیٹھیں کے کیا مرے بابا
کہا پچھنی نے ترلو چھنا رُو لا تا ہے بھلا یوں قبر میں بھی جا کے کوئی آتا ہے		
لپٹ کے قبر سے آواز دی دہائی ہے جیٹی بھائی ہیں کی بھو کی پیاسی آئی ہے	۱۳	اک اربعین سے بہن بھائی میں جدا ہو امیدوار ضیافت یہ اماں جہاں ہے
د فرش ہے نہ مکاں ہے نہ دانہ پانی ہے سخی کے لال بہی میری میہستانی ہے		
نکالو ہاتھ لہ سے گلے لگا لو مجھے برہنہ سر ہوں بذیر کفھی چھپا لو مجھے	۱۴	وطن نہ جاؤں گی میں قبر میں بلا لو مجھے اخئی بلا میں گرفتار ہوں نکالو مجھے
تمہیں سکیڑنے کی خاطر سے رو نہیں سکتی یتیم بدوری اب مجھ سے ہو نہیں سکتی		
سو تیشی سنو تم سے سوال ہیں دو نہیں تو زیر قدم اپنے لئے خوشخو	۱۵	جو بھیجتے ہو وطن کو تو تم بھی ساتھ چلو زمینی خاک شفاک لحد کی حنا طردہ
لحد کے سائے میں میرا بہیں ٹھکانا ہو تمہاری پائنتی ہو اور مرا سرانا ہو		
جب اربعین کو آئے حرم قتل گاہ میں پہناں تھے شل کعبہ لباس سیاہ میں	۱	تاریک آسمان وزمین تھی نگاہ میں گیرو کھلے تھے سوگ شہید الہ میں
رو میں جو شاہزادیاں منہ دھانپ ڈھانپ کے لاشیں جیٹی رہ گئی بس کانپ کانپ کے		

۱	لوں خاک پر پڑا تھا مرقعِ جوں کا بے گورد کفن تھے شہیدانِ کربلا	۲	اعضا جدا تھے لاش کے کاردِ دنت و پا جدا کوئی کسی کی لاش پر جزِ بیکسی نہ تھا
	انشادہ خاک پر تھا سلیمانِ فاطمہؑ پر جبریل کا تھا نہ دامنِ فاطمہؑ		
۳	یوں پہلوئے حسینؑ میں تھا لاشِ مصغیر دقتِ قضا ملا تھا جو اس کو نہ آبِ شیر	۳	باہجوں میں دودھ لب پہ انگوٹھا گلے میں تھما کھلے ہوئے دہن تھا وہ رشکِ مرغیر
	نہاں سا کراتن میں لہو سے بھرا ہوا اک ہاتھ تھا حین کا اس پر دھرا ہوا		
۴	اکبرؑ تھے یوں قریبِ شہنشاہِ نیک ذات اتھار ہویں برس میں زمانے سے کی وفات	۴	تکڑے بدنِ کلیجہ میں بر بھی جگر پہ ہاتھ نیزہ کا پھل ملا ٹمٹم گلشنِ حیات
	فرزندِ پاس تھے پسرِ بو ترا سے کے دو چاند پہلوؤں میں تھے اک آفتاب کے		
۵	دو لمبا کی لاش اکبرؑ مظلوم کے قریں کنگنا کہیں تھا سہرا کہیں جوڑا تھا کہیں	۵	سعیدؑ آسمان کا قراں تھا سرِ زمین ناشا دو نامراد پُرا سماں و دلِ حزیں
	سہرے کے پھول یوں تھے تن زخمِ دار پر جس طرح کوئی پھول چڑھاے مزار پر		
۶	ناگاہ کی نگاہِ حرم نے سوئے فرات سینہ پہ خشک لاش کے پہلو میں دونوں ہات	۶	دیکھا پڑا ہے لاشِ عباسؑ نیک ذات ہر دم دہان زخم سے کہتا ہے وہ یہ بات
	سینہ پہ اب تلک ہے نشانیِ سکینہ کی پر وادِ یخ نشہ دہانیِ سکینہ کی		

جس دم یہ حال گنج شہیدانِ نثارؑ	بانو نے لاشہ علی اصغرؑ اٹھا لیا
چادر سے پونچھا سوکھا ہوا دودھ با پھونکا	مرد کے منہ کے بوسے لئے اور یہ کہا
تم سے پھر کے میں رہی فریاد و آہ میں	اصغرؑ کہو ڈرے تو نہیں قاتلِ گاہ میں
عابدِ پدر کی لاش پہ ہونے لگے غنا	پونچھا عبا سے باکے زخموں کا سب غبار
بولے کیا ہوا لاشہ اکبرؑ سے ہم کنار	اصغرؑ کو پیار کر چکے فرماؤ مجھ کو پیار
فرمایے غلام تمہارا نہیں ہوں میں	پیار سے یہ دونوں بیٹے ہیں پیارا نہیں ہوں میں
دیکھیں تو آپ حال ہے کیا اس سرِ بیض کا	تن میں بخار سینے میں ہیں داغِ اقربا
شادوں میں ریاں کہیں نیل جا بجا	اور زخمِ تازیانوں کے ہیں پشت پر جدا
محکم نہیں علاجِ دل بے قرار کا	اور اس پر غمِ فراقِ شہِ نامدار کا
سجاد کا یہ نوجوہ تھا زینب کی یہ فضاں	اک قبر کی جگہ دو بہن کو بھی بھائی جان
پہلو تمہارا چھوڑ کے جائے بہن کہاں	سب سے حجاب ہو گا مدینہ کے درمیان
زینبؑ عزیزِ مرثوہ کے منہ دکھائے گی	سوئے وطن نہ جائے گی زینبؑ نہ جائے گی
سید انیاں جو لاشوں پر روئیں جدا جدا	کو سوں تلک لڑ گیا میدانِ کربلا
رن سے بنی اسد کا جو قریہ قریب تھا	سن کر یہ شور رونے کا اک ایک نے کہا
مقتل میں داخلہ ہوا ناموسِ شاہ کا	چہلم ہے آج سبطِ رسالتِ پناہ کا

یاں قصہ د فن شاہ جو سجاد نے کیا	۱۲	زخموں سے پہلے نیزہ و پیکان کئے جدا کچنے لگی جو قبر شہنشاہ مگر بلا
زہر کی گیسوؤں پہ پڑی ماں کی خاک ہے		ابن البرزاق کی یہ متبہ پاک ہے
نزدیک قرلائے جولائے شہ زماں	۱۳	پائیمیں قبر زینب بیگم نے کی فغاں دو ہاتھ ناگہاں ہوئے اس قبر سے عیاں
بابا سے پیار دیکھنا خیر الانام کے		یہ ہاتھ میں رسول علیہ السلام کے
پھر آئی اس مزار سے عابد کو یہ ندا	۱۴	اے نائبِ حسین فدا تجھ پہ مصطفیٰ دکھائے ہمارے ہاتھوں پہ لاشِ حسین کا
پھر عرضی یہ نبیؐ سے بجاں طول کی		لونا جان تو یہ امانت بتوں کی
اسی وقت جبریلیؑ میں بھی تھے نوجوگر	۱۵	کھولے ہوئے پڑوں کو کھڑے تھے مزار پر ہمراہ ان کے فوج ملک تھی کشادہ پر
سمجھا رہے تھے جیدؑ صفتِ رسولؐ کو		پڑسا ہر ایک دیتا تھا رد کر رسولؐ کو
حاضر تھی روحِ فاطمہؑ جو قبر کے قریں	۱۶	رد کر زبانِ حال سے بولی وہ دل جزیں زہر ان کے نازیں سے خبر دار لے زیں
اب حسد تک ہوئی تری ہمان فاطمہؑ		لے قبر تری جنا کے قربان فاطمہؑ
مرثیہ		پہنچا

جب کربلا کو شام سے اہل حرم پھرے ہمدہ انھا کے صدمہ قید ستم پھرے	۱	ہمراہ لیکے حریت و حرمان و غم پھرنے کہتے تھے یہ بیاں کہ عجب طرح ہم پھرے
سینہ زنی تھی چار طرف شور و شین تھا رونا تھا اور زبان پہ نام حسین تھا		
العقہ کر کے قطع منازل وہ کارواں افتادہ جس مقام پہ حیدر کا تھا نشان	۲	پہنچا لپ قرات بعد ناکہ و فغاں رو کر کیا وہاں کے زمینداروں بیاں
سر گرم گریہ غم سے دل سدا ہوتا ہے شیر خدا کا بیٹا ترانی میں سوتا ہے		
عباس کا کسی سے سنا آہ جب کہ نام اگر قریب لپاش پکاری وہ تشنہ کام	۳	بالی سکینہ گر پڑی اشتر سے دل کو تھام اے لشکر خدا کے عسکدار السلام
بیوجہ دشمنوں نے متایا دو ہائی ہے اٹھو چچا کہ لاڈلی لاشے پر آئی ہے		
اے یادگار شیر خدا عسک نامدار چھاتی سے اپنے بچہ کو لگا لیجے ایک	۴	دو غم اور نہ مجھ کو کہ میں ہوں جگر انگار آواز دی یہ لاشے نے تب ہو کے بیقرار
قدرت سے گر خدا کی اگر ہاتھ پاؤں میں سوار مجھ کو چاڑی گلے سے لگاؤں میں		
اہل حرم وہاں سے ہوئے تب بر مہنہ پا پہنچے جو تڑپ لاشہ و زند مر لفظ	۵	اور ساتھ اپنے بالی سکینہ کو لے لیا دیکھا کہ ابنِ ناطقہ ہے خاک پر پڑا
رونے لگے جو بائے وہ منہ ڈھانپ ڈھانپ کر لاش حسین رہ گئی بس کانپ کانپ کر		

۶	دیکھا کہ دونوں ہاتھ پڑے ہیں ادھر ادھر صغرا کا نام نہ نکلا وہ دیکھا جو کھول کر	زینب نے کی جولاشرہ شبیر پر نظر ہے ایک خط بدست شہنشاہ مجبور
	اگر کہایہ قوم اس دنے زبان سے صادر ہوا ہے ظلم یہ اک ساربان سے	
۷	اکبر کی لاش پروہاں بانو تھی نعرہ زن مقتل میں روتے پھرتے تھے سجاد خستہ تن	لاش امام پاک پر روتی تھی یاں بہسن اک سمت ترکہ سیتی تھی دشت میں دولہن
	بازوہر اک لاش کا رو کر ہلاتے تھے تلقین کی طرح حال وہ اپنا ساتے تھے	
۸	بولا کہ السلام علیک اے امام دیں بعد آپ کے خیام میں درآئے سب لعین	لاش پدر کے گرد پھرا عسا بدھن اے ابن بو تراب ترا فرش ہے زمین
	دی آگس ہائے خمیہ آل رسول کو سرنسکے لائے بوئے میں بنت رسول کو	
۹	زنجیر سے پائیں پڑی اور گلے میں طوق مرنے کا صغرس میں ہوا اسکے دل کو ذوق	بعد آپ کے امیری کا تھا مجھ کو بس کہ شوق اصغر جو تھا وہ لے گیا سجاد پر بھی فوق
	کاٹا گیا جو حلق نہ مجھ نہ تو ان کا مشتاق تھا گلا یہ مگر رہیمان کا	
۱۰	اے عابد حویں تجھے شاباش مرحب لازم ہے تجھ کو صبر کہ خالق کی جو رضا	اس دم یہ آئی لاشہ شبیر سے صدا کیا احتیاج کہتے میں میں سب ہوں جاننا
	گو شام تک یہاں سے بہت طول راہ تھا ہمراہ تیرے سبط رسالت پہناہ تھا	

یہ سن کے مستعدہ بہ غسل و کفن ہوا	۱۱	نیز زمین نہاں تن شبیر کو کیا زہرا کا چاند میں نے زمیں میں چھپا دیا
رورو کے آل مصطفویٰ غل محکا تی تھی مقتل سے فاطمہ کے بھی آواز آتی تھی		
جس دم بنایا اکبر و اصغر کا واں مزار	۱۲	قبروں پہ پیٹنے لگے بانو جب سگر فگار نوشہ کو بھی دفن کیا اس نے ایک بار فرط الم سے فاطمہ کبرا تھی بے قرار
آنکھوں سے ماں نے اشک کے دریا بہا دیئے سہرے کے پھول قبر پہ اس کے چڑھا دیئے		
سہاڈت نے یہ ماں سے کہا سر کو بیٹ کر پانی نہیں ہے اتنا کہ کر دیجئے ان کو تر	۱۳	ان تربتوں پہ کیجئے اب اک ذرا نظر کیا سیکسی برستی ہے پیاسوں کی قبر پر
زار نہ جب ملک یہاں بستی بسائیں گے اس جا پہ روز حمیدؐ کرا آئیں گے		
یہ جب کہا تو حال ہوا اور بھی تبہا پھر جام آب شیر اٹھائے بعز و جاہ	۱۴	تھوڑا سا پانی قبروں پہ چھڑکا باشک آہ اصغرؑ اور شاہ کی تربت پہ کی نگاہ
پانی کے جام رکھ دیئے سرد کی قبر پر گوزے چڑھائے شیر کے اصفہؑ کی قبر پر		
پھر قبر شاہ دیں سے کہا باہد اضطراب جاتا ہوں اب نہ کی جانب میں دل کباب	۱۵	اے مردِ زمیں و زماں ابن کو ترا ب اصغرؑ جو پوچھے آپ کو کیا دولہا ہے جواب
تم م کے خوش ہوئے یہاں اور واں دہ روئیں گی یا وطن تو قبر میں کاہے کو ہوئے گی		

پھر نہ رکے کنا سے گیارہ بعد نغاں	۱۶	نحو کو دفن کر کے یہ کرنے لگا بیاں
احسنت تجھ کو حید کرار کے نشان		تربت سے اتوب عیث جماعت کا ہے عیاں
غبت عیاں ہے قریش نامدار سے		ہے دبدبہ نمود تمہا سے مزار سے
عباش کے سپر جو ہوش آیا ناگہاں	۱۷	اہل حرم سے کر لے لگا اس طرح بیاں
احسان ہو گلے حرم سرور زماں		مجھ کو مجادری کے لئے چھوڑا دیاں
مرثیہ		زینب یہ بولی تجھ کو نہ جو ساتھ پاسے گی
ام البنین پیٹ کے سر مر رہی جائے گی		نمبر ۷۶
چہلم جو کر بلا میں بہتر کا ہو چکا	۱	پیوند بکیوں کے تن و سر کا ہو چکا
اور ماتح حسین کے لشکر کا ہو چکا		قبروں پہ شور آل بیہوش کا ہو چکا
ماتم میں تین روز رہے شورو شین سے		روئے لیٹ لیٹ کے مزار حسین سے
مثل چراغ گور غریباں پہ دل جلائے	۲	پھولوں کیساتھ قبروں پہ بخت جگر چڑھائے
بیابانوں کی بود و باش کے ساہا ہوا دئے		بے ساختہ پکائے کیلے پکڑ کے ہائے
ہے وہ پردہ دار ہمارے کدھر گئے		بے پردہ ہو کے آل نبی در بدر گئے
مقتل کے آس پاس یہ بیوہ کی تھی فغاں	۳	زینب جبین لحد پہ دہرے کرتی تھی بیاں
اے میرے کر بلائی برادر حسین جان		ہمیشہ تین دن سے تھاری ہے یہاں
اللہ میری بات بھی پوچھی نہ آپ نے		زندان کی واردات بھی پوچھی نہ آپ نے

راہی ہوں جورضائے امام جمیل ہے	۴	پر قابل ملاحظہ بازو کانسیل ہے
نہ کوئی دادرس ہے نہ کوئی کفیل ہے		بھائی بغیر آپ کے زینب ذلیل ہے
پشت و پناہ اٹھ گیا بے خاتماں ہوئی		دیکھو یہ پشت قابل ٹوک سناں ہوئی
مر جائیں سب شیوک سر پر رہوں تو میں	۵	بچیں میں ان کی قید کی ایذا سہوں تو میں
بہلائے کوتھاری کہانی کہوں تو میں		ماں ہوں تو میں کبھی ہوں تو میں باپے تو میں
ان کا بھی داغ آج طے یا کہ کل طے		ایسے نہیں نصیب کہ خدمت کا پھل طے
میں جانتی تھی شہر ہا ہوگا بھائی کا	۶	ہوگا، بجوم قبر یہ ساری حسدائی کا
چہلم کروں گی دھوم سے میں کر بلائی کا		برساں بھی یاں کوئی نہیں زہر کی جانے کا
منہ ڈھانپنے کو آپ ہی پلا بھی لیتی ہوں		اور اپنے دل کو آپ ہی پر سا بھی دیتی ہوں
چہلم تو کر چکی میں دل نہ کار یا حسینؑ	۷	اب روضہ کس طرح سے ہوتا رہا یا حسینؑ
بیٹا بھی اور بہن ہے ناوار یا حسینؑ		آخر کبھی تو آئیں گے زوار یا حسینؑ
تکیہ ہے کار سازی پروردگار پر		اسی دم تو سائباں بھی نہیں ہزار پر
حضرت کی قبول گئی زینب کے مین سے	۸	اگر کہا بشیر نے ابنِ حسینؑ سے
شہزادے جاں بلب میں کبھی شور شن سے		چلے وطن کو قبر شہ مشرقین سے
عائد نے پوچھا کیوں اماں قبول ہے		وہ بولی اختیار ہے کیا ہاں قبول ہے

ہونے لگا سوار رسالہ بشیر کا	۹	ڈنکا بجا حرم کے وداعِ اخیر کا خیمہ اٹھا لحد سے شہ بے نظیر کا
تربت کے گرد اونٹ برابر کھڑے ہوئے رخصت کو جمع قر پر پھوٹے بڑے ہوئے		
زینب پکاری کوچ کا سامان ہو گیا اور مقبرہ حسین کا سنان ہو گیا	۱۰	پھر شہ میرے بھائی کلویران ہو گیا ہو کا مقام تن کا میدان ہو گیا
اُئی مسافروں کو مرے وہ زمیں پسند دنیا میں جس زمیں کو بستی نہیں پسند		
اے کر بلائے سرور دلگیر الوداع اے قربانِ صاحبِ تظہیر الوداع	۱۱	اے قتل گاہِ حضرتِ شبیر الوداع اے بھائی جاں جاتی ہے ہشیر الوداع
کیا بے نصیب ہے یہ نواسی رسول کی تم نے مجاوری نہ ہمارے قبول کی		
بے آپ بے یقین میں کس معنے سے جاؤں گی گر جادوئی جف تو ندامت اٹھاؤں گی	۱۲	نانالکے کبھی مزار پر عزت نہ پاؤں گی پوچھیں گے سب بزرگ تو میں کیا بتاؤں گی
رخصت کیا حضور نے کیوں کر یہاں رہوں جاؤں تو کس طرف مجور ہوں تو کہاں رہوں		
واں قافلہ میں بنتِ علی کی پکار ہے سالارِ کارواں کا مجھے انتظار ہے	۱۳	یاں حاضرِ حضور یہ سینہ فگار ہے کوئی جلو میں ہے نہ کوئی پردہ دار ہے
کہہ کر بھی مجھے عابدِ بلا تے ہیں میں کہہ رہی ہوں صبر کرو آپ تے ہیں		

بھیا اٹھو کی دے میں مجھ کو تم ہی بھٹاؤ	۱۲	بھیا میں بے نقاب ہوں رگبیروں کو ہٹاؤ خالی ہے گود بھائی کا اصفہ کو لیتاؤ
مردار مائے قافلہ کے آگے ہوتے ہیں		تیار کارواں ہوا اور آپ سوتے ہیں
کب سے ہمیں پکار رہی ہوں میں خستہ تن	۱۵	کب سے جواب بھی نہیں دیتے شرذمہ آئی ندا سدھار و خدا حافظ لے بہن
مرثیہ		انصاف کو میری سمت سے بھی پیار کیجیو ہوگا ثواب خاطر بیمار کیجیو
آج چہرہ سلم تمام ہوتا ہے	۱	دفن سب کا امام ہوتا ہے محشر کا اب مقام ہوتا ہے
تن شہ آج سر سے ملتا ہے		عرش خالق دوبارہ ہلتا ہے
کر بلا میں ہے آج شیون و شین	۲	دفن ہوتی ہے آج لاش حسین روتی کبرا ہے شہ کی نور العین
رو رو زینب دوہائی دیتی ہے		کر دین شہ کی لاش لیتی ہے
شش بہت میں ہے شور و آویلا	۳	آتی ہے یہ ملائکہ کی صدا آج اکھ شہ پھر بپا ہوگا
قید سے چھوٹ کر امام آیا		چسکو لے قوم پیشوائی کو لاؤ زینب فلک ستائی کو

ان کے پیچھے ملائکہ غم گئیں آئے بیسار کربلا کے قریں	۴	آگے آگے تھے جسیریں ایں پھینک کر تاجِ مہر بروئے زمین
حاکمانِ الم کو لے آئے قتل گہ میں حرم کو لے آئے		
غش سے فرصت جو ذرا پاتے ہیں گھنے زنجیروں کے جو دکھاتے ہیں	۵	آج سجاد کو غش آتے ہیں باب کی لاش کو ہلاتے ہیں
جب وہ بیمار دکھ سنا تا ہے لاش شاہ کا نہ چھوٹتا ہے		
بولے لہو ملال رو رو کر رنج کیا کیا ہوئے ہیں بندہ پر	۶	بہونے جو مابد جو لاشہ رشتہ پر کچھ خبر آپ کو ہے لے سرور
آپ کے بعد ہم اسیر ہوئے طوق آہن میں دستگیر ہوئے		
اور گردن میں طوق بھی ڈالا نی خبر بھی نہ میری کچھ اصلا	۷	لے گئے ہم کو بیڑیاں پہنا آپ سوتے رہے یہاں بابا
دشمن دیں زلبس ستاتے تھے نازیانے مجھے لگاتے تھے		
روئے ایسا کہ ہوش بھی نہ رہا بھائی آئی ہے یہ بہن دکھیا	۸	سن کے اہل حرم بھی شر کی صدا پھر تو زینب نے شاہ سے یہ کہا
ساتھ اہل حرم کو لائی ہوں پر سکینہ کو کھوکھلے آئی ہوں		

بولی زینب کے لئے شہید امام	۹	آئی ہوں طے میں کر کے راہِ شام اب یہاں سے نہ جاؤں گی اک گام
ابو بکرؓ کو میں روؤں گی		اسی بیشہ میں جان کھوؤں گی
بھائی شرمندہ ہوں میں صغراؓ سے	۱۰	منہ وطن میں دکھاؤں کیا حسا کے نہیں مکن ہے اب یہ زینب سے
آئی علق بریدہ سے یہ صدا	۱۱	کہوں پیغام کیا میں صغراؓ کا اب ہن دختر علیؓ ہدا
مچھ کو سجادؓ سے نہ امت ہے		ہجو صغراؓ کا ایک قیامت ہے
لاشِ اکبرؓ پہ زینبؓ دلگیر	۱۲	آئی جس دم بحالتِ لغیب اکھتی تھی ہائے میرے بدرِ غیر
سوچکے بس اٹھو اٹھو بیٹا		آئے سجادؓ ہیں ملو بیٹا
تم سے جھٹ کر ہوئے یہ مجھ یہ ستم	۱۳	قید کر شام لے گئے اظلم سیر دربارے ردا تھے ہم
ساتھ فوجِ یزید تھی بیٹا		قتلِ سید کی عید تھی بیٹا

تھی سیکھنے جو شاہ کی دختر	۱۲	کھڑی کہتی پدر کے لاشہ پر حال بیٹی کا دیکھو لے سرور
---------------------------	----	---

مجھ پہ کیا کیا ستم ہوئے بابا	۱۳	منہ کا دیکھو میرے اور م بابا
------------------------------	----	------------------------------

عید کے روز تم نے جو سرور	۱۵	تھے پہنائے جو کان میں گوہر بے لیا اس کو شمر بند گوہر
--------------------------	----	---

مرثیہ	۱۶	اپنا دکھ میں سنانے آئی ہوں نیل منہ کے دکھانے آئی ہوں
-------	----	---

جب بعد دفن شاہ وطن کو حرم چلے	۱۷	سجاد ساتھ پیرواؤں کے با چشم نم چلے ہمراہ کے قافلہ رنج و غم چلے
-------------------------------	----	---

الفت جو تھی کمال شمشین سے	۱۸	روئی لپٹ لپٹ کے مزار حسین سے
---------------------------	----	------------------------------

پھر سرور رکھ کے قبر پہ وہ غم کی بٹلا	۲	بولی کہ السلام علیک اے شہ ہدا بھیا اٹھو سوار کرو تم پہ میں فدا
--------------------------------------	---	---

رہ رہ کے دھیان آتا ہے مجھ دل لول کو	۳	کیا جا کے منہ دکھاؤں گی قبر رسول کو
-------------------------------------	---	-------------------------------------

بھیا میں بن تمہارے وطن کو نہ جاؤنگی	۴	بھیا نہیں میں قبر پہ آنسو بہاؤنگی نالوں سے آسمان دزمین کو ہلاؤنگی
-------------------------------------	---	--

جو پوچھے گا تو روتی ہے کیوں شور و شین سے	۵	کہہ دوں گی پھٹ گئی ہوں میں بھائی حسین سے
--	---	--

سہاؤ درد کے کرتے تھے زینب سے یہ سخن رو رو کے جان دوڑیاں بہر ذوالحسن	۴	چلے پچھی خدا کے لئے اب سوئے وطن ہونا ہے قید تم کو دوبارہ بصرہ محن
روشن پہ نانا جان کے اب جہا کے روئے دروں کے زخم پشت پہ دکھلا کے روئے		
یہ سن کے انھی قبر سے آخر وہ سوگوار پہنچے وطن میں جس گھڑی سہاؤ دل فگار	۵	اک ہونج سیاہ میں آکر ہوئی سوار پہل گئی بقیعہ میں زہرا کی گلزار
ابولی لبیک کے قبر سے اماں دہائی ہے بھائی کو کھوکھو کے زینب ناشادائی ہے		
اماں سناؤں تم کو میں جو کچھ جفا ہوئی جو تھے برس میں باپ پہ بیٹی فدا ہوئی	۶	پر دہیں میں حسین سے زینب جدا ہوئی اماں حسین مر گئے میں بے رد اہوئی
دل زندگی سے زینب مضطر کاہٹ گیا میں دیکھتی رہی سرشیر کسٹ گیا		
اماں تمہارے لال کو کیا کیا نہ غم ہوئے مردہ پر میرے بھائی کے تازہ تم ہوئے	۷	لاشہ کے ہاتھ انگوٹھی کی خاطر قلم ہوئے یا مال لاش ہو گئی برباد ہم ہوئے
گو ہر سکیٹہ کے بھی اتارے ہیں شمر نے دُرسے ہماری پشت پہ ماہے ہیں شمر نے		
اماں تیرے مر لیں کو قیدی بنا یا تھا کانٹوں پہ نیتے پاؤں عدو نے پھرایا تھا	۸	طوق گراں بنار میں اس کو پہنایا تھا اماں سوائے شکر نہیں لب ہلایا تھا
بلوایا تھا زید نے دربارِ عام میں اماں سکیٹہ مر گئی زندانِ شام میں		

۹	اوناٹوں کی تنگی پشت پر بٹھلایا تھا ہمیں عائد کو درے مار کے رولایا تھا ہمیں	۹	اے اماں ایک سی میں بندھوایا تھا ہمیں مرطشت میں حسین کا دکھلایا تھا ہمیں
	حیرت ہے کیوں نہ زینب ناستا دمر گئی اماں میں سر کھلے ہوتے شیریں کے گھر گئی		
۱۰	دیکھا تو ایک سر پہ لٹکتا بعد ضیا پڑا بہن کو دیکھنے لے حسا صد خدا	۱۰	اماں گئی میں جب در کوفہ پر بے ردا تیب ہنس کے ٹٹرنے پر پرچوں سے یہ کہا
	پوچھا جو میں نے حال کہا غم کا مارا ہے مسلم ہے نام اور یہ بھائی مہتابا ہے		
	اے یادگار صاحبِ طہیر السلام اے بے ردا حسین کی ہمیشہ السلام		آئی صدایہ سر سے کہ دلگیر السلام امت نے خوب کی تری تو قیر السلام
	کس منہ سے میں کہوں کہ ہوں بھائی حسین کا خادم حضور کا ہوں صدائی حسین کا		
۱۲	لوک سناں پہ بھائی کا سر کا نیسے لگا اے میرے ایلچی تری غربت کے میں فدا	۱۲	اماں یہ سن کے بیوؤں میں محشر بیا ہوا آئی سروریدہ شبیر سے صدا
	مرنے کے بعد لاش کو رنج و محسن دیا ہے ہے تمہیں کسی نے نہ گورد و کفن دیا		
۱۳	مرنگے سوئے شام ہمیں لے چلے عدد بازار لوں میں شور یہ ہوتا تھا چار سو	۱۳	اماں پھر کے کوفہ میں پھر ہم کو کو بگو پہنچے جو شہر شام میں ہم سب کا دہر
	بیٹی علی کی زینب دلگیر آئی ہے دیکھو چلو حسین کی ہمیشہ آئی ہے		

۱۲	اماں یہ سوکھے ہوئے بازار میں گئی بیٹی علی کی مجلسِ عندار میں گئی	اماں میں پھر یزید کے دربار میں گئی عزت نبی کی بزمِ ستم گار میں گئی
	ہے ہے بھے یہ رنج کا سماں نظر پڑا بھائی کا مر لگن میں درخشاں نظر پڑا	
۱۵	اماں میں کیا بیاں کروں بزمِ عدد کا حال طشتِ طلا میں تھا ہر سلطانِ خوشحال	تھا تخت پر یزید کا چہرہ خوشی سے لال اور سامنے کھڑی ہوئی تھی فاطمہ کی آل
	بازو تھے رلیماںِ تم میں کسے ہوئے بارہ گئے تھے ایک رتن میں بندھے ہوئے	
۱۶	ناگاہ اک قیامت کبریٰ بسپا ہوئی دیکھا سکینہ کو تو کہا باپ سے یہی	بے گئی ہوئی تھی تخت پہ بیٹی یزید کی کھلوا دور سی اس کے گٹے سے ابھی بھی
	اس لڑکی کو میں لوں گی اطاعت کے واسطے لوندی ضرور چاہیے خدمت کے واسطے	
۱۷	یہ سن کے اٹھ کھڑا ہوا تب مٹ رہے حیا رد کر سکینہ نے سر شبیر سے کہا	آیا رس کے کھولنے کو بانیِ جنت بابا دوہائی مجھ کو بجا دے خدایا
	اس دم بدن سے جان مری نکلی جاتی ہے بیٹی یزید کی مجھے لوندی بساتی ہے	
۱۸	تریا لگن میں تب سر شبیر نامور عابد نے تب شقی سے کہا یوں پکار کر	ہے سکینہ کہہ کے گرا روئے خاک پہ میری بہن کو لوندی بنائے گا بد گہر
	لائی کیزی کے نہیں یہ بھوکی پیاسی ہے پوتی ہے فاطمہ کی نبی کی نو اسی ہے	
	مرثیہ	نمبر ۷۹

سفر میں آتے ہیں سوغات آہ لاتے ہیں ۱ اٹھا کے ہاتھ مدینہ کو یہ سنانے ہیں	مسافرانِ مصیبت وطن میں آتے ہیں جلے خشک آنکھوں سے خون بہاتے ہیں
لٹکے آئے ہیں زہرا کے سب گھرانے کو ۱ نہ کر قبول تو ہم بیکسوں کے آنے کو	
مدینہ گردنِ شبیر پر چلا جھبہ ۲ مدینہ داغِ رس ہیں ہمارے شانوں پر	مدینہ ہم تم سے والی کو آئے ہیں کھوکھری مدینہ کو ذہ میں مرنے کے ہم پھر سے درد
ہم آئے زندہ پر زہرا کا نور عین نہیں ۱ مدینہ اکبر و قاسم نہیں حسین نہیں	
کیا بشر کو سجاد نے طلب اس دم ۳ اور اس ہاتھ میں روکر دیا سیاہ علم	ہلی زمین مدینہ کی اس گھڑی پیہم گلے میں شالِ عوا ذال دی بیدہ نم
کہا کہ جانیں گو اپنے منہ دکھانے کی ۱ گروہ میں خبر کر دے میرے آنے کی	
مگر محلہ ہاشم میں دیکھتا ہے کیا ۲ جو نام پوچھا تو رو رو کے بولی وہ صفرا	چلا بشر یہ دیتا ہوا خبر ہر جا کہ اک مریضہ مر رہا ہے کھڑی تنہا
بشر کہنے لگا کیوں تو شور و شین میں ہے ۱ کہا یہ حال مرا فرقتِ حسین میں ہے	
میں گھر سے نکلی ہوں شاید کہ قاصد آجائے ۵ کہ یہ مریضہ لبِ گور ہے شفا پائے	کھڑے ہوں منتظرِ اکبر کی دیکھوں کب آئے خدا کہیں سے بچھڑوں کو خبر سے لائے
گوئی پدر کی خبر لائے پاؤں پڑتی ہوں ۱ خدا سے ہوں ایڑیاں رگڑتی ہوں	

بشیر سمجھایہ بنتِ حسنین ہے صغراؑ	خوش رہ گیا صغرا کے منہ پر کچھ نہ کہا
بیکاری فاطمہ گردن میں دیکھ شالِ عوا	تو بھائی لایا ہے کس کی سنائی مجھ کو سنا
وہ بولا قاصدِ بیکار کر بلا ہوں میں	سنائی قبرِ سیمیں پر لے چلا ہوں میں
وہ بولی رورو کے بھائی یہ کیا سنا تا ہے	وہ کون ہے جسے بیمار تو بتاتا ہے
سنائی کس کی ہے یہ مجھ کو ہول آتا ہے	کہ مصطفیٰ کی لحد سے تو کہنے جاتا ہے
علامہ بھینک کے اس نے کہا دوہائی ہے	ترے حسنین کی صغرا سنائی آئی ہے
زمین پر ہائے پدر کہہ کے گر پڑی صغراؑ	خبر یہ پھیل تو ماتم ہر ایک گھر میں ہوا
تمام سورتیں نیکیں گھروں سے کرتی نکلا	نبیؐ کی خبر یہ جا کر بشیر نے یہ کہا
سفر سے لٹ کے ادھر بھوکی پیاسیاں آئیں	اتھور رسولؐ تہساری نوایاں آئیں
بشیر کہتا ہے والدِ روضہ کا نسب گیا	لحد سے نالہ ہوا داحسینؑ کا پیدا
ادھر زمین پر رڑ پتی تھی فاطمہ صغراؑ	زمانِ ہاشمید نے وہاں ہجوم کیسا
ہلا کے شانہ کہا شاہِ مشرقین آئے	آنکھو حسینؑ کی عاشقِ آنکھو حسینؑ آئے
وہ آنکھوں کھول کر بولی کہ مر گئے بابا	کہ اس میں قافلہ کر بلا بھی آپہنچا
بہنِ حسینؑ کی مر نہ سکے دیتی تھی یہ ہدا	حسینؑ جب سے موئے میں سر نہیں ڈھا نیا
نذر وہ اور نہ تابوتِ اخئی کالائی ہوں	مدینہ والوں میں بھائی کو کھوکے آئی ہوں

میرزا والو کہو اس بہن کی کیا تقدیر عزیز داس کی سز کیا ہے کچھ کرو تقدیر	جودیکھے اپنے برادر کے حلق پر شمشیر لہو میں غرق جودیکھی حسین کی تصویر
بناؤ کہتے ہیں سب کیا اُس اماں جہانی کو جوار بعین تلک نے کفن نہ بھسا کی کو	
مرے حضور تھا حلق حسین پر خنجر کفن نہ دے کی بھائی کو میں ہوں وہ خواہر	شہید ہو گیا ہم شکل مصطفیٰ اکبر خدا گواہ کہ مر پر مر نہ تھی چکا دہ
زمین گرم پر بھائی کی لاش تہہ تھی حسین جانتے تھے میں اسیر اعدا تھی	
یہ کہہ کے آگے بڑھی زینب مجتہد صفات دیے ہوئے ہیں کئی بی بیاعزل میں ہاتھ	تو دیکھا دور سے صفرا کو اس طرح ہنسا گئی نہ سامنے صفرا کے زینب خوش ذات
کبھی تو قافلہ کے پیچھے آ کے پھپھتی تھی کبھی رسول کے روضہ میں جا کے پھپھتی تھی	
نبی کی قبر پر صفرا نے پایا زینب کو وہ لونی سارے عزیزوں کا مجھ سے پرسالو	گلے لپٹ کے پکاری پد رکا پر بادو عزیز ہو گئے سب خدیہ شہ شہو
تو جانتی ہے کہ بابا فقط مواضع سرا شہید تیر سے اصغر تلک ہوا صغر سرا	
ابھی یہ کہتی تھی زینب بہ نالہ جانکاہ بھرا ہوا تھا لہو سے وہ شیشہ سب واللہ	کہ ایک شیشہ کو لے آئیں ام سلمہ آہ حرم نے منہ پہ ملا وہ لہو بجالا تباہ
نقاں و آہ کے نعرے بلند ہونے لگے بھٹاکے بیچ میں صفرا کو سب رونے لگے	

پکارتی تھی یہ زینب دوہائی یا جدّہ کہ بس کردے تزلزل میں بارگاہِ الا	۱۶	فغان تھی غافلہ صغرا کی آہ بابا آہ نبی کی قبر سے پیدا ہوئی صدا ناگاہ
یہ کربلا سے خبر جس بدل لایا ہے شہید روتے ہیں شبیر کو غش آیا ہے	۸۰	مرثیہ
دن آمد اکبر کے گنا کرتی تھی صغرا زہرا کی لحد پہ یہ کہا کرتی تھی صغرا	۱	شبیر کی فرقت میں بکا کرتی تھی صغرا جینے کی نصحت کی دعا کرتی تھی صغرا
بیمار کو بیکس کو مسیحا سے ملا دو صدقہ گئی دادی مجھے بابا سے ملا دو		
دادا کے لئے پوتی کی مشکل کروا ساں آٹھ سو رانے مرے مرے کوئی آں	۲	بی بی میں تمہاری لحد پاک کے قرباں پر دلیس میں بابا ہے بھول رہے مری
لو تم تو بلا میں مری ہاتھوں کو بڑھا کر میں روؤں تمہیں دل کے دھڑکے کو دکھا کر		
ہوتی تھی صدا قبر پیسے سے یہ پیدا شبیر کے ہمراہ لحد سے نکلی زہرا	۳	جب مرقد زہرا سے یہ کہتی تھی وہ دکھیا دادی ہے کہاں جس سے یہ تو کہتی ہے صغرا
روئے تیری دادی کو لاشہ یہ لبر کے اب آئیگی شبیر کا چالیسواں سر کے		
سن کر یہ صدا ہوتی تھی بیہوش وہ بیمار فرماتی تھی جاس کی ماد بھی بہت پیار	۴	
کہتی تھی کہ جاں نذر پدر کرتی ہوں لوگو فکر کفن و گور کرو مرنی ہوں لوگو		

اور محلِ ہرج و مرجِ سرِ دروازہ لگاے	۱۵	سجادِ پیکارے نہ یہاں اب کوئی آئے
بیوہ شہِ بے سر کی اُترتی ہے مجھ کو		مادرِ علی اکبرؑ کی اُترتی ہے مجھ کو
کچھ عورتیں روتی ہوئیں واں آئیں کھلے سر	۱۶	دلِ بانو کا بھر آیا لگی کہنے یہ رو کر
اور واسطے پردے کے لگیں روکنے چادر		جس سحرِ پردہ تھا چلا اس پہ تو خنجر
بے وارثی ہوں بیوہ و معنوم و حزیں ہوں		پردہ نہ کرو پردہ کے قابل میں نہیں ہوں
زینبؑ کے اُترنے کی وہاں آئی جو باری	۱۷	منہ کر کے سوئے کرب و بلا تب یہ پکاری
اے بھائی کہاں ہو میں تمہارے گئی واری		تم آ کے آتا رو تو بہن اُترے تمہاری
ہو دور مگر صاحبِ اعجاز بڑے ہو		آویہاں اور روک کے چادر کو کھڑے ہو
زینبؑ کو صدارتِ برادر کی یہ آئی	۱۸	موجود ہے یاں روحِ شہِ کرب و بلائی
موجود ہے یاں روحِ شہِ کرب و بلائی		خوابِ ترے ہمراہ یہاں آیا ہے بھائی
سب جانتے ہیں صاحبِ عصمت تو بڑی ہے		مادرِ مری رو کے ہوئے چادر کو کھڑی ہے
سر پہنٹے اُتری شہِ مظلوم کی خواہر	۱۹	داخل ہوئے سب اہل حرم گھر میں کھلے سر
فضہؑ نے کیا فرشِ سیہ بادلِ مضطر		سرِ ننگے حرم بیٹھ گئے آ کے برابر
اس فرش پر تو قافلہ اہلِ عزّا تھا		اور سامنے لوٹا ہوا اسبابِ پڑا تھا

صغرا کو لئے گود میں عباس کی مادر
چٹکے سے کھاروتی ہو کیوں زینب مصطر ۲۰
زینب کے قریں ماں کے بیٹھی وہ زمیں پر
صغرا کو تسلی دو کہ مرتی ہے یہ دختر

مرثیہ ۸۱
جس وقت سے حال اپنی یتیمی کا سنا ہے
کچھ منہ سے نہیں بولتی سکتا سا ہوا ہے ۲۱
نمبر ۸۱

وطن میں قافلہ کر بلا کی آمد ہے
یتیم سرور گلگوں قبا کی آمد ہے
سواری حرم مصطفیٰ کی آمد ہے
غریب ویکس دے آشنا کی آمد ہے ۲۲

تمام شہر ہے شایق علی کے پیاروں کا
نبی کے روضہ پہ مجمع ہے دوست داروں کا ۲۳

سنا تھا جب سے کہ آتے ہیں سید اکرم
کبھی تو جھکتی تھی سجدہ میں وہ بدیدہ دم ۲۴
خوشی سے فاطمہ صغرا کا تھا عجب عالم
کبھی یہ کہتی تھی کیوں نانی جان جی گئے ہم

وطن میں آج شہر مشرقین آتے ہیں
چلو چلو مرے بابا حسین آتے ہیں ۲۵

اٹھیں یہ سنتے ہی ام البنین بشوق تمام
سنا یہ شور کہ لو آئے شاہ عرش مقام ۲۶
گئیں جو متصل روضہ رسول انام
نظر وہ آتا ہے دیکھو نشان فوج امام

رٹے شکوہ سے حیدر کا یادگار آیا
علم لئے ہوئے عباس نامدار آیا ۲۷

پکاری کوٹھے سے جلا کے تبت اک زلف
سراپنے پیٹے آتے ہیں سب صغیر و کبیر ۲۸
نہ غل کرو کہ مرا حال غم سے ہے تغیر
یقین یہ ہے کہ نہیں آئے حضرت شیخیر

نہ وہ رفیق نہ وہ بھالی بند آتے ہیں
جھکائے گردنیں کو تل سمند آتے ہیں ۲۹

اس طرح سے اب راوی صادق نے ہے لکھا پڑسیوں کا نامہ و پیغام نہ پہنچا	۵	تشویش میں سب چاند محرم کا بھی گذرا اک لڑکی نے آکر کہا اک روز کہ صغرا
کیا روتی ہے دلشاد ہو باہا ترا کیا لے فاطمہ بیمار مسیحا ترا کیا		
ام سلمہ ہنستی ہوئی آئی پھر اُس جا اب تو مرے کہنے کا یقین تم کو پڑے گا	۶	بولی کہ حسین اُٹے مبارک تمہیں صغرا میں تم سے نہ کہتی تھی میں اُٹے شہ والا
جاں اپنی عبث تم نے یہاں ڈالی ہے غم میں اب تم میں نہیں اٹھنے کی طاقت ہے کہ بہم میں		
پھر بازوؤں کو تھام کے بیکس کو اٹھایا بیمار کو دروازے پہ لے جا کے بٹھایا	۷	اور مادر عباس کو بھی پاس بلایا صغرا کو مدینہ میں تلاطم نظر آیا
دیکھا کہ بہم کو چوں میں سب چھوٹے بڑے ہیں سب آمد شبیر کے مشتاق کھڑے ہیں		
اک غول ہوا دور سے ناگاہ نمودار اس غول کے حلقہ میں بشیر جگر افکار	۸	تھی جس میں صدا ہائے حسینا کی ہر بار یہ کہتا ہوا آتا ہے زور و کے بتکرار
اے اہل وطن چین سے کیا بیٹھے ہو گھر میں گھر لٹ گیا احمد کے نواسے کا سفر میں		
اب شہر میں کیا بیٹھے ہو دروازہ جاؤ منت کرو قدموں پہ گرو قسیم دلاؤ	۹	زینب نہیں آتی یہاں تم جا کے لے آؤ جس طرح بنے خواہر شبیر کو لاؤ
وہ کہتی ہے بھائی مرا مارا گیا رن میں بے واری میں ہو کے نہ جاؤں گی وطن میں		

یہ سنتے ہی غش ہو گئی صفرا جگر افکار	۱۰	اتنے میں ہوئے اونٹ عمار کی کے نمودار کرتے میں ہر اک شخص سے رو رو کیے گفتار
اس اونٹ سے مل کر نہ چلو بے ادبی ہے یہ اشتر بانوئے حسین ابن علی ہے		
ہرم یہ عمار سے صدا ہوتی تھی پیدا اس اونٹ کے پہلو سے ملا ایک شتر تھا	۱۱	یہ بیوہ ہو آئی ہے یا حضرت زہرا ہودج بھی سید اس کا تو پردہ بھی تھا کالا
دیتی تھی صدا صاحب ہودج یہی رو کر فریاد بہن اسی ہے بن بھائی کی ہو کر		
ناگہ شتر بانوئے معنوم گیا ختم اس بھیر کو سر کاؤ کر رکتا ہے مراد م	۱۲	سجاد کو محل سے پکاری وہ بھد غم روضہ پہ پیہر کے مجھ لے چلے اس دم
کیا وجہ سواری مری اس جا ہو کھڑی ہے بولا کوئی صفرا یہاں بے ہوش پڑی ہے		
بانو نے کہا لوگو مرا اونٹ بٹھا دو دل دھونڈ رہا ہے مری صفرا کو دکھا دو	۱۳	بچھڑی ہوئی بچی کو گلے میرے لگا دو عابد تم ہی پردہ مرے محل کا اٹھا دو
میں سنتی ہوں آواز مجھے دیتی ہے صفرا تم کہہ دو بلا میں تری ماں لیتی ہے صفرا		
پھر ہاتھ سے خود پردہ محل کو اٹھایا گھر دیکھ کے خالی یہ بھد شور سنایا	۱۴	دروازے پہ صفرا کو تڑپتا ہوا پایا اے گھر ترے صاحب نے تو جنگل کو بسایا
لوٹا گیا گلزارِ نبیؐ تین پہر میں اے گھر ترے وارث کو میں کہو آئی سفر میں		

بپاٹھیاں تو ابھی ماتمِ شہِ ابرار
۱۵ کہ اک قیامت کبریٰ عیاں ہوئی اک بار
سنجھالیں فاطمہ صغراؑ کو عورتیں دوچار

بیکار تھی تھی شہِ مشرقین کو مارا
یہ کیا غضب ہوا کس کے حسینؑ کو مارا

سُنی جو بیوہ دل نہ ماتم کے جوش میں یہ صدا
۱۶ تڑپ تڑپ کے پکار رہی یہ فاطمہ صغراؑ
ہوا یہ شور کہ ہے ہے شہید تیغِ جفا

دکھائی دیتا ہے سب گھر لٹا ہوا لوگو
ارے پدر مرا تم میں سے کیا ہوا لوگو

نشانِ حیدرِ کرار کیوں نہیں آیا
۱۷ امامِ بیگس و بے یار کیوں نہیں آیا
ہمارا مالک و مختار کیوں نہیں آیا
تمہارا قافلہ سارا کیوں نہیں آیا

بتاؤ چھاونی کس بن میں چھائی یا بابا نے
بتاؤ کون سی بستی بکائی یا بابا نے

کہاں ہیں صاحبو جھپٹا مرے علی اکبرؑ
۱۸ کہاں ہے چھوٹا مسافر مرا علی اصغرؑ
کہاں ہیں عون و محمد بچپن کے تحتِ جگر
بتاؤ قاسم و عباس نامور میں کدھر

قریب مرگ ہوں غم سے میں خستہ تن لوگو
کہاں ہے بالی سکینہ مری بہن لوگو

کہی یہ کوٹ کے چھاتی کو بانوٹے ناشاد
۱۹ جگر خراش ہے بی بی حسینؑ کی رُوداد
میں بیوہ ہو گئی زہرا کا گھر ہوا برباد
رہا نہ کنبہ میں باقی کوئی بجز سجادؑ

عجیب حادثہ ہم پر گذر گیا صغراؑ
پسر بھی مر گئے وارث بھی مر گیا صغراؑ

سناں کیوں سے گئی جان میرے اکبر کی جلی گئے پہ شہ دیں کے دھار خنجر کی	۲۰	چھدی خرنک سے ننھی سی گردن اصغر کی صفائی ہو گئی اک دوپہر میں سب گھر کی
مرثیہ		میں شہر شام تلک ننگے سر گئی بی بی سکینہ قید میں گھٹ گھٹ کے مر گئی بی بی
جب زار ان شاہ غریب الوطن پھرے اک دست تحفہ لے کے نشان رس پھرے	۱	یعنی سوئے وطن حرم بیچن پھرے غل تھا کہ اہل بیت حسین و حسن پھرے
ستر دو تن کو زمر میں سوئے آئے ہیں کچھ ترے خاک پاک کے ہمراہ لائے ہیں		
اسباب سب لٹا ہوا خیمہ جلا ہوا سفر پر غبار گنج شہید اں لگا ہوا	۲	اور زین ذوالجناح لہو سے بھرا ہوا دامان مائی کفنی کا پھٹا ہوا
بچے بھی کوزے پانی کے ہاتھوں میں لیتے ہیں پیتے نہیں ہیں فاتحہ اصغر کا دیتے ہیں		
فاقد ہی ہے پیاس وہی ہے وہی مہکا جب آنسو خشک ہو گئے کچھ پانی پی لیا	۳	ان کو ہر ایک شہر و بیا ہاں ہے کربلا سو یہ بھی اس لئے ہے کہ ہو قوتِ عزرا
دنیا سے رزق اٹھ گیا غم کھانا رہ گیا پانی گلے سے اُترا تو آنکھوں سے بہ گیا		
ناگہ گزار قافلہ کا شہر میں ہوا آواز تیز گامی اسپاں ہوئی بپا	۴	اور لشکرِ بشیر میں نقارہ بھی بجا ہمسائیوں کو فاطمہ صغرائے دی صدا
لوگو سواری آتی ہے کس بادشاہ کی سب نے کہا کہ سبطِ رسالت پناہ کی		

اٹھا کے ہاتھ کہا خیر کجیو یا رب نظر پڑا سے گھوڑا پسر کا ہاتھ مضرب	۵	ہوایہ سنتے ہی ام البنین کے دل کو تعجب برجی یہ کہہ کے جو وہ زو جڑ امیر عرب
ہجوم خلق سے پاس اس کے جانہ سکتی تھی بندھا تھا زین سے علم مشک اک نکلتی تھی		
مدینہ لٹ گیا جنگل میں مرگے شیر کیا شہید غریب الوطن کو بے تقصیر	۶	یہ نوچ پڑھتا تھا گھوڑے کے آگے بشیر گلے پہ دلبر زہرا کے چل گئی شمشیر
پڑا رہا جو زمین پر یہ اس کا جامہ ہے نگین ملانہ جسے اس کا یہ عمارہ ہے		
سروں کو پیٹ کے انگھوں سے خون بہاتے عماروں میں حرم سر پٹے آتے تھے	۷	یہ عمال سن کے زن و مرد خاک اُڑاتے تھے امام زاوے کے ناتے سے پٹے جاتے تھے
نبی کے روضہ پہ حسین دم وہ کارواں پہنچا فغاں وہ آہ کا غل تانہ آسمان پہنچا		
عصا کو تھام کے باچشم خوں نشا اُترے اور اہل بیت یر کرتے ہوئے فغاں اُترے	۸	بٹھا کے ناتہ کو سبھا و ناتواں اُترے قریب مرقد سلطان انس و جاں اُترے
ہوئی غریبوں پہ بیداو یا رسول اللہ حسین مرگئے فریاد یا رسول اللہ		
اگرے مزار مبارک پہ عابد ذی جاہ تبہای اگلی ہم بیکسوں پہ یا جدہ	۹	ہوا جور و ضہ میں داخل وہ قافلہ ناگاہ اٹھا کے ہاتھ یہ فریاد کی بہ نالہ و آہ
یتیم ہو کے یہ ناشاد کام آیا ہے پدر کو کھوکھو کے وطن میں غلام آیا ہے		

۱۰	کیا حضور کے پیاروں کو ذبحِ تشنہ دہن لے ہم ایسے کہ بابا کو دے سکے نہ کفن	بڑا ستم کیا امت نے یا رسولِ زمن رہا سناں پہ سرِ پاک اور زیں پہ بدن
	نہ دن کو تھی ہمیں راحت نہ جینِ راقوں کو جگر دیا تھارسن سے ہمارے ہاتھوں کو	
	کہ ایک ہاتھ میں شہ کا علامہ پُرخوں زباں پہ مرثیہ جس کا یہ جاں گرا حضور	گئی لحد پہ پھر اس طرح زینبِ محجوں اور ایک ہاتھ میں حضرت کا جامہ گلگون
	یزید نے ہمیں لوٹا دوا پائی ہے نانا بہن شہید کی حجرے کو آئی ہے نانا	
	۱۲ علی کے لال کو دشتِ بلا میں چھوڑ آئے تمہارے چاند کو خاکِ شغاف میں چھوڑ آئے	حسین بھائی گو ہم کربلا میں چھوڑ آئے یتیم فاطمہ کو نینوا میں چھوڑ آئے
	یہ بعد قتل عجب تفرقہ پڑا نانا گڑا بدن کہیں اور سر کہیں گڑا نانا	
	۱۳ گئی یزیدی مجلس میں ننگے سر زینب یہ سخت جاں تھی کہ جیتی پھری ادھر زینب	ہوئی حسین کے مرنے سے دردِ زینب کئی ہینے رہی قیدِ فوجِ گرزینب
	ورم ہے شانوں پہ دکھتے ہیں استخوانِ نانا یہ میرے بازو پہ رستی کے ہیں نشانِ نانا	
	۱۴ کفن میں ہو گئے بے چین سیدِ نواک زیں لڑ گئی جنبش میں آگئے انداک	یہ کہہ کے قبر پہ رکھ دی وہ خونِ بھری پوشاک ضريحِ ہلنے لگی تھر تھرائی تربتِ پاک
	نبی کے رونے کی آواز صاف آتی تھی صدائے سینہ زنی آسمان پہ جاتی تھی	

۱۵	ام البنینؑ نے نام جو عباسؑ کا سنا اُنکھوں سے نورِ سینہ سے دل ہو گیا جدا
	اغلب ہے ان سے سب بچی کی خبر ملے کس کے یتیم آتے ہی پاننگے سر کھلے
۱۶	یہ کہہ کے چند کام بڑھی وہ بھد بُکا جیرت آس غریب کا منہ دیکھا خوب سا
	پوچھا کہ یہ نشان تجھے کب عطا ہوا اُسے حاملِ علم مرا عباسؑ کیا ہوا
۱۷	تسلیم کر کے بولا وہ معصوم نیک ذات اٹھتا نہ تھا میں قبر سے ان کی لب فرات
	عباسؑ کا پسہ ہوں بھتیجا امام کا دادی غلام ہوں میں تمہارے غلام کا
۱۸	یہ نوحہ تھا کہ عابدؑ عالی مقام آئے لو کر بلائی آئے سفر سے امام آئے
	لوشیعہ پیشوائی اہل حرم کرو صغراؑ اٹھو زیارت شاہِ اُحم کرو
۱۹	کیا دیکھتی ہے اُٹھ کے وہ بیمار دل فکار رو مال رکھ کے اٹھو یہ روتے میں زوار
	بولی کہ صاف بے پردی کے نشان ہیں بابا کہاں ہیں یہ تو مرے بھائی جان ہیں

صغرا کا نوحہ سن کے حرم پیٹے یک دگر
۲۰ قربانی و فاطمہ کی سمت دیکھ کر
پڑھنے لگی یہ مرثیہ زینبؓ بخشش تر

مرثیہ
اماں ترے پسر کے عزادار آئے ہیں
نانا ترے نواسے کے زوار آئے ہیں
نمبر ۸۳

آمد ہے وطن میں حرم شہر خدا کی
جنیش میں لحد ہے علیؓ و خیر النساء کی
۱ ہر ایک طرف دھوم ہے فریاد و بکا کی
تھرا رہی ہے قبر رسولؐ دوسرا کی

سب قافلہ پہننے ہوئے کالی کفنی ہے
بالائے زباں نوحہ ہے اور سینہ زنی ہے

کیا بیکسی آل عبا کیجئے اظہار
۲ نے فوج نہ خیمہ ہے نہ شہر سا سردار
اکبر ہے نہ قاسم ہے نہ عباس خوش اطوار
لوٹا ہوا اسباب ہے اور عابد بیمار

ہر جا یہ صدا آتی ہے دیوار سے در سے
یوں لٹ کے وطن میں نہ پھرے کوئی سفر سے

انجہ خلافت سے مدینہ میں ہے محشر
۳ ہے چاک گریباں کوئی کھیلے سہر
در پر کوئی روتا ہے کوئی بام کے اوپر
گھبرائے ہو پھرتے ہیں شہر کے اندر

بازار میں ہر سمت عجب دھوم مچی ہے
دروازے پہ صغرا بھی عصا تھامے ٹھری ہے

وہ کون سی جا ہے کہ قیامت نہیں جس جا
۴ روح حسنؓ پاک کہیں کرتی ہے نالا
حیدر کہیں روتے ہیں کہیں فاطمہ زہرا
فریاد پیمبرؐ سے کہیں حشر ہے برپا

اس طرح سے ہر کوچہ میں فریاد و بکا ہے
گویا کہ حسینؓ آج کے دن قتل ہوا ہے

یوں تندرست ہو گئی وہ سُن کے یہ خبر پھر تو ہر اک سے یوں ہوئی گویا وہ خوش سیر	۵	بہار جیسے شاد ہو پر ہیز توڑ کر اے حسینؑ سرد ہوئی آتش جگر
اب خوف ہے مرض کا نہ شوق علاج ہے حاصل پدیر کا شربت دیدار آج ہے	۶	سر پر قصا بہ پاؤں میں موزے بھی اکٹھا کر صغراؑ سے پوچھا اب تو نہ ہوگا تمہیں بخار
غل ہے کذبِ آتی ہے شہرِ آتے ہیں چلتی ہو غم بھی ہم تو اٹھیں بننے جاتے ہیں	۷	وہ بولی پیشوائی کو موجود ہوں مگر اکبر تلاش میں پھریں آواز دیں پدیر
جب سب کہیں کہ مر گئی چھتے ہی آپ سے ہستی ہوئی میں آکے لیٹ جاؤں باپ سے	۸	سر سمت از دھامِ عرب کا یہ حال ہے پیکِ نگاہ کا بھی گزرنا محال ہے
ام البنینؑ نے پایا جو بلوہ میانِ راہ اور شہر میں شروع ہوئی آمدِ سپاہ	۹	صغراؑ کو لے کے گود میں بیٹھی بے عز و جاہ سب شکرِ بشری کی پوشاک تھی سیاہ
برپا تھی ہر قدم پہ صدا شور و شین کی غل وا ذبیح کا تو ندا وا حسینؑ کی		

اک مرتبہ سروں پہ پڑے مژد زن کے ہاتھ صغرا نے پوچھا دادی یہ کسی ہے واردات	۱۰	جانا سمجھوں تھے قتل ہوئے شاہ نیک ذات یہ فوج تو گئی غلی نہ میرے پدر کے سات
ہے ہے مسافروں پہ مرے کیا گزر گئی پوچھو تو ان سے فوج حسین کی کدھر گئی		
آخر نہ رہ سکی سوئے لشکر یہ دی ندا اکبر کے پلے نام ہے تم لوگوں کا پرا	۱۱	تم کر بلا میں تازہ ملازم ہوئے ہو کیا بارے کہو گر وہ حسین کہاں رہا
بتلاؤ مومنو میں ہوں پیاری حسین کی اب کتنی دُور ہوگی سواری حسین کی		
سب نے کہا تو بنتِ امام غیور ہے جو حادثہ ہے آج وہ تیرے حضور ہے	۱۲	انکھوں سے دیکھ پوچھنا اب کیا ضرور ہے سب قافلہ قریب ہے سالار دُور ہے
آگاہ اہل بیت ہیں حالِ امام سے سیدانیوں کے ساتھ ہم آئے ہیں شام سے		
ناگاہ آیا سیدوں کا غول ننگے سر آگے علم لئے ہوئے اک طفل بے پدر	۱۳	دامان سبز کرتوں کے تھے چاک سر بسر ماتم کے نیل چاند سے سینہ پہ جلوہ گر
مشکیزہ سکیں علم میں بندھا ہوا اک تیر اس میں بہر گواہی لگا ہوا		
زیر نشان پڑھتے تھے نور ہر اک قدم غم سے لرزے لگتا تھا جب پہنچے علم	۱۴	ماتم حسین پیاسے کا کرتے تھے دم دم بڑھتے تھے آگے صاحبِ ماتم بچشمِ غم
فارغ جو ماتم شد والا سے ہوتے تھے پھر کہہ کے ہائے حضرت عباس روتے تھے		

والہی اہل حرمِ مدینہ طیبہ

۳۴۳

مرثیہ نمبر (۱۴۳)

زینبؑ سے سب نے پوچھا کہ شہید کیا ہوئے	جب داخل وطن حرمِ مصطفیٰ ہوئے
۱ امت پہ تین روز کے پیاسے فدا ہوئے	بولی وہ کہ بلا میں بہن سے جدا ہوئے
صغراؑ سے شرمسار میں ہونے کو آئی ہوں	بھائی کو ماں کی قبر پر رونے کو آئی ہوں
زینبؑ کا نوحہ سن کے حرمِ روئے پیٹ کر	پڑھنے لگی یہ مرثیہ زینبؑ بچشمِ تر
۲ قربان جاؤں اب تو غریبوں کی کو خبر	قبر نبیؐ وفاطمہؑ کی سمت دیکھ کر
اماں ترے پسر کے عزادار آئے ہیں	نانا ترے نواسے کے زوار آئے ہیں
جدا میں اپنا حال کہوں یا اخنی کا حال	۳ امت نے مجھ کو قید کیا ان کو پاٹمال
دربار کی جفا کہوں یا قید کا ملال	بس ہم کو چین و روم کے بندے تھی مثال
سرنگے شام و کوفہ میں میں بھوکی پیاسی تھی	کیا نانا جان میں نہ تمہاری نواسی تھی
دردا بنی اُمیہ امیر اور ہم فقیر	۴ حاکم یزید نائبِ مشکل کشا اسیر
جدا ہمارے زخم نہیں میں شفا پذیر	ہم جیتے آئے مر گئے طفلِ جوانِ پیر
عابد کا حلق طوقِ گراں وا محسدا	زینبؑ کی پشت نوکِ سناں وا محسدا
قتلِ حسینؑ سے تو مرادِ عدولی	۵ اور اپنے دل کی خاک میں سب آرزولی
ذلت پہ ذلت آہ مجھے کو بہ کو ملی	ہم بیکسوں کی خاک میں سب آرزولی
دامنِ یزید کا ہوا لبریز اُمید سے	کھولے ترے حسینؑ کے لبِ چوبِ بید سے

والہی اہل حرم ہمدرد طیبہ

۳۴۳

مرثیہ نمبر (۸۳)

جدا کٹ حسین کا عمامہ اور عبا	۶	جدا خضاب خوں ترے فرزند نے کیا جدا تیری ہوجھری بلوے میں بے ردا
روشنہ میں آ کے نیل رسن کے دکھاؤں گی		اب آج میں ضرب کج مبارک ہلاؤں گی
ہو کر پیادہ پا حرم شاہ مشرقین	۷	داخل ہوئی رواق نبی میں بشور و شین زینب نے خوں بھرا ہوا عمامہ حسین
سر کٹ گیا ملانہ بدن سے دو ہائی ہے		نانا نواسی بھائی کا عمامہ لائی ہے
کائناتوں نے فغاں یہ کی قبر بتول پر		اماں میں شام و کوفہ میں پھرتی تھی ننگے سر
والدہ زندہ ہوتیں تم اس عہد میں اگر	۸	تو رومی بیٹیوں کی مصیبت پہ عمر بھر
آئی صدا کہ تم نہ سمجھنا میں سوتی ہوں		جب سے حسین نکلا وطن سے میں روتی ہوں
زینب کو دی کسی نے خبر آ کے ناگہاں		اب گھر چلو کہ جمع ہیں پر سہ کو بی بیال
وہ بولیں گھر تو لٹ چکا مقتل میں گھر کہاں	۹	لوگو قصور وار ہوں سب کی میں خستہ جاں
صغرا سے کچھ جیا نہیں زہرا کی جائی کو		کھو آئی ہوں زنان عرب کی کمائی کو
فقتہ نے جا کے خانہ بجانہ یرودی صدا		زینب نبی کے قبر سے ہوتی نہیں جدا
مقتل میں قتل ہو سکے میں جن کی اقربا	۱۰	اُن بی بیوں کے ٹھہ سے انھیں آتی سمجھا
نیکلے گی مر کے روشنہ سے بیٹی بتول کی		لوگو چلو قسم دو خدا اور رسول کی

ناگاہ اٹھا غلغلہ بانالہ وزاری	۵	لو خواہر شبیر کی وہ آئی سواری
سرنگے شتر بان تو کالی سی عمار		اور اس میں سیہ پوش ید اللہ کی پیاری
دہنے کو علی تھا مے ہوئے اپنے جگر کو		اور بائیں طرف فاطمہؑ کھولے ہوئے سر کو
کیا شان کروں زینبؑ بیس کی میں اظہار	۶	اشتر کے برابر شہ مظلوم کار ہوار
مظلومیت اس گھوڑے کے چہرے نمودار		زین خون سحر سار ابدن تیرول آفکار
پیتا تھا نہ پانی غم سلطان عرب سے		اور پشت و شکم ایک تھی فاقوں کے سب سے
بولا کوئی شبیر سے اعدائے دغا کی	۷	مظلوم پہ سید پہ مسافر پہ جفا کی
کی لاش بھی پامال امام دوسرا کی		واللہ جفا کی یہ جفا کی یہ جفا کی
آمت کے یہ جب ظلم نئی باد کریں گے		تار و جزا قبر میں فریاد کریں گے
ناگاہ صدا زینبؑ بیس کی یہ آئی	۸	شبیر کو مارا ہے محمدؐ کی دہائی
توئی گئی پردیس میں زمرا کی کمانی		بھائی سے چہرہ اگر تجھے تقدیر ہے لائی
فریاد کہ بے وارثی ہو آئی ہے زینبؑ		شبیر سے ناجائے کو کہو آئی ہے زینبؑ
میں وہ ہوں بھری کوفے میں جو باسر عریا	۹	میں وہ ہوں کہ جس کا لقب ہے سرو ساماں
کہو آئی ہوں جنگل میں مدینہ کا میں سلطان		میں مر نہ گئی بھائی مرا ہو گیا بے جاں
اب غم ہے ہمارے نہ دم سرد بھرو تم		اے الا وطن آگے مجھے قتل کرو تم

بن بھائی کی کہلا کے جیوں فائدہ کیا ہے اے صاحبو جو مجھ کو سزا دودہ بجا ہے	۱۰ کیوں مرنے لگی شاہ کے غم میں یہ خطا ہے آنے نہ دو منظور اگر اپنا بھلا ہے
پر عزیز تمہیں چاہیے مجھ کشتہ غم سے لٹ جائے مدینہ نہ کہیں میرے قدم سے	
وہ قافلہ روضہ پہ محمد کے جو آیا اور قبر کو روروں کے یزینٹ نے سنایا	۱۱ گنبد بھی لگا کانپنے یہ شور مچایا نانا مجھے سرنگے لعینوں نے پھرایا
کیا ظلم ہوئے بعد شہنشاہِ زمن کے اب تک ہیں مرے بازوؤں میں نیل رس کے	
میں کیا کہوں ظلم و ستم شمر سنگر کہتا تھا بتائے مجھے اے دخترِ حیدر	۱۲ ہر بار مری پشت میں نیزے کو لگا کر شبیر کی دولت، کہاں خیمہ کے اندر
کیا کیا کہوں میں ظلم و ستم شمر دنی کے سوراخ ہیں یہ پشت میں نیزہ کی انی کے	
جب خوب سار و ضہ میں ہوا شیونِ ماتم گھر چل کے بگا کیجئے اے ثانیہ مریم	۱۳ سجاد نے زینب سے کہا بادل پر غم پُر سے کیلے بی بیال سب آتی ہیں اس دم
زینب نے کہا منہ کسے دکھلاؤں گی بیٹا اس روضہ سے اٹھ کر نہ کہیں جاؤں گی بیٹا	
اس قبر سے اٹھتی تھی نہ وہ بیکس ناچار صغرائے گلے مل کے حرم رونے لگی بار	۱۴ گھر لے گئے سمجھ کے اسے عابد بیمار زینب وہ مکلاں دیکھ کے کرنی لگی گفتار
خالی ہے ہر اک حجرہ تو ویران مکاں ہے اکبر ہے کہاں قاسم و عباس کہاں ہے	۸۴ نمبر ۶

مہربانے کہا مروت زینبؓ پہ ہم فدا منہ پر طاپے مارتے سب نکلے ننگے سر ۱۱	بندہ کو مرگ وزیت پہ ہے اختیار کیا صغراؓ کو اپنے قافلہ کا پیشوا کیا
صغراؓ تو آگے آگے رکھے دل پہ ہاتھ تھی اور پشت پر قیامت صغراؓ بھی ساتھ تھی	
پہنچے قریب روضہ تو کیا آگیا منظر کہتی ہے کہ بلا کی طرف دیکھ دیکھ کر ۱۲	روضہ کے در پہ روتی ہے اک لڑکی ننگے سر میں منتظر کھڑی ہوں کب آوے لے پد
اس قافلہ کو دیکھ کے منہ کو پھرا لیا کرتا الٹ کے چاند سا چہرا چھپا لیا	
سب کیا سکینہؓ سے او غم کی مبتلا وہ بولی تم بہن جو بھلا تم سے کیا جیا ۱۳	صغراؓ پکاری منہ کے چھپانے کی وجہ کیا ہم جولیوں کی شرم ہے اب موت دے خدا
مرثیہ ۱۵ آنکھیں نہ ہوں گی چار جیوں گی میں جبت تک دیکھو نشان طاپچوں کے مشتے ہیں کب تلک ۸	
غم پد میں جو صغراؓ نحیف و زار ہوئی بس ایک ظلم کی رہی جگر کے پار ہوئی ۱	ہوا جو شاہ کو عرصہ تو بے قرار ہوئی بڑھا جو رنج و الم چشم اشک بار ہوئی
قرار تھا نہ شہ مشرقین کے غم میں قریب گور تھی صغراؓ حسینؓ کے غم میں ۲	
پدر کے بحر میں صغراؓ کا یہ ہوا احوال ہجوم غم تھا کبھی گاہ دل پہ رنج و ملال ۲	نہ کپڑے بدلے نہ شانہ کیا نہ گوندھے بال تنام جسم ہوا گھل کے ماہ نو کی مثال
فراق شہ میں عجب دل کو بے قراری تھی فقط حسینؓ کے آنے کی انتظاری تھی ۳	

نظر جو آتا تھا صفرا کو خانہ ویراں	۳	یہ رو کے کہتی تھی نانی سے بادل نالائاں یہ کیا کہ اب تلک آئے نہ میرے بابا جاناں
اکیل چھوڑ کے مجھ کو چلے گئے بابا	۴	ہزار حیف نہ بیٹی کو لے گئے بابا
خیال آتا ہے نانی مجھے بھی ہر بار	۴	کہ اب تو اور میں آگے سے ہو گئی بیمار امید زیست کی اپنے مجھے نہیں زہار
ہمارا حال غمِ شاہ میں عجیب ہوا	۵	چلی میں اور نہ وصلِ پدر نصیب ہوا
ابھی جو سو گئی نانی میں بسترِ غم پر	۵	یہ دیکھا میں نے کہ زہر اکھڑی میں تنگے سر پکارتی ہیں کہ بی بی تمہیں نہیں ہے خبر
جہاں سے تشنہ دہن شر گذر گئے صفرا	۶	اڑاؤ خاک کہ شبیر مر گئے صفرا
یہ بات کہنے کے وہ رونے لگی بدرد ویکا	۶	میں صدقے جاؤں یہ منہ سے نکالتی ہو کیا گلے لگا کے یہ نانی نے اُس کو سمجھایا
خدا خوشی سے شرِ مشرقین کو رکھے	۷	جہاں میں خالق اکبر حسین کو رکھے
میں صدقے جاؤں نہ رگز گڑھو نہ گھبراؤ	۷	دل اپنا کھیل کے ہم جولیوں سے بھلاؤ سفر میں خیر سے ہیں سب کے سب غم کھاؤ
پدر کو دیکھ کے کیسا ہی اب خوشی ہوگی	۸	انسی جینے میں کہنے کو اپنے دیکھو گی

مریض کو جو ام البنینؑ نے سمجھایا کہ ناگہاں کسی عودت نے اُن کر یہ کہا	۸	خوش ہو گئی رونے سے وہ اسیرِ بلا حسینؑ آئے مبارک ہو قافلہ زہراؑ
اب آج ہوگی زیارت نصیبِ مہرِ وکی سواری آتی ہے شیرِ خدا کے دلبر کی		
یہ سن کے شاد ہوئی دخترِ شہِ ذی شال پکاری مادرِ عباسؑ کو کہ نانی جاں	۹	بس اٹھ کھڑی ہوئی جلدی سے خرم و شاد خدا نے اب مری صحت کا کر دیا سماں
سفر سے آج شہِ نیک نام آتے ہیں چلو حسین علیہ السلام آتے ہیں		
یہ اُس سحنتے ہی ام البنینؑ نے فرمایا ہزار شکر کہ یہ دن خدا نے دکھلایا	۱۰	میں تم سے کہتی نہ تھی آتے ہیں شہِ والا وطن میں قافلہ زہراؑ کا لال پھر آیا
خوشی سے تم علی اصغرؑ کو آج دیکھو گی بہن کو بھائی کو مادر کو آج دیکھو گی		
یہ کہہ کے مادرِ عباسؑ بھی ہوئیں ہمراہ قریب رہ گیا جب مرقدرِ رسولِ الہ	۱۱	خوشی خوشی چلی نانی کے ساتھ دخترِ شاہ میانِ راہ یہ شور بکا ہوا ناگاہ
اڑاؤ خاکِ شہِ مشرقین مارے گئے صفیں عزا کی بچھاؤ حسینؑ مارے گئے		
ہزار حریفِ شہِ کربلا شہید ہوئے امامِ پاک کے سب اقربا شہید ہوئے	۱۲	سفر میں قائم گلگوں قبائید ہوئے ستم سے دلبرِ شاہِ ہدا شہید ہوئے
میانِ کرب و بلا حادثہ عجیب ہوا کفنِ تلک نہ شہِ پاک کو نصیب ہوا		

سُخی جو دختر شہر نے یہ درد کی تقریر یتیم ہم ہوئے ہے ہے الٹ گئی تقدیر	۱۳	زین پہر کے بکاری وہ یسین دلیگر اب اس کس کی میں رکھوں کہ مرگے تشنیر
نہ کیوں یہ دفتر عالم الٹ گیا نانی سہر حسین جو خنجر سے کٹ گیا نانی		
جو کوئی پوچھتا تھا حال سید ذی جاہ شہید ہو گئے سولہ پہر کی پیاس میں شاہ	۱۴	تو روکے کہتے تھے عابد جگر سے کھنچ کے آہ بوقت نزع بھی بھولے نہ تھے تمہیں والدہ
مدد حسین کی مقتل میں کچھ نہ کی تم نے ہزار حیف کہ شہ کی خبر نہ لی تم نے		
جہاں میں کوئی نہ مظلوم شاہ سا ہوگا سیلیں رکھو کرو ماتم عزابریا	۱۵	مرنے پہ بھی نہ کفن جس شہید نے پایا کہ ذبح ہو گیا پیاسا رسول کا جایا
یہ التجا ہے کہ پانی جو پی جو بھائی پدر کی پیاس کو تم یاد کیجیو بھائی		
چلے یہ کہہ کے سوئے مرقد رسولِ انام لیٹ کے روضہ زینب نے تب کئے یہ کلام	۱۶	اُتر کے ناقوں سے اہل حرم بھی آئے تمام چلی گلے پہ شہ دیں کے ظلم کی صمصام
جگر فگار ہوں نا نافلک ستائی ہوں میں اپنے بھائی کو جنگل میں کھوکے آئی ہوں		
میں اپنا حال کہوں کس سے یا شہ ذی شاہ سوائے عابد مضطر رہا نہ فاتحہ خواں	۱۷	بھرا ہوا مرا گھر دن میں ہو گیا ویراں ستم کے تیر سے اصفہر تلک ہوئے بیجاں
ستمگروں نے نہ حضرت کا کچھ خیال کیا تن حسین کو گھوڑوں سے پاٹمال کیا		

۱۸	سپاوشام نے کیا کیا نہ ظلم دکھلایا سنگروں نے نہ آل نبی کا پاس کیا	لعین کی بزم میں سرنگے لے گئے اعدا دیارِ شام میں لے جا کے ہم کو بٹھلایا
	حرم حسینؑ کے نانا عجب محن میں تھے ہزار حیف کہ بارہ گلے رسن میں تھے	
۱۹	بیان ظلم کا کس سے کرے یہ خستہ جگر جلایا خیمے کو اعدانے چھین لی چادر	ستم وہ کون سے تھے جو نہیں ہوئے ہم پر پھر آیا بلوئیں اعدانے ہم کو شنگے سر
۸۶	مشریہ سنگروں نے ستم ہم پر بے شمار کئے سناں سے شمرنے بازو مرے فگار کئے	۹
۱	ہمیشہ گلشنِ عالم کا ایک حال نہیں ہے کون سبز و رویش جو کہ پائمال نہیں	یہ وہ چین ہے کہ جس میں کوئی نہال نہیں وہ کون ہے جسے دنیا میں کچھ ملال نہیں
	ہمیشہ رنگ زمانے کا یوں بدلتا ہے کہیں برات جنازہ کہیں نکلتا ہے	
۲	وہ کون باغِ ریاضِ رسولؐ ہر دوسرا مدینہ خالی ہے برباد ہو گیا بطحا	خزاں نے لوٹ لیا جس کو آہ و اوایلا اکیلے گھر میں ہے بس ایک فاطمہ صغرا
	نبیؐ کے روضہ اقدس کی زیب و زین نہیں کسے غرض جو کرے روشنی حسینؑ نہیں	
۳	لکھا ہے چھوٹ کے شیرب میں جب حرمؑ بپا تھا غلِ حرم سید اہم آئے	سروں کو پیٹتے با صد غم و الم آئے بیان کرتے تھے سجادؑ رو کہ ہم آئے
	تمام کنبدہ کو مقتل میں کھوکے آئے ہیں بجائے تحفہ بہتر کے داغ لائے ہیں	

مدینہ والو ہمیں کر بلانے لوٹ لیا ہوئے اسیر تم اہل بیت واویلا	۴	قیم میں ہوا بابا ہوئے شہید جفا برہنہ پا مجھے تا شام لے گئے اعدا
جو تہمتا تھا یہ جفا آشکار ہوتی تھی کہ پشت دروں سے میری فکر ہوتی تھی		
غرض کہ ناقول سے اپنے اتر چکے جو حرم کہا یہ فاطمہ صغرا نے کیوں ہو مجھے غم	۵	پچھائی بی بیوں نے گھر میں تب صف ماتم ملی نہ آ کے سکیٹہ بھی مجھ سے ہائے ستم
پکاری بانو وہ جی سے گذر گئی صغرا سکیٹہ شام کے زنداں میں مر گئی صغرا		
خصوص حضرت زینب کی تھی عجیب حالت کسی سے ملتی نہ تھیں وہ غم کی تھی شدت	۶	کبھی پیٹنے رونے سے ہوتی تھی فرصت غذا بھی ترک ہوئی طاق ہو گئی طاقت
یہی تھا دردِ زباں تم کہہ کر گئے بھائی میں آہ جیتی رہی اور مر گئے بھائی		
غرض ہوئی اسی صورت چند ماہ بسر یہاں تلک کہ علیل آپ کے ہوئے شوہر	۷	گیں نہ آپ کبھی بھول کر بھی اپنے گھر اسی طرح رہیں مصروفِ گریہ شام و سحر
غم حسین میں منہ آنسوؤں سے دھوتی تھیں اور ایک حجرہ خالی میں بیٹھی روتی تھیں		
لکھا ہے شوہر زینب کمال گہرائے زبان پر یہ شکایت کے کلمے تب لائے	۸	حضور سید سجاد نامور آئے نثار آپ پہ میں اے حسین کے جائے
پھوپھی نے آپ کی چھوڑا مری رفاقت کو ہوا علیل نہ آئیں مری عیادت کو		

۹	یہ دیکھا بھائی کو روتی میں زینب پر غم کہا چھوپی سے یہ سجاد نے بچشمِ غم	گیا جو گھر میں وہ غم دیدہ سید اکرم
	یہ ڈر ہے آپ نہ جی سے کہیں گذر جائیں خدا نخواستہ فرطِ قلق سے مَر جائیں	
۱۰	میں چھوٹ جاؤں اس آفتِ موت سے آئے اگر اٹھا کے سر کو لگی کہنے دختِ حیدر	تم ہی بناؤ کہ دل کو قرار ہو کیونکر
۱۱	مگر اطاعتِ شوہر بھی فرض ہے بخدا چھو بچھا علیل ہو آپ ان کو دیکھ آئیں ذرا	کہا یہ عابدِ مضطر نے سب درست و بجا ثواب جو ہے عبادت میں وہ نہیں ہے چھپا
	کچھ آپ عذرِ ملال و تعب نہ فرمائیں رہ ثواب میں تاخیر اب نہ فرمائیں	
۱۲	ہوئیں جو داخلِ دولتِ ہر انبالہ و آہ وہ گھر جو دیکھا ہوا دل پہ صد مہِ جانکاہ	چلیں مکان کو القصدِ بنتِ شیر الہ مکان خالی تھا موجود تھے نہ عبد اللہ
	و فور رنج و غم وہم سے جان کھونے لگیں لیٹ کے ہر درو دیوار سے وہ رونے لگیں	
۱۳	گریں زمیں پہ غش کھا کے خواہرِ سرور کہاں ہو عوں و محمد دکھاؤ شکل اگر	جب اپنے لاڈلوں کی خوابگاہ آئی نظر جب آیا ہوش تو چلا میں پیٹ پیٹ کے
	بھر اُجڑے گھر میں یہ تقدیرِ نجلو لائی ہے گلے سے لپٹو تم آکر کہ مادرِ آئی ہے	

سے یہاں پر مرثیہ ختم کر سکتے ہیں

۱۳	لو چھوٹے ماموں سچوں تک سیکھنے جاؤ تہاے باپ سے پیس کیا کہوں یہ بتلاؤ	۱۳	تھنھی نٹھی سی تلواریں باندھ کر آؤ میں رو رہی ہوں گلے سے لپٹ کے سمجھاؤ
	وہ تم کو چوچھیں گے مریاؤں گی میں غیرت سے خدا کے واسطے آکر بچا لو ذلت سے		
۱۵	زین لرزتی تھی ظاہر تھے حشر کے آثار مزاج پوچھنا کی بات ان سے کچھ زہار	۱۵	یہ بن کرتی تھی اور روتی تھی وہ سینہ فگار کہ اے شوہر زینب وہاں بحالت زار
	سب سے تھے صدمے پہ صدمے جو بہت حیدر لے یہ حال تھا کہ نہ پہچانا ان کے شوہر نے		
۱۶	ضعیف کون ہے تو کر ذرا مجھے آگاہ نہ کر تو بدشگنی میرے گھر سے جا رہا اللہ	۱۶	زبانِ حال سے گویا ہوئے یہ عبداللہ سبب کیا جو تو کرتی ہے نالہ جانکاہ
	جو مبتلائے مصیبت ہے کچھ نہ پروا کر امامِ عصر ہیں سجاد ان سے کہہ جا کر		
۱۷	ہزار چاہا کسی طرح ضبط ہونہ سکا زمانہ پھر گیا صاحب نہیں ہے تم سے کلا	۱۷	یہ بات سن کے لگی رونے دخترِ زہرا پکاری سینہ و سر پیٹ کر یہ وہ دکھیا
	یہ سچ ہے رہنے کے قابل میں یاں بھلا کب ہوں تمام کتبہ کو جو روٹی میں وہ زینب ہوں		
۱۸	پکائے بنتِ علی کیا ہوا تمہارا حال دیا جواب کہ شرمندگی ہے مجھ کو کمال	۱۸	صدایہ سنتے ہی گھبرا گئے وہ نیک خصل ہوئی شناخت بھی مشکل بہ فرطِ رنج و ملال
	تمہارے سینہ کو داغوں سے بھر دیا میں نے نشاں بھائی پہ بیٹوں کو کر دیا میں نے		

اب آٹھ گھنٹیں چار کرے کس طرح سے یہ دلگیر حسین مر گئے اب میری کیا رہی توقیر	۱۹	جو چاہیں آپ سزا دیں ہوں قابلِ تعزیر کہ شہرِ شہر میں ہنستِ علی ہوئی تشہیر
یہ منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا میرا بس انتہا ہے کہ بلوے میں سر کھلا میرا		
میں کیا کہوں کہ جو گدے رستم مرے آگے نکل گیا علی اکبر کا دم مرے آگے	۲۰	ہو ارسول کا ٹھنڈا علم مرے آگے ہوا حسین کا بھی سر قلم مرے آگے
مرثیہ غرض کہ رونی ہوں اک دن میں بہتر کو		۸۷ نمبر ۱۰
قیدِ ستم سے جب حرمِ مصطفیٰ اچھے عجوبوں ظلمِ سالکِ راہِ رضا اچھے	۱	کیا سختیاں اٹھا کے اسیرِ حفا اچھے حکمِ یزید پاکے جوزین العبا اچھے
رونے نہ پائے تھے جوشِ مشرقین پر سجداؤ سب کو لے گئے قبرِ حسین پر		
دیکھا جو سب نے مرقدِ فرزندِ بو تراب زینب کا فرطِ غم سے کلیجہ ہوا کباب	۲	آئے کلیجے منہ کو رہی ضبط کی نہ تاب رکھ کر جبیں لحد پر پکاری بہ اضطراب
ما بختی لٹ کے شام سے دلگیر آئی ہے قیدِ ستم سے چھوٹ کے ہمیشہ آئی ہے		
جیتا بغیر آپ کے میں در بہ در پھری کوئی میں شہرِ شام میں میں ننگے سر پھری	۳	کیا دلتیں اٹھاتی ہوئی توجہ گر پھری ہاتھوں کو رکھے چہرے پہ با چشم تر پھری
کیا کیا نہ بعدِ آپ کے رنج و محن ملا بہن بھائی کی بہن ہوں نہ جس کو کفن ملا		

بھیا تمہیں گلے سے لگاؤں میں کس طرح	۴	آنکھیں ہیں ڈھونڈتی تمہیں پاؤں میں کس طرح
بازو کے نیلی تم کو دکھاؤں میں کس طرح		زندان کا حال زار سناؤں میں کس طرح
چین ایک دم ملا نہ فلک کی ستائی کو		جی بھر کے رونے پائی نہ مظلوم بھائی کو
کس طرح یہاں جاؤں گی جیسا سوئے وطن	۵	صغرا کو منہ دکھاؤں گی کیونکر میں خستہ تن
بیمار سے کہوں گی یہ کیوں کر بعد محن		بھائی شہید ہو گئے زندہ پھری بہن
دولت علی کی دشت میں میں کھو کے آئی ہوں		زہرا کے نور عین کو میں رو کے آئی ہوں
اہل وطن جو بوجھیں گے کچھ آپ کی خبر	۶	کس طرح ان سے حال کہے گی یہ نوحہ گر
میں ویر پر خیمہ گاہ کے یہاں بیٹھی تھی سحر		اور زیر تیغ وہاں تھا ید اللہ کا پسر
پردیسوں کا ہائے مقدر الٹ گیا		زینب کے روبرو سر شہیر کٹ گیا
اے فاطمہ کے راحت جاں تشہ لب حسینؑ	۷	اک دوپہر میں ہو گیا کیسا غضب حسینؑ
چھوٹے بڑے شہید ہو سب کے سب حسینؑ		ماں بجائی کی خدا سے دعا ہے یہ اب حسینؑ
یہاں سے مجھے وطن میں نہ جانا نصیب ہو		یہلو میں یاں لحد کا بسانا نصیب ہو
تھا اس میاں شجر کا ہنگامہ اک بپا	۸	کیا لکھو یمن بی بیوں کے میں جدا جدا
روزِ سوم ہوا تو یہ سجاد نے کہا		اس غم میں صبر آپ کو دے اے چھوٹی خدا
لرزاں ہے دشت آپ کے اس شور و شن سے		رخصت حضور ہو جئے قبر حسینؑ سے

چلیے سبھوں کو لے کے یہاں سے کوئے وطن مل کر کھد سے اٹھنے لگی جب وہ خستہ تن	۹	گوشتاق ہے جدائیے قبر شہ زمن آئی صدا سدا ہار و خدا حافظ اے بہن
ترپا دیا کھد میں ترے شور و شین نے زینب خدا کو سو نیا تمہیں اب حسین نے		
زینب نے تب یہ عابد دلیکیر سے کہا مل کے قبروں سے حرم پاک مصطفیٰ	۱۰	بیٹا چلو وطن کو کر بھائی کی ہے رخصا اُسے قریب مرقد سلطان دوسرا
کھرام بی بیوں کو ہوا شور و شین سے سیدائیاں لپٹ گئیں قبر حسین سے		
خاک شفا جبینوں پہ مل کر حرم چلے کالی عمارتوں میں وہ شام ہم چلے	۱۱	اس شان سے وطن حرم محترم چلے زینب پکاری بھائی سے مڑ کر کہ ہم چلے
مطلو میت پہ آپ کی جان اپنی کھوئیں گے جب تک میں زندہ آپ کے ماتم میں رہیں گے		
اب کاتبانِ وفتر غم کرتے ہیں بیاں پہنچے قریب شہر مدینہ جو لوح خواں	۱۲	بیوؤں کا کر بلا سے ہوا کارواں رواں نزدیک تھا نزدیک نکل جاتے تھے جاں
غل تھا نبی سے کرنے کو فریاد اُسے ہیں بیوؤں کو لے کے سید سجاد اُسے ہیں		
المختصر حرم گئے قبر رسول پر پر دیسیوں کا قبر نبی پر ہوا گذر	۱۳	صغرا گو یہ کسی کی زبانی ملی خبر اس نے کہا بہن سے چلو تم بھی جلد تر
نانی کو ساتھ لے لو نہ عرصہ لگاؤ تم بہنوں کو ماں کو بیوؤں کو دہاں دیکھ آؤ تم		

اسم البین کو لے کے چلی بس وہ دھنق
پہنچے وہاں تو دیکھتے کیا ہیں وہ خستہ تن
زینب کھڑی ہے تھامے ضرب شہ زین
۱۲ رخ سوئے قبر پاک ہے اور لب پہ یہ سخن

سُنیے حضور میں نے جو ذلت اٹھائی ہے

شہروں میں پھر کے زینب دلیگیا آئی ہے

نانا مصیبتوں میں ہماری نہ لی خبر
امت نے کیا سلوک کیا شاہِ بکرو بر
بعد از حسین مجھ کو چھرایا ہے در بہ در
۱۵ کس کس جفا کا حال کہے اب یہ نوحہ گر

جدا جفا کے شمر جفا جو کو دیکھئے
نانا رس کو اور مرے بازو کو دیکھئے

اس درد کے بیان سچو آنا نہ دل کو چین
لی ہاتھ میں عبائے شہنشاہِ مشرقین
اکھو لے آگے پھرنے لگی صورتِ حسین
۱۶ رکھ کر ضربِ پاک پہ بولی بہ شور و شین

پر خوں عبائے سید خوش ذات لائی ہوں
اے نانا لو سفر سے میں سوغات لائی ہوں

روضہ پہ اس بیان ہوا حشر اک عیاں
سب اہل بیت کرنے لگے نالہ و فغاں
تھرا گئی ضربِ شہنشاہِ الس و جاں
۱۷ قیصر یہ کہہ خدا سے کہ اب رت دو جہاں

مرثیہ
ہے تجھ کو واسطہ نبی خوش صفات کا
یہ مدحِ مصطفیٰ ہو وسیلہ نجات کا

وطن میں داخلہ عترتِ حسین ہے آج
بلند قبرِ پیغمبر سے شور و شین ہے آج
عزیز و پر غم سلطانِ مشرقین ہے آج
۱۸ کہ رونا چشمِ غلامی پہ فرضِ عین ہے آج

جوانی علی اکبر کے ذکر ہوتے ہیں
لپٹ لپٹ کے گلوں سے جوان روتے ہیں

لکھا ہے آمد آل عبا کیوں احوال	۱	درو پڑھ کے وطن کو چلا حسینؑ کا لال
قریب پہنچی مدینہ کے جب حسینؑ کی آل	۲	کہا مدینہ سے زینبؑ نے یہ برج و طال
لٹا کے آئے ہیں زہرا کے ہم گھرانے کو		نہ کر قبول تو ہم بیکسوں کے آنے کو
مدینہ یاد تو ہوگا تجھے وہ جاہ و حشم	۳	گئے تھے کیسے تجلی سے کر بلا کو ہم
وہ خیمہ اور وہ شبیرؑ اور وہ فوج و علم		اور اب سیاہ کفنؑ اور حسینؑ کا ماتم
پسند آمد ذریت رسولؐ نہ کر		مدینہ ایسے حقیدوں کو تو قبول نہ کر
مدینہ ہم ترے والی کو آئے ہیں کھو کر	۴	مدینہ گردن شبیرؑ پہ چلا خنجر
مدینہ کو فتنہ میں سرنگے ہم پھرے در در		مدینہ دل غرس ہیں ہمارے بازو پر
نہ راہ دے ہمیں زہرا کا نور عین نہیں		مدینہ اکبر و قاسمؑ نہیں حسینؑ نہیں
ہلی زمیں مدینہ کی اس گھڑی پیسہم	۵	کیا بشیرؑ کو سجاؤ نے طلب اس دم
گکے میں شال عزا ڈال دی نہ درد و غم		اور اس کے ہاتھوں میں رو کر دیا سیاہ علم
کہا کہ جا نہیں گو اپنے منہ دکھانے کی		مگر وطن میں خبر کر دے میرے آنے کی
چلا بشیرؑ دیتا ہوا خنجر ہر جا	۶	مگر محلہ بنی ہاشمی میں کیا دیکھا
کہ اک مریضہ مر رہا ہے کھڑی تنہا		کہا بشیرؑ نے کیا نام بولی وہ صغراؑ
وہ بولا راستہ میں کیوں تو شور شن میں ہے		کہا یہ حال مرا فرقت حسینؑ میں ہے

بشیر سمجھایہ بنتِ حسینؑ ہے صفراءؑ	۷	خوش ہو گیا صفراءؑ کے منہ میں کچھ نہ کہا تو بھائی لایا ہے کس کی سنانی مجھ کو بتا
وہ بولا قاصدِ بیمار کر بلا ہوں میں سنانی قبرِ پیمبرؐ پہ لے چلا ہوں میں		
وہ رو کے بولی کہ بھائی یہ کیا سنانا ہے	۸	وہ کون ہے جسے بیمار تو بتاتا ہے کہ مصطفیٰؐ کی کد پر سنانے جاتا ہے
عما مر پھینک کے اس نے کہا دُوبائی ہے ترے حسینؑ کی صفراءؑ سنانی آئی ہے		
گری زمیں پہ صفراءؑ کہ اس پہ چرخ گرا	۹	خبر یہ پھیلی تو ماتم ہر ایک گھر میں ہوا بنی کی قبر پہ جا کر بشیرؑ لے یہ کہا
سفر سے گٹ کے ادھر جھوکی پیاسیاں آئیں اکھو رسولؐ تمہاری فواسیاں آئیں		
بشیر کہتا ہے والدِ روضہ کا نبیؐ گیا	۱۰	لحد سے نعرہ ہوا وا حسینؑ کا پیدا زنان ہاشمی نے اکے واں ہجوم کیا
ادھر کھڑی تھی جو رستہ میں فاطمہ صفراءؑ		
بلایا شانہ کہ سلطان مشرقین آئے اکھو حسینؑ کی عاشق اٹھو حسینؑ آئے		
وہ آنکھیں کھول کے بولی کہ اے مرے بابا	۱۱	کہ آیا قافلہؑ کر بلا جو ننگے پا حسینؑ جب سے موئے میں نے سر نہیں ڈھاپنا
بہن حسینؑ کی سر ننگے دیتی تھی یہ صدا		
نہ مردہ اور نہ تابوت انہی کا لائی ہوں مدینہ والوں میں بھائی کو کھوکھے آئی ہوں		

مدینہ والو کہو اس بہن کی کیا تقدیر عزیزو اس کی سزا کیا ہے کچھ کرو تقریر	۱۲	جو دیکھے اپنے برادر کے حلق پر شمشیر لہو میں غرق جو دیکھے حسین کی تصویر
بتاؤ کہتے ہیں کیا سب اس اماں جانی کو جو اربعین تلک دے کفن نہ بھالی کو		
مرے حضور تھا حلق حسینؑ پر خنجر کفن نہ دے سکی بھالی کو میں ہوں وہ خواہر	۱۳	شہید ہو گیا ہمشکل مصطفیٰ اکبرؐ مگر خدا کی قسم سر پہ بھی نہ تھی چادر
زینؑ گرم پہ بھالی کی لاش تنہا تھی حسینؑ جانتے ہیں میں اسیر اعدا تھی		
پدر کے لانے کا صغراؑ سے میرا تھا اقرار یہ کوئی پوچھے تو صغراؑ سے میں تمہارا شمار	۱۴	کہا تھا اماں نے زینبؑ سے ہشیار کہ تیرے باپ کھواکی ہے یہ سینہ فگار
وطن میں آنے دیں زینبؑ کو یا نہ آنے دیں نبیؐ کی قبر پہ جانے دیں یا نہ جانے دیں		
یہ ایک سمت پیدا ہوئی صدا ناگاہ پکار رہی وہ کہ یہ صغراؑ کی ہے صدا والد	۱۵	پدر نے چھوڑ دیا تم بھی چھوڑتی ہو آہ کہاں بھیری بھینچی اتھی کی نورِ نگاہ
ندایہ آنی کہ اٹھتی ہوں اور گرتی ہوں چھوپی کدھر ہو تمہیں ڈھونڈتی میں پھرتی ہوں		
برٹھی جو چند قدم زینبؑ مجستہ صفا دیئے ہوئے ہیں کئی لڑکیاں بغل میں ہاتھ	۱۶	تو دیکھا دور سے صغراؑ کو اس طرح بیہات گئی دسائے صغراؑ کے زینبؑ خوش ذات
کبھی تو قافلے کے پیچھے آگے چھپتی تھی کبھی رسولؐ کے روضہ میں جا کے چھپتی تھی		

نبی کی قبر پہ صغراؑ نے پایا زینبؑ کو
وہ بولی سارے عزیزوں کا اپنے پر سنا لو
گلے لپٹ کے پکاری پدھر کا پر سنا دو
۱۷ ابھی شہید ہیں اور فدیہ شہہ خوش خو

مرثیہ
تو جاتی تھی کہ بابا فقط موا صغراؑ
شہید تیر سے اصغرؑ تلک ہوا صغراؑ
۸۹ نمبر
۱۲

جب گو غریباں سے وطن میں حرم آئے
کہتے تھے نہ اکبرؑ نہ امامؑ امم آئے
سر پیٹے سسجاؤ بہ زیر علم آئے
۱ اٹھارہ بنی فاطمہؑ کو کھوکے ہم آئے

آواز بتولؑ آئی کہ تاریک جہاں ہے
زینبؑ مرا یوسفؑ مرا شبیرؑ کہاں ہے
۲

زینبؑ مر بچوں کو کہاں چھوڑ کے آئی
زینبؑ مر مظلوم سے کی تو نے جدائی
۲ زینبؑ تو لٹا آئی غریبوں کی کماٹی

نکلی تھی تو سب کنبہ کو اولاد کو لے کر
آئی ہے فقط عابدؑ ناشاد کو لے کر

ناگاہ خبر آمد سادات ہوئی عام
ہر سمت تصدق کا زیارت کا سر انجام
۳ مریوں بھرے راستے اور عورتوں سے بام
پر فالہ زہراؑ سے بقیہ میں تھا کہرام

یہ کہتے ہوئے لوگ چلے جاتے تھے گھر سے
کہہ دے کوئی صغراؑ سے حسینؑ آئے سفر سے
۲

زنجبیرؑ در فاطمہ صغراؑ کو ہلا کر
بی بی پدھر آیا ترا اب شکر خدا کر
۲ اک لڑکی نے جلدی سے یہ آواز دی آکر
۲ مل آئی ہوں کبراؑ و سکینہؑ سے میں جا کر

مرضی تری مادر کی جو میں پاتی ہوں بی بی
میں گود میں اصغرؑ کو ابھی لاتی ہوں بی بی
۲

آواز دی صوٹا نے تے منہ کے میں داری صحنک کرو زہرا کی مراد آئی ہماری	۵	اور مادر عباس کو خوش ہو کے چپکاری ہنسی ہوئی در پرگئی شہیر کی پیاری
کیا دیکھتی ہے چاروں طرف عید بسپا ہے پر شہر کے دعوادہ پر رونے کی صدا ہے		
پنچہ علم سبز کا پھر دور سے چمکا ایک لڑکی اور اک لڑکا عصا تھا علم کا	۶	اک ناقہ پہ آ پہونچا نشان شاہ امام کا منہ پیٹ کے دونوں یہ بیاں کرتے تھے غم کا
ہے ہے علی و احمد و محنتار کو مارا امت کے علمدار کے سردار کو مارا		
اور بچوں کی فریاد پر سب خلق مپکاری یہ غل تھا کہ پیدا ہوئی زینب کی سواری	۷	عباس کا یہ بیٹا ہے وہ شاہ کی پیاری کالی کفنی کالی ردا کالی عماری
محل میں بھی شرم سے نہوڑائے ہوئے ہیں اور خاک بھرے بالوں کو گھبرا ئے ہوئے ہیں		
کوٹھے پہ کھڑی ہو گئیں سب عورتیں اس دم بڑھ بڑھ کے مخاطب ہوئیں بادیہ پر غم	۸	ہاتھ اپنے لکھے ہاتھوں پہ اور گردنیں کیں خم لے زینب عالی گہرا ئے ثانی مریم
آگے بھی یہاں تھا یہی دستور ہمارا تسلیم اور آداب ہو مقبول ہمارا		
لومنے سے تو اب پردہ محل کو ہٹاؤ مردانہ نہیں ہے یہاں لومنے نہ چھپاؤ	۹	مشتاق ہیں سب لونڈیاں دیدار دکھاؤ وہ بولی کہ بس بس نہ مجھے شرم لاؤ
درباروں میں بازاروں میں شہیر ہوئی ہوں زینب وہ کوئی اور ہے میں کنبہ موئی ہوں		

لال محمد حصہ دوم

سرو کوفے سے عریاں ہے دیکھو گی دکھاؤں	سرو کوفے گریبان ہے دیکھو گی دکھاؤں	۱۰	بیوا رثوں کی شان ہے دیکھو گی دکھاؤں
پس بازوں میں داغ رسن دیکھنا کیسا ہے	مجرد ہے دُروں سے بدن دیکھنا کیسا ہے		
تھرائے ہوئے ہاتھوں سے پردہ جو اٹھایا	سر پیٹ کے منہ خاک بسر اُس کو دکھایا	۱۱	رُویت ہے مری جس سے وہ بھائی نہیں آیا
سرس پر مرے دامان حسین اب نہیں لوگو	وہ اور ہی زینب تھیں میں زینب نہیں لوگو		
لے ہاشم شوہر زینب سے خستہ دار	کائنیں نہ گلا ہاتھ سے لے کے کوئی تلوار	۱۲	ابن حنیفہ سے بھی اس دم رہو ہوشیار
بازو پر نشان رسی کے دکھائی ہے زینب	وہ اونٹ پہ سر کھولے ہوئے آتی ہے زینب		
یہ نوحہ تھا جو شر کا ساماں نظر آیا	یعنی شتر زینب لالاں نظر آیا	۱۳	ما تھے پہ جما خون شہیدان نظر آیا
خون بہتا تھا زخموں کی طرح دیدہ تر سے	آتی تھی صدا ہلے حسینا کی جگر سے		
ابن حنیفہ کا ہوا دل تہ و بالا	خنجر وہیں حلقوم پہ رکھنے کو نکالا	۱۴	عبداللہ و جعفر کو فرشتوں نے سنبھالا
زینب نے کہا قتل کروں کے مجھے کو	کھو آئی ہوں جنگل میں حسین ابن علی کو		

انہو جوانان وطن جب نظر آیا	۱۵	دل بانو کا اکبر کے تصور میں بھرا آیا
نکڑے ہو ادل یا دجو لختِ جلر آیا		بے ساختہ یہ حرف لب پاک پہ آیا
بیٹے کی جدائی میں مجھے صبر نہیں ہے		یثرب کے جوانو مرا اکبر بھی کہیں ہے
ماں باپ کو دکھلائے خدا بیاہ تمہارا	۱۶	ہمجولی تمہارا تو پڑا رماں گیا مارا
جب بیاہ کے قابل ہو ادنیٰ سے سدھارا		ہے ہے مر الویست مرا بانی مرا پیارا
بزمِ غم اکبر کی جو بُسنیا د کروں گی		ہمجولی کے ماتم میں تمہیں یاد کروں گی
خضر نے سنی مادربے کس کی جواراری	۱۷	دوڑی گئیں محل کے قریں اور یہ پکاری
اے والدہ ماجدہ تسلیم ہماری		اصغر کو دکھا دو مجھے مشکوٰۃ سواری
کہہ دو کہ تمہارا ترے ملنے کی بڑی ہے		بیار بہن ہاتھوں کو بھیلانے کھڑی ہے
ناگاہ نظر جا پڑی گہوارہ کے اوپر	۱۸	جھولے پہ گری اور یہ چلائی وہ رُو کر
بھیا علی اصغر علی اصغر علی اصغر		بانو نے کہا سوتے ہیں وہ قبر کے اندر
پانی کے لیے ماں سے وہ رو نہیں ہیں دہائی		بستی میں شہیدوں کے وہ سوتے ہیں دہائی
جد کے روضہ پہ اسیرانِ ستم آتے ہیں		ہر طرف غل ہے کہ پابند الم آتے ہیں
فاقہ کش اہل عزا کشتہ غم آتے ہیں		اگر لٹا کر شہ بکس کے حرم آتے ہیں
یوں سفر میں نہ عزیزوں سے چھٹیکا کوئی		یوں جہاں میں نہ لٹا ہے نہ لٹا کوئی

کوئی کہتی ہے کہ ہے مرا پیارا نہ رہا دل کی تسکین صغیق کا سہارا نہ رہا	کوئی کہتی ہے مرا راج دلارانہ رہا ہم کسی کے نہ ہے کوئی ہمارا نہ رہا
اب میں اس شہر میں پیارو مونی اکہلاؤنگی	کوئی کہتی ہے کہ سوطرح کے غم کھاؤنگی
وہاں دینہ میں کسی نے یہ خبر پہنچائی کوئی چلایا بہت پاس سواری آئی	روشنہ جد پہ اب آئے ہیں حسن کے بھائی یہ خبر سنتے ہی شاداں ہوئے سب شیداں
یا خدا شکر ترا حضرت شبیر پھرے	سب نے خوش ہو کے کہا صاحبِ ظہیر پھرے
نوجوانوں کو یہ رشادی تھی اکبر آئے غل یہ لڑکوں میں ہوا دلبر جعفر آئے	کوئی کہتا تھا کہ عباس دلار آئے بچے ہنس ہنس کے پکارتے علی اصغر آئے
پیشوائی کو چلو آج حسین آتے ہیں	شور تھا جانِ شہ بدر و حنین آتے ہیں
یہ خبر شہر کے ہر گھر میں جو مشہور ہوئی ہجر کا داغ جدائی کی بلا دور ہوئی	دختر شاہ بھی شاداں ہوئی مسرور ہوئی تپ جو ہر وقت جلاتی تھی وہ کافور ہوئی
سب مرض دور ہوئے میرے مسیحا آئے	ہنس کے دادی سے کہا نوشہ والا آئے
شکر ہے جانِ علی سبطِ پیغمبر آئے میرے عباس چچا آپ کے دلبر آئے	لوسفر سے میرے بھیا علی اکبر آئے میرے عاشق میرے پیارے علی اصغر آئے
دیکھو اب بھی علی اصغر مجھے پہچانتے ہیں	نفع بھائی میرے شیدا ہیں یہ سب جانتے ہیں

کوئی صغیر سے یہ بولی کہ ناب دیر لگاؤ	۷	بنی اب اٹھ کے ذرا گھر میں نیا فرش بچھاؤ ہم بھی خدمت کیلئے آئے ہیں کچھ کام بتاؤ
تشنہ لب احمد نرسل کے نواسے ہوں گے		دور سے دھوپ میں سبکے ہیں پیاسے ہونگے
اس طرف فاطمہ کے گھر یہ خوشی ہے پیہم	۸	اس طرف عابد مضطر ہیں اسیر غم وہم دست بستہ وہ صغیر میں بشیر جہلم
سب کے دل پر غم سرور کا اثر پہنچا دو		میرے آنے کی مدینہ میں خبر پہنچا دو
اُس خدا دوست نے جس کو یہ ارشاد دیا	۹	نوجہ گر خاک بسر مسجد احمد میں گیا دی صد اہل مدینہ کو لب صد آہ و بکا
دشت غربت میں امام ازل قتل ہوئے		خاک اُڑاؤ کہ حسین ابن علی قتل ہوئے
بن میں لے کر حرم شاہ ہدا کے ہیں	۱۰	قید سے چھٹ کے اسیر ان بلا آئے ہیں سر پر وارث جو نہیں محو بکا آئے ہیں
یاد ماضی نے بہت دل کو جوڑ پایا ہے		شہر سے دور قیام اس لئے فرمایا ہے
غل اٹھا ہائے ہدایت کا یہ انجام ہوا	۱۱	نذر شمشیر حفا ہادی اسلام ہوا ہر طرف شہر میں منظر غم کا غم علام ہوا
کھتی تھی کیا یہ خسبہ آہ زبانی آئی		ہائے بابا کے عوض گھر پر سنانی آئی

بھکواں بہنوں سے پھپھیںوں سے ملاؤ لوگو
 ۱۲ مجھ سے روٹھے ہیں ذرا چل کے ملاؤ لوگو
 بھیا عابد کی مجھے شکل دکھاؤ لوگو
 میں بھی چلتی ہوں وہیں راہ بتاؤ لوگو

ہائے کس بات پہ بیمار سے منہ موڑ لیا
 کیا خطا تجھ سے ہوئی جس سے یہ گھر چھوڑ دیا

بییاں بولیں کہ تم گھر سے نہ جاؤ صغرا
 ۱۳ اپنے عمو حنفیہ کو بلاؤ صغرا
 اپنی داوی کے چلن کو نہ بھلاؤ صغرا
 ہم فدا ٹھیک خیران سے شکاؤ صغرا

ناگہاں خود وہ سوئے عابد خوش ذات چلے
 خاک اڑاتے ہوئے سب اہل حرم سات چلے

دیر تک روکے ٹھوٹے یہ عابد سے کہا
 ۱۴ ایک تو مرگ پدر دوسرے کنبہ سے جدا
 ناطمہ پیٹ کے مرجائے گی اے زین العبا
 یہی بہتر ہے کہ اب گھر کو چلو بہر خدا

سر ٹھکا کر یہ کہا بنت علی سے کہنے
 تجھ کو کیا عد رہے پر آپ چھوٹی سے کہنے

روکے وہ بولیں کہ کس طرح گھر جاؤں میں
 ۱۵ اُس پر یہ قہر کہ لاشر بھی نہ دفناؤں میں
 بھائی کو کھوکھ کے عزیزوں سے نہ شراؤں میں
 گھر کے جزییرے اب ان کو کہاں پاؤں میں

اب تو میں گھر کی طرف رُخ نہ کروں گی بھیا
 میں اسی دشت میں رو رو کے مروں گی بھیا

سوئے یہ دشت سے مغموم دل افکار چلے
 ۱۶ محلوں میں شر مظلوم کے زوار چلے
 خیمے اونٹوں پہ لدے شر کے عزادار چلے
 سوئے روضہ حرم احمد مختار چلے

ہم وطن دل پر شہیدوں کے الم لے کے چلے
 آگے سجاؤ سیاہ ایک علم لے کے چلے

ناگہاں شور ہوا باب کی شیدا آئی لوہہ روتی ہوئی ہم صورت زہرا آئی	۱۷	محام وہ مرہن شہ والا آئی بیہوشہ ہوا فاطمہ صغرا آئی
پاس آکر نہ ماں سے نہ چچی سے لپٹی دوڑ کر قبر ہمیں پہنچی سے لپٹی		
روکے زینب نے کہا ہائے لٹا گھر بی بی مرگئے اکبر و عباس دلاور بی بی	۱۸	دعج مقفل میں ہوئے سبط پیمبر بی بی تیر کھا کر ہوئے بس علی اصغر بی بی
قید خانے میں فلک نے یہ جفا کی صغرا سیلیاں کھا کے سکیٹھنے قضا کی صغرا	۱۹	۴ ۵
ناگہاں روکے یہ فتنہ نے خبر دی آکر یہ سخن سنتے ہی زینب نے کہا پیٹے مہر	۱۹	بیہوش آتے ہیں اب بنت علی کے شوہر جلد آجا دمرے عون و محمد ہو کہ دھر
فرط غرت سے عجب حال ہے میلہ بچو تم کو پوچھیں تو کہو ان سے کہوں کیا بچو		
اتنے میں شوہر زینب بد دل زار آئے شر کی فرقت میں جو غم و دل افکار آئے	۲۰	محوم تحت دل جعفر طیار آئے سر کو نہ ہڑائے ہوئے جانب ہمار آئے
بڑھ کے شبیر بھی نازوں کے بلے سے پلٹے ہائے سجاد کہا ادر گلے سے لپٹے		
روکے بولے مرسم فرزند میں تم پر قریاں روکے عابد نے کہا ہائے مرے عمو جیاں	۲۱	حیف مان گئے غربت میں امام دو جہاں آج گھر بھی لٹا ہو گئے بچے فتراں
آہ بھر کر کہا غم ان کا نہ کھا و بلیٹا میں فدا ان کے لئے دل نہ کرٹھا و بلیٹا		

یہاں ختم کر سکتے ہیں۔

ان کے بڑے کی مری جان ضرورت کیا ہے
 میں بھی قربان ہوں بچوں کی حقیقت کیا ہے
 یہ بتاؤ مگر تم کو اذیت کیسے ہے ۲۲
 کسی پہلو تمہیں راحت نہیں کلفت کیسے ہے

مہم
 غم تمہارا دل بیتاب کو تر پاتا ہے
 پشت پر ہاتھ ہر اک بار یہ کیوں جاتا ہے

پشت دیکھی تو کہا ہاے یہ کیا ہے سجاد
 یہ مرض اور یہ صدمے یہ بلائے سجاد
 یہ تن زاریہ دُردوں کی جفا ہے سجاد ۲۳
 تم نے کیا صبر کیا ہے بخدا ہے سجاد

مہم
 عرض کی اور بھی اک زخم عیاں ہے عمو
 طوق آہن کا گلے میں بھی نشان ہے عمو

وہ گلا چوم کے بولے کہ میں قرباں سجاد
 فخر یوسف و قاریہ کنعان سجاد
 یہ کر دی تھیں نہ سکے تشر مرداں سجاد ۲۴
 مگر اک فکر غضب کی ہے مری جان سجاد

مہم
 گر چہ گھر لٹ گیا کس کس کی شہادت ہوئی
 پر نبی زاد یوں کی کوئی بھی ذلت نہ ہوئی

رو کے چلائے کہ جب شاہ پہ تلوار پھری
 ہائے ہم سے نظر چرخ ستم گار پھری
 ننگے سر آلِ پیمبر سر بازار پھری ۲۵
 بال بکھرائے ہوئے زینب ناچار پھری

مرثیہ
 یہ غضب سن کے نہ سنبھلا گیا تمہارے گرسے
 شوہر بنت علی خاک پر غش کھلے گرسے

۹۱

نمبہ ۱۲

تنہا شبِ فرقت میں بکا کرتی تھی صغرا
 دن آمد اکبر کے گنا کرتی تھی صغرا
 جینے کی نہ صحت کی دعا کرتی تھی صغرا
 زہرا کی لحد سے یہ کہا کرتی تھی صغرا

بیاد کو بیکس کو مسیحا سے ملا دو
 صدقے گئی دادی مجھے بابا سے ملا دو

طول شب فرقت سے میں گھبراتا ہوں دادی	۱	گھر دیکھ کے سمنان ڈری نہ جاتی ہوں دادی
ہمسایوں کو ڈر کے میں چلاتی ہوں دادی	۲	غخوار کوئی اپنا نہیں پاتی ہوں دادی
بھولیوں کی گھر سے صد ابھی نہیں آتی		بابا بھی نہیں آتے قصہ ابھی نہیں آتی
اس طرح سے اب دادی صادق نے پہ لکھا	۳	تشریش میں سب چاند محرم کا بھی گندرا
پر دیسیوں کا نامہ و پیغام نہ پہنچا		اک لڑکی نے اک روز کہا اے کہ صغرا
کیا روتی ہے دل شاد ہو بابا ترا آیا		لے ناظمہ بیمار مسیحا ترا آیا
صغرا نے سنا مرثوہ جو ہیں یہ پدارتے	۴	لب کھل گئے شادی سے اور آنسو نکل آئے
سجدہ کیا بولی مرے ارمان برائے		پھر لو چھا کہاں تک شے جن و بشر آئے
ہے خیر رقیقان مرثہ عرش نشیں کی		کچھ دھوم سے آتی ہے سواری مرثہ دیں کی
کب ہو نیکا داخل یہاں فرزند اللہ	۵	ہیں اکبر و عباس بھی ہمراہ شہنشاہ
وہ لڑکی لگی کہنے کہ بنت شدہ ذبحا		جو ساتھ ساتھ کتھے وہ سب ہو بیگے ہمراہ
عرصہ نہیں اب کچھ بھی سیٹی آتے ہیں صغرا		لینے کے اہل وطن جاتے ہیں صغرا
اُم سلمہ بنتی ہوئی آئیں پھر اس جا	۶	بولیں کہ حسیں آئے مبارک تمہیں صغرا
اب تو مرے کہنے کا یقین تم کو پڑے گا		میں تم سے نہ کہتی تھی کہ آتے مرثہ والا
جاں اپنی عبت تم نے یہاں ڈالی تھی غم میں		اب تم میں نہیں اٹھنے کی طاقت ہے کہ ہم میں

پھر بازوؤں کو تھام کے بکیں کو اٹھایا بیمار کو دروازہ پر لے جا کے بٹھایا	۷	اور مادرِ عباس کو بھی پاس بلایا صغرا کو مدینہ میں طلاطم نظر آ یا
دیکھا کہ ہم کو چوں میں سب جھوٹے بڑے ہیں سب آدم شیر کے مشتاق کھڑے ہیں		
اک غول ہوا دوسے ناگاہ نمودار اس غول کے حلقے میں بشیر جگر افکار	۸	تھی جس میں صدا ہائے حسنا کی ہر کیا یہ مرثیہ پڑھتا ہوا آتا ہے یہ تکرار
لے اہل وطن چین سے کیا بیٹھے ہو گھر میں گھر لٹ گیا احمد کے نواسے کا سفر میں		
اس حادثہ کے سنتے ہی غش ہو گئی صغرا ام سلمہ بولیں کے یہ قہر ہوا کیا	۹	اور مادرِ عباس کا دل سینہ میں کانپ سب لوگ لگے ہاتھوں سے سر پیٹنے اپنا
حسرت سے کوئی پشت بدیوار کھڑا تھا ہر کوچہ میں اک ایک پر بیہوش پڑا تھا		
ظاہر تھے مدینہ میں تو یہ حشر کے آثار غل پڑ گیا لو آئی ہے وہ عسرت اظہار	۱۰	جو اونٹ ہوئے آلِ پیمبر کے نمودار وہ اونٹ پر سجاد بھی سرنیکے ہے اسوار
وہ زہی ڈھلا گھوڑا ہے فرزند نبی کا دیکھو وہ علم آتا ہے عباس علی کا		
اک اونٹ عمار کی کا ہوا آہ نمودار انبوہ خلعت جو سوا ہوتا تھا ہر بار	۱۱	تھے جس کی مہار آپ لئے عابد بنیاد سجاد حزیں کرتے تھے اک ایک سے گفتار
اس اونٹ سے مل کر نہ چلو بے ادبی ہے یہ اشتربانوں کے حسین ابن علی ہے		

سجاد کو محل سے پکاری وہ بعدِ غم اس بھڑکوسرکا دکر رکتا ہے مراد	۱۲	دناگ شتر بانوئے منوم گیا تھم روشنہ پہ محمد کے کچھ لے چلو اسدم
کیا وجہ سواری مری اس جاجو کھڑی ہے بر لا کوئی صغیر یہاں بیہوش پڑی ہے		
یا نوئے کہا لوگو مرا اونٹ بٹھا دو دل دھونڈ رہا ہے مرا صغیر اکود کھا دو	۱۳	بچھڑی ہوئی بیٹی کو گلے میرے لگا دو مابذ تمہیں پردہ مرے محل کا اٹھا دو
میں سنتی ہوں آواز مجھے دیتی ہے صغیر تم کہو د بلائیں تری ماں لیستی ہے صغیر		
العقہ شتر بانوں لے وال اونٹ بٹھائے بانو جو اترنے لیکن گردن کو جھکائے	۱۴	ادر محل دہودج سردرازہ لگائے سجاد پکاسے نہ یہاں اب کوئی آئے
بیوہ شہ بیکیں کی اترتی ہے محبو مادر علی اکبر کی اترتی ہے محبو		
کچھ عورتیں روتی ہوئی واں آئیں کھلے سر دل بانو کا بھرا آیا لگی کہنے یہ رو کر	۱۵	اور واسطے پردیکے لگیں روکنے چادر جس سے مرا پردہ تھا چلا اس پہ تو خنجر
بیوارٹی ہوں بیوہ و منوم و حزیں ہوں پردہ نہ کرو پردے کے قابل میں نہیں ہوں		
زینب کے اترنے کی بھی پھر آئی مجو باری لے بھائی کہاں ہو میں تمہارے کئی واری	۱۶	منہ اپنا سوئے کر بے بلا کر کے پکاری تم آ کے آمار دو تو بہن اترے تمہاری
ہو دور مگر صاحب اعجاز بڑے ہو آؤ یہاں روک کے چادر کو کھڑے ہو		

سریشی اتری شہ منگولم کی خواہر فصہ نے کیا فرشس سید بادل مضطر	۱۷	داخل ہوئے سب الحکم گھر میں کھلے سر سرنکے حرم بیٹھ گئے ام کے برابر
مرثیہ	۹۲	اس فرشس پہ تو قافلہ اہل عزت تھا اور سامنے لوٹا ہوا اسباب رکھا تھا
جب دختر خاتون قیامت ہوئی پیدا شرح کتب عفت و عصمت ہوئی پیدا	۱	اور شمع شبستان ہدایت ہوئی پیدا پیدا ہوئی پر بہر مصبت ہوئی پیدا
پیدا نش زینب کی خوش فوت ہوئی تھی سامان ولادت تھا دیا موت ہوئی تھی		
طفلی سے بجز صوم و صلوٰۃ اور نہ تھا کام لکھا ہے کہ ایک صبح وہ معصومہ خوش انجام	۲	زینب کی عبادت پہ ہیں شاہد سحر و شام مشغول تھی قرآن کی تلاوت میں لبّ لہام
دل حق کی طرف حرفوں پہ قرآن کے نظر تھی چادر جو گری سر سے تو اصلاً نہ خیر تھی		
اللہ سے پاس ادب و خستہ زہرا زینب نے تلاوت کو دیا طول بہت سا	۳	گو صبح تھی پر چشم نہ خورشید نے کی دا دن دو پہر آیا پہ ہوا مہر نہ پیدا
رد پوشی خورشید کا باعث تو کھلا تھا بے پردہ رخ شمع شبستان حیا تھا		
مسجد میں نبی کے ہوئے اصحاب فرہم کی عروسی محمد سے کہ اے سرور عالم	۴	ہر ایک کا منہ نق تھا بان سحر اسدم کچھ کیجئے تدبیر کہ مرتے ہیں بس ابیم
ہنگام زوال آتا ہے کب نکلے گا خورشید کیا حشر ہوا نیز پہ اب آئے گا خورشید		

۵	اے جلوہ وہ شمس و قمر مالکِ تفتدیر زہرا کے ستارے ہیں جو یہ شبِ شبر و شبیر	کی پھر تو نبیؐ نے یہ دعا بادلِ تغیر
	ان دونوں کے حنا طر تو یہ مہر عطا کر خورشید جہاں تاب کو اب جلو انسا کر	
۶	محبوبِ خدام کو خدا کا ہے یہ فرماں سر ننگے لبِ بام پہ پڑھتی ہے وہ قرآن	جبریلؑ نے آکر یہ نبیؐ سے کہا اس آن زینبؓ جو لو اسی ہے تیری فاطمہ کی جان
	زینبؓ کی بھی خاطر بھی زہرا کے سبب سے بکلا نہیں خورشید اسی پاس اس ادب سے	
۷	خورشید نہ نکلا ہے نہ نکلے گا فلک پر کس طرح سے دیکھے انھیں خورشیدِ منور	جب تک کہ نہ اوڑھے گی ردا و دخترِ حیدر حصے میں تری آل کے عصمت ہے برابر
	خالق نے ازل سے یہ شرف ان کو دیا ہے نور ان کا صدا شعلہ عصمت میں رہا ہے	
۸	سجاد کے ساتھ آئی مدینہ میں جو دل گیر دن رات وہاں روتی تھی وہ شہر کی ہمشیر	اب رحلتِ زینبؓ کا یہ ہے واقعہ تحریر متھا خانہ زہرا جہاں اور حجرہ شبیر
	مرثا تھا جواں بیٹا وطن میں جو کسی کا روتی تھی بیاں کر کے وہ ہمشکلِ نبیؐ کا	
۹	بنی بیاہا جہاں سے گیا ہی ہے میرا کبر کہتی تھی کہ اصغر کو بھی لوں گود میں کیونکر	دولہا کوئی بنتا تھا تو کہتی تھی یہ رد کر بچہ کوئی روتا تھا تو یاد آتا تھا اصغر
	قاسم کا سدا تذکرہ بالائے زباں تھا پہروں لے کبر کے رنڈ لپے کا بیاں تھا	

الحقہ کر زینب کو سدا بھائی کی تھی یاد	۱۰	تھا دشمن مائد جو زید ستم ایجا د گدڑی یخبر اسکو کہ کیا بیٹھا ہے دل شاد
وارث ہے وہ تیغ و سپر شاہ ۴۱ کا		اب تجھ سے عومنی لے گا وہ خون شہدا کا
یہ سنی کے دیا حکم شقی نے سر دربار	۱۱	عابد کو گرفتار کریں جا کے کچھ اسوار زنجیر بھی اور طوق بھی بھاری سا ہو طیار
کس بات پر معزور وہ ابن شہ دیں ہے		کچھ پہلی اسیری کا مزا یاد نہیں ہے
وہ داغ رس پا تھوں میں باقی نہ رہے کیا	۱۲	کیا بھول گیا برہنہ پا کانٹوں پہ پھرنا یہ جانتا کریں تو سدا قید میں رکھتا
پا بوس ہوا حلقہ زنجیر دوبارہ		گردن میں پڑا طوق گلو گیسر دوبارہ
اک ہاتھ پکڑتا تھا تو تھا ایک گلو گیر	۱۳	عابد یہی کہتے تھے کہ کیا ہے میری تقصیر وہ کہتے تھے یاں پوچھوں نہ اب نائب شیر
عابد نے کہا خیر چلو ڈر تجھے کیا ہے		مظلوم کا فرزند تو راضی بہ رضا ہے
موجود ہوں حاضر ہوں میں قید ہوں تمہارا	۱۴	لیکن مجھے بتاؤ تو یہ جلد خدا را زینب کو تو اب قید کرو گے نہ دوبارا
موجود ہے وہ بھی نہیں کچھ زور ہمارا		گر کام نہیں اس سے تو کہہ دینے خوشی سے مل آؤں میں ہمیشہ حسین ابن علی سے

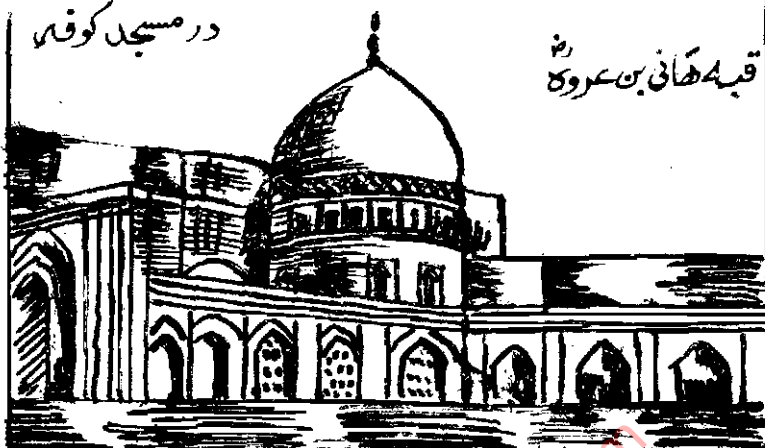
عابد کے سخن کو کوئی حفاط میں نہ لاتا	۱۸	ناقہ یہ اُسی شکل سے بے کس کو بٹھایا ناگاہیہ اگر شخص نے عابد کو سنا یا
کیا بیٹھے ہونا قے پہ ذرا دیکھو ادھر کو ہم شیر حسین آتی ہے کھولے ہوئے سر کو		
سجاد نے دیکھا تو نظر آیا یہ احوال چلاتی ہے یا ختم رسل دیکھو میرا حال	۱۶	ہیں دختر زہرانے پریشان کئے بال قیدی ہوا مظلوم میرے بھائی کا ہے لال
اُمت سے ذرا پوچھو تو کیا اس کی خطا ہے بنی بای کے فرزند کو پھر قید کیا ہے		
یہ سنتے ہی اشترا سے گرے عابد مضطر مرقد سے نکل آیا ہے اک دست پیڑم	۱۷	سر پاؤں پہ زینب کے رکھا اور کہا رو کر کرتے ہیں تمہیں منع کر دانا نہیں بہتر
گولاشہ البر پہ بھی آپ آئیں تھیں دن میں پر آج نخل مجھ کو کیا تم نے وطن میں		
رو کر کہا زینب نے کرائے عاشق باری ادر گھر سے انھیں لے کے چلا فرقہ ناری	۱۸	جب گردن حیدر میں دمن بندھی تھی داری نرنجے نکل آئی تھی مادر بھی ہماری
تم قید میں ہو میرا نکلنا بھی روا ہے کیا صبر مرا فاطمہ زہرا سے سوا ہے		
بیتابی زینب سے جو عابد ہوئے لاجا پھر آپ بھی اسوار ہوئے عابد بیمار	۱۹	ایک ناقہ محفل میں بھونی کو کیا اسوار گردان کے چلے بن کے نگہبان سنگار
ہر کوچ میں تھا حال عجب بنبت علی کا آتا تھا سفر یاد اسے سب بلی نبی کا		

جس منزلِ آفت کی وہ طے کیں سحر و شام اک باغ میں شبِ باش ہوئے عابدِ ناکام	۲۰	وارد ہوئے سجادِ حزیں متصلِ شام وہ رات تھی زینب کے لئے موت کا پیغام
اللہ سے کہنے لگی ہاتھوں کو اٹھا کر کیا شام کے بلوہ کو میں دیکھوں گی جا کر		
اُس رات کو زینب رہیں مضرِ مناجات سجاد نے دروے کے زینب سے کہی بات	۲۱	ناگہ سحر کو بچ نمایاں ہوئی ہیسہات لو تم کو مبارک ہو برادر کی ملاقات
کس درد سے اب آپ ہیں مشغولِ دعا میں مقبولِ دعا ہو گئیں درگاہِ حسدا میں		
زینب نے کہا آیا یقین اب مجھے بنایا اب آگے یہ ہے حجازِ اخبار نے لکھا	۲۲	پر موت کے آثار کچھ اب تک نہیں یہ کیا اس باغ میں بدخواہ تھا اک آلِ نبی کا
تھا باغ پہ ہر خسارِ گلستانِ جفا تھا گلشن کی روشنی بیلچے سے کھو رہا تھا		
حال اس نے سنا ابدِ زینب کا جو سارا اس ظلم کے کہنے کا زبان کو نہیں یارا	۲۳	زینب کے قریب آیا وہ بیرحم قضارا زینب کے پس پشت پہ وہ بیلچہ مارا
زینب نے کہا ہو گیا سامانِ قضارا مشکل میری آساں ہوئی شکرِ خدا کا		
قاتل کی طرف دیکھ کے زینب نے سنایا آگے تو مجھے شمر نے تھا دُرّہ لگایا	۲۴	گردوں کی ستائی کو عبث تو نے ستایا بیلچے کا زخم تیرے ہاتھ سے پایا
جو جس شہر کے دن شمر کی فریاد کروں گی میں حق سے بیاں تیری بھی بیدا کروں گی		

تمام شد

در مسجد کوفہ

قبیلہ ہاشمی بن عروہ



بعد شہادت امام حسینؑ

نوحہ

فریاد حضرت زینبؑ

۱۔ اکبرؑ غازی اٹھو	۱۔ ہم ہوئے قیدِ جفا - اکبرؑ غازی اٹھو
۲۔ مرگے بھائی امام	۲۔ غش میں ہیں زین العبا - اکبرؑ غازی اٹھو
۳۔ فوج ستمگار ہے	۳۔ اور ہیں ہم بے روا - اکبرؑ غازی اٹھو
۴۔ شمر لیں بے حیا	۴۔ سوتے ہو میاں میں کیا - اکبرؑ غازی اٹھو
۵۔ شیر حجازی اٹھو	۵۔ اٹھ کے چالو ذرا - اکبرؑ غازی اٹھو
۶۔ چل دیے سوئے جاناں	۶۔ میں ہوں اسیرِ جفا - اکبرؑ غازی اٹھو
۷۔ تم کو تو اے فوہال	۷۔ اب تو خبر لو ذرا - اکبرؑ غازی اٹھو
۸۔ طوق گر انبار ہے	۸۔ کرتے ہیں ظالمِ جفا - اکبرؑ غازی اٹھو
۹۔ جل چکی ہے اور خیاں	۹۔ چہن چکی سر سے روا - اکبرؑ غازی اٹھو
۱۰۔ سبطِ یسیر نہیں	۱۰۔ تم تو خبر لو ذرا - اکبرؑ غازی اٹھو

ہلالِ محرم حصہ دوم

۱۱	تم یہ دیکھنا شاد۔ کرتے تھے بیٹیا سوار	قید میں جاتی ہوں آہ۔ اکبر غازی اٹھو
۱۲	سن کے مقدس۔ بینہ روتا تھا فرق حسین	کہتی تھی زینب جو آہ۔ اکبر غازی اٹھو
<div style="display: flex; justify-content: space-between;"> <div>تارا جی خیام</div> <div>نوح (۲)</div> <div>واسیری المہرم</div> </div>		

۱	کہتی تھی شک کہ ہیں۔ چرخ کہن دیکھ تو	ہم ہیں اسیرِ سخن چرخ کہن دیکھ تو
۲	چھٹ گیا آرام جاں۔ مر گیا اکبر جوان	لٹ گئے ہم بیویں۔ چرخ کہن دیکھ تو
۳	اصغر بہرِ وکا آہ۔ چھد گیا دن میں گلا	مر گیا غنچہ دہن۔ چرخ کہن دیکھ تو
۴	پتی کے چھینے گہر۔ بولی وہ اب رحم کر	ہیں کہاں شاہِ زمیں۔ چرخ کہن دیکھ تو
۵	بیبیاں بولیں تام۔ جلنے لگے جب خیام	ہم ہیں غریبِ الوطن۔ چرخ کہن دیکھ تو
۶	جب ہوئی قیدِ رسن۔ بولی یہ سغرا دہن	مر گئے ابنِ حسن۔ چرخ کہن دیکھ تو
۷	آگے سے سر شاہ کا۔ پیچھے سے سب قافلہ	جاستے ہیں یوں خستہ تن چرخ کہن دیکھ تو
۸	تجہ پہ مقدس فدا۔ سجدے میں سر لگ گیا	کہتی رہی یہ بہن۔ چرخ کہن دیکھ تو

<div style="display: flex; justify-content: space-between;"> <div>تارا جی خیام</div> <div>نوح (۳)</div> <div>واسیری المہرم</div> </div>		
۱	برجِ ہایہ کہتے جب شکر جلاؤ خیمہ سرور	ہوئے اب شاہِ دیں بے سر جلاؤ خیمہ سرور
۲	سکینہ کے گہر چھینو علی اصغر کا بھولا لو	چلو لوٹو نبی کا گھر جلاؤ خیمہ سرور
۳	یہ کہتے جاتے تھے ناری نہ سننا یونہی ناری	سرور سے کھینچ لو چادر جلاؤ خیمہ سرور
۴	ابھی ان سب پہ تاجورن سے باندھ لو بازو	پھراؤ بیوہوں کو در در جلاؤ خیمہ سرور
۵	خدا کے گھر کے مالک تھے کبھی جدِ پران کے	ہوئے ہیں آج خود بے گھر جلاؤ خیمہ سرور
۶	چلو عابد کو لے آؤ اسے زنجیر سے جکڑو	پنھاؤ طوقِ ادلنگر جلاؤ خیمہ سرور

۷	نہ اب لاشوں پر رونے دو نہ انکو جان کھو دو	۷	چلو دربار میں لے کر جلاؤ خیمہ سرور
۸	کرو پا مال گھوڑوں سے شہیدوں کے یہ سب لاشے	۸	رکھو سران کے نیزوں پر جلاؤ خیمہ سرور
۹	سکینہ لاش سرور جو دن میں آن کر لپٹے	۹	لگاؤ درے ہاتھوں پر جلاؤ خیمہ سرور
۱۰	چلو زینب سے یہ پوچھیں کہاں عیاش غازی ہیں	۱۰	بچائیں سب اب اگر جلاؤ خیمہ سرور
۱۱	کہ صبر ہیں قاسم و اکبر کہاں ہیں یونس اور جعفر	۱۱	مدد اب کچھ کریں اگر جلاؤ خیمہ سرور
۱۲	رضی یہ حشر تھا برپا سپہ سے شمر یہ بوللا	۱۲	لگا دو آگ اب بڑھ کر جلاؤ خیمہ سرور

۴

تاریخی	نوح	ختم
۱	یا علیؑ کر بلا میں آگ لگی	۱
۲	جل رہی ہے رسولؐ کی مسند	۲
۳	سر برہنہ ہے دل جلی زینبؑ	۳
۴	جل رہا ہے کسی کا پیرا سنی	۴
۵	روکے ہتی ہے ثانیؑ زہراؑ	۵
۶	کر بلا سے جو شام میں پہنچے	۶
۷	دیکھو اگر نجف سے عین اللہؑ	۷
۸	جل رہے ہیں طہود کے پر بھی	۸
۹	ساری سیدانیاں ہیں جنگل میں	۹
۱۰	گھر دیمبر کا جب ہو خاکستر	۱۰
<p>یاد کر فاطمہؑ کا در حلیمی</p> <p>دیکھ اب کر بلا میں آگ لگی</p>		

کتب خانہ حیدری سے طلب کیے

۱۰ سالہ نوح جات ۲۲۲ حلیم ۲۷۹

شہدا	نوحہ	سوم
۱	بیکس غریب کشتہ مخمّر کے پھول ہیں	سر پٹیں مومنین کہ سرور کے پھول ہیں
۲	عباس ابن حیدر صفدر کے پھول ہیں	درد کے خاک اڑائیں عزا دار شاہ دیں
۳	اس فوجوں شبیہ پیہمبر کے پھول ہیں	باغ جہاں میں پھول بھی جس کے نہ کھلنے پائے
۴	دولہا شہید قاسم مضطر کے پھول ہیں	سہرے کی لڑیاں تیغوں سے میدان میں ہیں
۵	جو غنچہ لب تھا اس علی اصغر کے پھول ہیں	غم سے نہ کس طرح ہوں گریبا گھون کے چاک
۶	گلزار جعفری کے گل تر کے پھول ہیں	مرجھائیں کیوں نہ رنج سے اہل عزاء کے دل
۷	اے میرے شیعو آج بہتر کے پھول ہیں	کہتی ہیں رو کے فاطمہ زہرا بدر و غم

شہدا	نوحہ	دھم
۱	جان علیؑ و سبط پیہمبر کا دھم ہے	اے مومنو سر پٹو کہ سرور کا دھم ہے
۲	جہان حرم حر دلدار کا دھم ہے	شبیر کے ہر ناصر و یاور کا دھم ہے
۳	آج اکبر ہمشکل پیہمبر کا دھم ہے	کہتی تھیں یہ کس درد سے بانٹے دل افکار
۴	وا حسرت و درد اعلیٰ اصغر کا دھم ہے	ماں اصغر بے شیر کی کہتی تھی یہ رو کر
۵	افسوس کہ عباس غضنفر کا دھم ہے	آتی ہے صدائے اسداۃؑ یہی آج
۶	دولہا کا دھم ہے مرے شوہر کا دھم ہے	گھونگھٹ میں تھے کبر کے یہ بیج جگ سوز
۷	افسوس مرے قاسم بے پرو کا دھم ہے	میں قیدی ہوں فاتحہ دلاؤنگی کیونکر
۸	اک دو کا ہے کیا ذکر بہتر کا دھم ہے	زیست نے کہا راہ میں یوں لگے شتر سے
۹	ماں جانے کا عباس دلدار کا دھم ہے	بچوں کا مرے اور یتیموں کا صدا افسوس

توبہ جو شریک غم و اندوہ رفیع آج ۱۰ سبط نبی و دلبر حیدر کا دہم ہے

بسم (۷) شہداء

۱ اسے اہل عزا آج کہ نازِ افغان سے بیسواں شکا
 ۲ زینب کا بیٹا ہے ہو میں بیکس تہا قشور کیا
 ۳ سر پیٹ لیا زینب مغموم نے احمد صبا الم غم
 ۴ کیسا غضب لٹ لیا شمر نے اگر بے دلی کھجک
 ۵ اے صاحبو نصف چہلم حضرت اب رود بد رقت
 ۶ خاموش تھی ہمیں اب تابیا ہے ایک جہاں ہے

روتے ہیں نبی کا طہر زہر بھی میں گریں سے بیسواں
 ۲ نانا نہیں بابا نہیں جلتی نہیں اما ہے بیسواں
 ۳ ہند کنی یہ کہتی ہوئی جسم سونے زندان سے بیسواں
 ۴ افسوس نہیں نذر کے بھی دینے کا سال ہے بیسواں
 ۵ کیا رست کی امید اہل سر پہ ہر آن ہے بیسواں
 ۶ کہتی تھی ہی پیٹ کے سر زینب نالان سے بیسواں

حال راہ کرد (۸) ۷

۱ کہتا تھا تجربے حیا بیمار کا ٹٹوں پر چلے
 ۲ سب ساربان سخی کریں اوٹوں کو ڈالتے چلیں
 ۳ بیکس جو چلنے میں رُکے یا را کھڑا کر گر پڑے
 ۴ اوٹوں کی کپڑے ریسماں کرتا ہوا آہ و فغاں
 ۵ تلووں میں گر کاٹنے چہیں اتنی آسہمت نہ دیں
 ۶ عابد نہ مانے گرا سے شمر شقی کو جان لے
 ۷ غازی تو سب مارے گئے یہ نہ پگ لیتے قتل سے
 ۸ رورو کے تب سجاد نے کی عرض فرق شاہ سے
 ۹ باقصر ندادی شاہ نے امت کی بخشش کے لئے

ہے حکم ابی سعد کا بیمار کا ٹٹوں پر چلے
 ۲ اور ساتھ ان کے دھڑتا بیمار کا ٹٹوں پر چلے
 ۳ کہنا نہ رحم اس پر ذرا بیمار کا ٹٹوں پر چلے
 ۴ تا شام یار و ننگے پا بیمار کا ٹٹوں پر چلے
 ۵ کاٹنا نکالے پاؤں کا بیمار کا ٹٹوں پر چلے
 ۶ یہ تازیاں مارے گا بیمار کا ٹٹوں پر چلے
 ۷ اس کا بھی خون دیکھیں ذرا بیمار کا ٹٹوں پر چلے
 ۸ کہتا ہے قاتل آپ کا بیمار کا ٹٹوں پر چلے
 ۹ ہاں چاہیے اسے دلر بیمار کا ٹٹوں پر چلے

سے ثبوت نجات باقرہ ج ۱۵۲ ص ۲۸۸ صفحہ قیمت کتب خانہ حمیدی

۳۸۲	نوحہات	ماہِ پنجم
شیریں	نوحہ (۹)	ملقات
<p>۱۔ اقامت کیلئے ستم ہو گیا تم پر صدمہ لگی شیریں</p> <p>۲۔ وعدہ کو وفا کرنے آیا سر الفصد تھے گئی شیریں</p> <p>۳۔ فرمایے داری میں کہاں ہیں علی اکبر صدمہ تھے گئی شیریں</p> <p>۴۔ گلہ سے چھپتے تھے کئی بہر علی اکبر صدمہ تھے گئی شیریں</p> <p>۵۔ تھی آرزویہ دل میں کہہ لوں علی اصغر صدمہ تھے گئی شیریں</p> <p>۶۔ شہزادی کی گودی میں بنیں علی اصغر صدمہ تھے گئی شیریں</p> <p>۷۔ دیکھئے ماہ بنی ہاشم کو بلا کر صدمہ لگی شیریں</p> <p>۸۔ سو جاں سے فدا دہلہا پر اداسی دہی صدمہ تھے گئی شیریں</p> <p>۹۔ فرمایے شہزادہ وقا تم ہے کہاں پصد تھے گئی شیریں</p> <p>۱۰۔ جسوقت کہ شیریں نے کہا سر کو پلک کر صدمہ لگی شیریں</p>	<p>۱۔ شیریں نے کہا دیکھئے شہ کا سر الفصد تھے گئی شیریں</p> <p>۲۔ ارشاد تھا آؤنگائیں اک روز مگر پاس کہ دلیں دوسرا</p> <p>۳۔ ہر شکل بنی کا تھی زیارت کی تمنا اے سید والا</p> <p>۴۔ اک حجرے کو تھا میں سنوارا مرے آقا پیہے تو کوں دلا</p> <p>۵۔ والان میں لڑائی نے بعد شوق و تمنا گوارہ تھا ڈالا</p> <p>۶۔ ہنسلی کڑے تھی اس کے لئے میں بنائے گھر میرے لئے</p> <p>۷۔ دستانہ عباس بھی تیار ہیں حضرت فرمایے شفقت</p> <p>۸۔ سنٹی ہوں کہ بیا گیا ان روزوں میں قائم دھابے</p> <p>۹۔ دہلہا کیلئے جوڑا تھا شاہانہ بنایا باشوق و تمنا</p> <p>۱۰۔ اس فوضہ دلسوز گریا ہے رفیع اب اور خلقی خدا</p>	
حضرت سکینہؓ	نوحہ (۱۰)	وفات
<p>۱۔ اک غل ہوا کہ دختر شبیرؓ مر گئی</p> <p>۲۔ لوگو میں کیا کروں مری بچی کدھر گئی</p> <p>۳۔ بابا کو ڈھونڈتی ہوئی دادا کے گھر گئی</p> <p>۴۔ بچی نے جو زبیاں سے کہا تھا وہ کر گئی</p> <p>۵۔ تقدیر ساتھ ساتھ رہی میں جدھر گئی</p> <p>۶۔ کہنہ ردا جو سر پہ تھی وہ بھی اتر گئی</p>	<p>۱۔ زندان شام میں جو سکینہؓ گذر گئی</p> <p>۲۔ ماں کہتی تھی کہ ہائے کہا ڈھونڈنے کو جاؤں</p> <p>۳۔ ننھی سی جان سے نہ اٹھا صدمہ فراق</p> <p>۴۔ رورو کے شہہ کی یاد میں آخر کو جان دی</p> <p>۵۔ مانگ اُجڑی کر بلا میں جلی کو کہہ شام میں</p> <p>۶۔ دو گر کفن بھی دے نہیں سکتی غریب ماں</p>	

نوحہ جات

۳۸۳

اتم پنجم

اب تاجہ زیست منہ نہ کسی کو دکھاؤں گی	۷	میں جیتے جی یہاں سے وطن کو اگر گئی
ہر نیک و بد جہاں کا ہے ہادی گزشتہ	۸	اچھی بھی کٹ گئی تھی بُری بھی گزر گئی

وفات	نوحہ (۱۱)	حضرت سکینہؑ
------	-----------	-------------

یہ کہتی تھی ماں تجھ پہ داری سکینہؑ	۱	تجھے چھوڑ کر تو سدہ ہاری سکینہؑ
گئی جان گھٹ گھٹ کے قید ستم میں	۲	مری دکھہ زدی غم کی ماری سکینہؑ
تری بالیاں کھینچیں ظالم نے ہے	۳	ہوا خون کاؤں سے جاری سکینہؑ
کہ ہر تجھ کو ڈھونڈوں میں اے میری پیاری	۴	کہاں جا کے آتری سواری سکینہؑ
ہنساتی تھیں روتوں کو اے میری ناداں	۵	وہ باتیں تری پیاری پیاری سکینہؑ
طیں باپ سے جا کے تھنڈا ہوا دل	۶	گئی اب تو وہ بیقراری سکینہؑ
پدر مر گئے ماں ہے محتاج بی بی	۷	اُٹھے لاش کیوں کر تمھاری سکینہؑ
کفن کا بھی ہے نہیں کوئی ساماں	۸	ردائیں بھی پھینیں ہماری سکینہؑ
جنازہ ترا ہائے کیونکر اٹھاؤں	۹	یہ قید اور بے اختیاری سکینہؑ
گلے خوب فرقت کے بابا سے کرنا	۱۰	جہاں تک زباں ہو گی یاری سکینہؑ
وطن سے بہت دور عزت میں چھوڑا	۱۱	نہ کی ماں کی کچھ پاسداری سکینہؑ
اُلٹتے تھے دل سننے والوں کے ہادی	۱۲	جو کہتی تھی ماں ہائے پیاری سکینہؑ

وفات	نوحہ (۱۲)	حضرت سکینہؑ
------	-----------	-------------

موت زنداں میں سکینہؑ کو جو آئی ہوگی	۱	لاش مادر نے کلیجہ سے لگائی ہوگی
دست دیا جکڑے ہوئے ننگے زنجیروں سے	۲	لاش کس طرح سے عابد نے اٹھائی ہوگی

۳	مضیں کچھ نزع سے پہلے ہوئی ہوگی ساقط	۳	رسنِ ظلم سے جکڑی جو بکلائی ہوگی
۴	رسیاں دیکھ کے ہاتھوں میں کہا زینب نے	۴	اس طرح تو نہ کسی کی بھی رہائی ہوگی
۵	دیکھ کر ماں کا کلیجہ نکل آیا ہوگا	۵	ننھی سی قبر جو عابد نے بنائی ہوگی
۶	جانکنی دیکھ کے ماں نے یہ کہا ہوگا ضرور	۶	مر کے کیا قید سے بی بی کی رہائی ہوگی
۷	رو کے غسالہ نے سر پیٹ لیا ہوویگا	۷	پشتِ تجر و حجب اس کو نظر آئی ہوگی
۸	آئے ہوں گے مری بچی کی لحد میں حیدر	۸	لاش پوتی کی کلیجہ سے لگائی ہوگی

نوحہ (۱۳)

۱	قید خانے میں تشنہ لب زینب	۱	پڑھ رہی نماز شب زینب
۲	ریساں ستم ہے شانوں میں	۲	سر بسجود ہے پیشِ لب زینب
۳	بھوکے پیاسے ہیں شاہ کے بچے	۳	اور خود بھی ہے تشنہ لب زینب
۴	بنتِ سرور کو گود میں لے کر	۴	جاگتی ہے تمام شب زینب
۵	کہہ رہی ہیں حسین کے سر سے	۵	تم پہ قرباں جاں بلب زینب
۶	بات کرتے ہیں ہو ماں جائے	۶	بولو جلے یہاں سے کب زینب
۷	دل میں ناسور پڑ گئے میرے	۷	کیا کرے جی کے خاکِ اب زینب
۸	حقینِ حقیقت میں صابرہ حلیمی	۸	خواہر شاہ خوش لقب زینب

نوحہ (۱۴)

۱	سریا پ کا بچوں کو دکھایا نہیں کرتے	۱	یوں اذیتوں کو رولایا نہیں کرتے
۲	کافر بھی نہیں بھیجتے سر خوان میں رکھ کر	۲	یوں بھوکے اسیروں کو ستایا نہیں کہتے

حلی افندی کے نوحہ جات کی جملہ بیانات جات کتب خانہ حیدر آباد سے منگوائیے۔

۳	جیسے نہیں معصوموں کو آلودہ خون سر	۳	نادانوں کو اس طرح ڈرایا نہیں کرتے
۴	جاں دیکے سیکنے ہوئی زندان سے رہا آج	۴	قیدی کبھی یوں قید سے چھٹا نہیں کرتے
۵	کیا ذکر نئی زادی کا محتاج کی میت	۵	یوں خون بھرے کرتے میں اٹھایا نہیں کرتے
۶	بولادہ جو بیکس کے پٹھے کانوں کو دیکھا	۶	زیور کوئی یوں بچوں سے چھینا نہیں کرتے
۷	چمک جائیں گلے یوں کے دم لینا ہو دشوار	۷	اس طرح رس کش کے باندھا نہیں کرتے
۸	ماں کہتی تھی خاموش ہو کیوں بالی سیکنے	۸	صدقہ گئی اب باپ کا شکوہ نہیں کرتے
۹	باقی جو رہا کرتے ہیں عقوبت کی محبت	۹	وہ لوگ کبھی خواہش دنیا نہیں کرتے

دفات	نوح (۱۵)	حضرت سکینہؑ
عابد کا تھا نوحا کہ میں دفن نہیں سکتا	۱	زندان سے سکینہؑ تجھے لیجا نہیں سکتا
بھیا تو اکیس دی صوبہ کا ہے کہ سے بیمار	۲	کوڑہ نہیں ہے پوچھیں ہار اسکے کم ناچار
پیاری مری اب تک ہے گلے میں ترے رسی	۳	دوبان ہیں بے رحم میں کھلا نہیں سکتا
نرے کٹھن ہیں سگدیری مانت ناہیں بات	۴	کیسو جاگہ موری پیاری تو نے کنیوفات
پینے کو بھی ملتا نہیں زنداں میں پانی	۵	مجبور ہیں بی بی تجھے ہٹلا نہیں سکتا
کا ہے ہمار موت نہ آئے لوٹ لیو گھر بار	۶	طوک بھو ہے تجھ بیکس کے ہاتھ کا بار
اٹھ سکتے نہیں پاؤں کہ میں بیڑیاں بھائی	۷	ہمراہ جنازہ کے ہیں آہیں نہیں سکتا
کا ہے کہوں یہ بیتا موری کون سے فریاد	۸	آنسو بہتے ہمارے دیکھیں کہے ہوئے جلاد
ہناتری میت کا بھی پُرساں نہیں کوئی	۹	بے اذن جنازہ ترا اٹھا نہیں سکتا
چنین پاؤں کبرا پیاری کون ہے پوچھیں ہار	۱۰	بانو اماں تہاں کارن روئیں موری دلدار
بھٹلے جگر تیرے لئے اہل حرم کا	۱۱	روتی ہوئیں بیوہوں کو میں سمجھا نہیں سکتا

۱۵ نوٹ: اگرچہ اشعار پڑھنے میں دقت ہو تو صرف اردو اشعار پڑھ سکتے ہیں۔
نوحیات مسرورم نوم ۲۰۱۲ء صفحات ۳۹۲ قیمت کتب خانہ حیدری سے طلب کیے

۱۲	ڈاریں کیسو تو میری جلم موری ناداں	ننھا کھجوا ترے قورا تو نے گنوا فی جان
۱۳	کوڑوں کے نشان پشت پہ پٹیا تیرا بھی تک	فریاد میں بی بی کہیں لیجا نہیں سکتا
۱۴	کون اٹھا دے میت تہاری کنبہ بھیمو مجبور	کس کو بلا دے بھیا قورا کر بل ہی ہے دور
۱۵	مسور وہی کہتے تھے سجاد دل افکار	قیدی ہوں بہن لاش میں دفنا نہیں سکتا

چہلم	نوح (۱۶)	شہداء
------	----------	-------

۱	لعینوں جیسے جہاں بلایا اس کا چہلم ہے	عوض دعوت کیے جس کا گھر مٹایا اس کا چہلم ہے
۲	لگنے تھی جہ چلتی سے اں اپنی مصیبت میں	گلے پر تیر جس پچ نے کھایا اس کا چہلم ہے
۳	اٹھا کر لک سے خیمہ میں غریب و بیکس و تنہا	بہتر کے جنازے جو دلایا اس کا چہلم ہے
۴	ہوئی شادی یہ کیسی کر بلا میں روزِ عاشورا	جو دو لکھ بات بھی کرنے نہ پایا اس کا چہلم ہے
۵	مکر لٹی تھی چلتا راہ کا دشوار تھا جس کو	جوان بیٹے کا غم جس نے اٹھایا اس کا چہلم ہے
۶	برابر کے جوان بھائی کو دیا جو کہ غربت میں	نہ جس نے مرتے دم تک چلیں بلایا اس کا چہلم ہے
۷	لعینوں نے کیا پامال لاشہ اور عداوت سے	لگا کر آگ جس کا گھر جلایا اس کا چہلم ہے
۸	پیا سا جو گیا دنیا سے بیکس روزِ عاشورا	نہ جس نے مرتے دم پانی بھی پایا اس کا چہلم ہے
۹	پدر کی گود میں آئی ہے جس کو موت عالم میں	جوانی کا نہ خط جس نے اٹھایا اس کا چہلم ہے
۱۰	اسی کا نام ہے دل میں اے رشتی مرنے پہ بھی با	جفا کاروں نے جس کا خون بہایا اس کا چہلم ہے

در بار	نوح (۱۷)	اشام
--------	----------	------

۱	افسوس نئی زاریاں جاتی ہیں کھلے سروبار شعی	فریاد بپا ہوتا ہے ہنگامہ محشر دربار شعی
۲	بے جرم و خطا رٹوں کو تن کیا، گھر لوٹ لیا	اب لاتے ہیں بیوقوفوں کو رس شانوں ٹٹکسک دیا شعی

۱ چمن آیانہ یازاروں میں بھی انکھ کر کے مقنع و چادر
 ۲ جو ظلم نہ ہو تو وہاں ہے وارث نہیں سر پرکتے ہیں منظر
 ۳ زینب کا یہ نوحہ ہے کہ بھیا کو بلا دیہ حال دکھاؤ
 ۴ سب کرسیوں پر بیٹھے ہیں یا شلو و شمشیت مصیبت
 ۵ بالوں سے چھپا رہے ہیں کوہ مصطر سر پر نہیں چادر
 ۶ لیا قبر ہے لو اب بھجاتے ہیں سنگر دربار شقی میں
 ۷ اب دیکھو کیا ہم کو کھاتا ہے بقدر دربار شقی میں
 ۸ کس شکل سے ہم کو لے جاتے ہیں سنگر دربار شقی میں
 ۹ استاد تھے ہر حرم سبط و مہم دربار شقی میں
 ۱۰ ساتھ ان کے ہیں زہرا و پیر بھی کھلے سر دربار شقی میں

شام

نوحہ

دربار

۱ دربار بڑیا اور سر شاہ شہید کیوں اے فلک پیر
 ۲ پہنچے ہو ہوا کی اتمیہ زو زو آراستہ ہوں گھر
 ۳ ہوں پہنچے ہو کوئی دنیا میں شہناں کیسا زمانہ
 ۴ ہو بستر شاہی یکیں حاکم نثار اے چرخ جفا کار
 ۵ اے پردگی بند پر گرے تو سنگر اے وائے مقدر
 ۶ سچا کو اسطرح سے ظالم ہیں مجبور کیوں ہو رنجور
 ۷ اس ظلم پہ بھی مانع گرہ ہو جفا کار کیوں ہو انگار
 ۸ او چرخ یہ شہزادہ عالم کی ہو عترت استاد ہوں حضرت
 ۹ بچھاؤ غلام کیلئے کرسیاں کہہ کر دربار میں اکھر
 ۱۰ کی توقع کے جگر بند کی عزت اے وائے مصیبت
 ۱۱ دیکھا کہ بیٹھی ہوئی دربار میں خلعت اور ہو یہ بدعت
 ۱۲ نصرائی بگڑا سنگر اوت احمد مسرور ہو بیحد
 ۱۳ شہزادوں کو ماگیں اسیری میں سنگر اے وائے تقد
 ۱ اس ظلم نے قابل تو نہ تھا دیں کا سلطان کیوں اے فلک پیر
 ۲ ہو عترت محبوب خدا بر سر کیا کیوں اے فلک پیر
 ۳ ہو خواہر سلطان زناں چاک گر کیا کیوں اے فلک پیر
 ۴ شہزادہ عالم کیلئے رہنے کو زندان کیوں اے فلک پیر
 ۵ منحصر انڈوں کا ڈبا ہو ہوا پر شاہ کیوں اے فلک پیر
 ۶ تلواروں جدا کر دیں خار مخیلائ کیوں اے فلک پیر
 ۷ رونے بھی نہ پائیں حرم شاہ شہید کیوں اے فلک پیر
 ۸ ہو وقت پہ مشغول شراب آہ بدایاں کیوں اے فلک پیر
 ۹ ذخیرہ سنبھلے کھڑے ہو عابد زینت کیوں اے فلک پیر
 ۱۰ منے چھوٹیں سر شاہ پر پی کی بدایاں کیوں اے فلک پیر
 ۱۱ کھوئے شہ یکس کے چھری سے لے دیا کیوں اے فلک پیر
 ۱۲ کس طرح کا اسلام آج کیسے تھے ملا کیوں اے فلک پیر
 ۱۳ اک شانی سکینہ کا ہو دربار کیوں اے فلک پیر

۱۴	کرتے ہیں مسلمانوں کی ہمت توڑیں کیوں اسے فلک پیر	۱۴	ہو تخت کے نیچے سر آگے اور تخت سے ستر
۱۵	زندہ ہو زید اور شہ مظالم ہو بجا کیوں اسے فلک پیر	۱۵	کس طور کی گردن ہے کس طرح کا دھڑکنا ہے
۱۶	ظالم تو ہنسے اور حرم شاہ ہو گیاں کیوں اسے فلک پیر	۱۶	سریشکے فاتر تو کیا چرتے یہ گرگرتے ہیں

زندان	نوحہ (۱۹)	شام
۱	نوحہ سکینہ کا تھا۔ قید میں زنداں میں ہم	آئیے بابا فدا۔ قید میں زنداں میں ہم
۲	دم مرا گھٹا ہے آہ۔ کرتی ہوں ہر دم بکا	ہیں کہاں میرے بچا۔ قید میں زنداں میں ہم
۳	قاسم و اکبر جواں۔ ہو گئے کس جاہناں	ہم ہیں اسیر جفا۔ قید میں زنداں میں ہم
۴	چھن گئے میرے گھر۔ اور پھری در بدر	اب نہیں سر پر روا۔ قید میں زنداں میں ہم
۵	شمر لیں شمرے۔ کان بھی زخمی کئے	کیسا زنا نہ پیرا۔ قید میں زنداں میں ہم
۶	جب ہوئی قید جفا۔ شاہ کی وہ مہ لقا	کرتی تھی داور بکا۔ قید میں زنداں میں ہم

زندان	نوحہ (۲۰)	شام
۱	یاد شہر کربلا شام کے زنداں میں ہے	صبح قیامت نہا شام کے زنداں میں ہے
۲	سید سجاد ہیں طاغوتِ معبود میں	چاند سا نکلا ہوا شام کے زنداں میں ہے
۳	جانِ رسولِ خدا دشت میں ہے بے کفن	آہِ رسولِ خدا شام کے زنداں میں ہے
۴	دھوپ میں کٹتا ہے دل اوس میں گٹتی شب	ہر قسم نالوا شام کے زنداں میں ہے
۵	اہلِ دفا اٹھ گئے اہلِ جہاں ہیں خموش	ماتم اہلِ دفا شام کے زنداں میں ہے
۶	تیرے تہوار ہے تذکرہ کربلا	روزِ نئی کربلا شام کے زنداں میں ہے
۷	بالی سکینہ چلیں باپ کا غم لے چلا	اور یہ ماتم نیا شام کے زنداں میں ہے

فرق شدہ کر بلا دیکھے کیونکر ملے	۸	ایک پہی آسرا شام کے زنداں میں ہے
جانے گایہ سلسلہ تیرھویں معصوم تک	۹	آج نئی ابتدا شام کے زنداں میں ہے

زندان	نوح (۲۱)	شام
-------	----------	-----

زنداں میں کہا آہ سکینے نے کہاں جو بھیا علی اصغر	۱	اب خشک زباں ہم کو دکھاتے نہیں۔ بھیا علی اصغر
سرخ سے تھیں ڈھونڈ رہی میں دھواں کھیں سوتے ہو کس جا	۲	پھر چاند سوتا ہے تھکے اک بار دکھاؤ۔ بھیا علی اصغر
جنت میں ہو دیگا کوئی کھیلنے والا۔ ہمراہ تمہارے	۳	اس خواہر ناشد کو پاس اپنے بلالو۔ بھیا علی اصغر
بے جرم تھے آرتا، شرم طانچے میں مدتی ہوں جس دم	۴	اگر قبضہ ظالم کھانا چلو۔ بھیا علی اصغر
یا دلتے میں جب گیسو خمدار تھکے۔ غم ہوتا ہے اس کا	۵	رہنمائی ہوں میں تمام باتھوں سے جھکو بھیا علی اصغر
لیجائے دیتی میں کبھی سبط نبی کو۔ درد ازہ سے باہر	۶	گر جانتی میں غیب سے سرنے کو چلے ہو بھیا علی اصغر
منہ تکتے تھے ہمیشہ کھڑکی کی نظر۔ کیا اشک بہا کر	۷	جب دن کو چلے تھے ہمیں لیکر شہ خوشبو بھیا علی اصغر

زندان شام د	نوح (۲۲)	دعا حضرت سکینہؑ
-------------	----------	-----------------

دم توڑتی ہے خاک پہ نادان یا حسینؑ	۱	سیدائیاں ہیں ساری پریشان یا حسینؑ
زینبؑ غریب کس کو کہانی سنا سگی	۲	دنیا سے کوچ کر گئی نادان یا حسینؑ
لے دے کے زندگی تھا اسی سے ربابؑ کی	۳	کیسے جھنگی اب وہ پریشان یا حسینؑ
بچی توقید خانہ میں گھٹ گھٹ کے مر گئی	۴	ظالم یزید اب ہے پشیمان یا حسینؑ
اصغرؑ مرنے سکینہؑ مونی چھن گئی ردا	۵	ہے دین پر ربابؑ کا احسان یا حسینؑ
سزیت ہے قید خانہ ہے زینبؑ کر گئی کیا	۶	میت پہ خود ہی پڑتی ہے قرآن یا حسینؑ
پانی ہے پینے اور نہ منہ ڈھلنے ردا	۷	منسل دغمن کا کیسے ہو سامان یا حسینؑ

ماہنامہ پنجم ۳۹۰ نوحہ جات

۸	یہاں غم ہے تیرا پریشان یا حسینؑ	ماں سامنے ہے دفن کر کے کس طرح سے لاش
۹	ہے یہ تیرے فسانہ کا عنوان یا حسینؑ	بھول گیا کیسے حال سکیں بھلا سعید

۴۰

والہی الحرم	نوحہ (۲۳)	بمدینہ منورہ
-------------	-----------	--------------

۱	زہراؑ کا گلشن کٹ گیا۔ پوچھو نہ حال کر بلا	عابد نے صغراؑ سے کہا۔ پوچھو نہ حال کر بلا
۲	دیکھا کے سب اشقیا۔ پوچھو نہ حال کر بلا	چھینے سکیں گے گھر۔ بچی ہوئی سب خوں میں تر
۳	مشکیزہ سے پانی بہا۔ پوچھو نہ حال کر بلا	دریا یہ ٹلنے لگ گئے۔ عباسؑ غش میں گر گئے
۴	حضرت سے مل کی دعا۔ پوچھو نہ حال کر بلا	نانا کا کلمہ پڑھتے تھے۔ خود کو مسلمان کہتے تھے
۵	دولوں ہوئے شہ پر فدا۔ پوچھو نہ حال کر بلا	عونؑ و محمدؑ لاڑ لے حضرت کے کس ہانچے
۶	کھا کر سناں پیسا ہوا۔ پوچھو نہ حال کر بلا	زینبؑ کی وہ روح رواں ہمیشہ کل پیغمبروں کی
۷	جھوٹے میں یوں تپا کیا۔ پوچھو نہ حال کر بلا	کیسے مسلمان تھے لعین اصغرؑ یا سنا زین
۸	اک شب کا بیا با چل بسا۔ پوچھو نہ حال کر بلا	قاسمؑ کا سہرا سر بسخوں میں ہوا سب تر برتر
۹	کہتے تھے یوں زین العباؑ۔ پوچھو نہ حال کر بلا	ارشاد سب ہنر لویا کرتی تھیں آہ و زاریا

۴۱

والہی الحرم	نوحہ (۲۴)	بمدینہ منورہ
-------------	-----------	--------------

۱	اٹھو رسول خداؐ لے کے علم آیا ہوں	کہتے تھے زین العباؑ لے کے علم آیا ہوں
۲	آپ کے فرزند کالے کے علم آیا ہوں	رنج سے دل ہے دو نیم ہو گیا خادمِ قیم
۳	مر گئے شاہ بدالے کے علم آیا ہوں	ہو گیا ہم پرستم لٹ گئے جھگل میں ہم
۴	بس گئی اب کر بلا لے کے علم آیا ہوں	لٹ گیا شہر رسولؐ پھٹ گئی قبر بتوںؑ
۵	ہر پہ مارا گیا لے کے علم آیا ہوں	حاصل مشک و علم بازوئے شاہِ اُمم

نوح جاست

۳۹۱

ما تم پنجم

۶	کوئی نہ پرسان رہا لے کے علم آیا ہوں	۶	قاسم و اکبر نہیں بابا بھی سر پر نہیں
۷	سہہ کے یہ نظم و جفا لے کے علم آیا ہوں	۷	نانا میں تھا ساربان بنے قاطوق گراں
۸	دینے کو پرستہ شہا لے کے علم آیا ہوں	۸	۱۷ شہ بدو حنین مر گئے ہے ہے حسینؑ
۹	ہوتے ہی یا شہ رہا لے کے علم آیا ہوں	۹	آپ کے ہاں تڑا قید ہوئے تھے ہم
۱۰	سہہ کے جفا پر جفا لے کے علم آیا ہوں	۱۰	سہہ نہ ہو کیا چین سے اٹھ کے لگا لو گلے
۱۱	کہتے تھے زین العبا لے کے علم آیا ہوں	۱۱	آن کا کبر لول ہلق تھی قبر رسولؐ

مدینہ منورہ

نوح (۲۵)

والیسی المجرم

۱	بے جرم و خطا قتل ہوا آپ کا پیارا یا احمد مختار	۱	یا آ کے یمن میں بشیر آہ پکارا یا احمد مختار
۲	(خسوں کہ شبیر کا سر تن سے اُتارایا احمد مختار	۲	یہ آپ کی آنت نے کیا ظلم سراسر جہان بلا کر
۳	بھائی مراد آپ کا پیارا گیا مارا یا احمد مختار	۳	حبیبہ و خندا احمد پر لیا قلعہ پہنچا زینب کا بیان تھا
۴	اس کہنے پر فحش طمانچہ سے ملایا احمد مختار	۴	ظالم سے کیفیت نے کہا بھینٹ گوہر ہوں شاہی دختر
۵	نیز کسی بے درد نے شبیر کو مارا یا احمد مختار	۵	نوار لگاتا تھا کوئی اور کوئی تیر تھے بیکس و دیگر
۶	گھوڑے سے گئے شوق ہوا سرگز جو مارا یا احمد مختار	۶	شائون سے ظلم ہاتھ کے فوج شقی نے عباس علیؑ کے
۷	بے وارثوں کا والی دوارث کیا مارا یا احمد مختار	۷	گرد و لہجہ پاک نبی سار حرم تھے کہتے تھے یہ رو کے
۸	ظالم نے لہجہ کو دے سر کا ٹاڈ دیا مارا یا احمد مختار	۸	پہلے جہدا اصغر کا کلاتیر تم سے دل پھٹے ہیں غم سے
۹	شوہر بھی ماریخت جگ بھی گیا مارا یا احمد مختار	۹	بالوئے نے کہ بیوہ ہوئی کوکھا اجڑی تم سے جو بری تھی
۱۰	ظالم نے چڑی کو لب شبیر پہ مارا یا احمد مختار	۱۰	دربار میں سر شاہ کا کہنا تھا لگن میں ہم سے تھے خوش
۱۱	درد و دکھ کیا سامرا بھائی گیا مارا یا احمد مختار	۱۱	کاظم یہ بیان کرتی تھی جب زینبؑ ناشاد بے تھرا

مدینہ منورہ

نوح (۲۶)

والیسی المجرم

۱	سر پرستہ زینب بھڑی درد و دکھ کیا مارا یا احمد مختار	۱	بولیں زینب یہ شربت شاکر دیکھیں ان میں آئی ہولناکی
---	---	---	---

jabir.abbas@yahoo.com

۱	ہاتھ کیلے دھو کر پیدوں میں مضطر حلق شہ پر چھڑا کر	۲	لٹ گیا جسم انور دیکھو نانا میں آئی ہوا لٹ کر
۳	آگے تھمے دھایا لیں لٹا کر ہا سارا لیں نے	۴	چھٹی ٹائیڈ کا عالم نے چادر دیکھو نانا میں آئی ہوا لٹ کر
۵	پھر گاہا ایسا نانا پ کا مرتبہ کچھ نہ جاتا	۶	سب کو باندھا سی میں سراسر دیکھو نانا میں آئی ہوا لٹ کر
	ایسے زندہ لٹا قیدی کیا تھا جس کے مطلق سارہ تھا	۷	مرگئی بنت شہ اس میں جا کر دیکھو نانا میں آئی ہوا لٹ کر

۴	مصطفیٰ قضا قیامت کا عالم قبر احمد لڑتی تھی اس دم	
	جب کہ کہتی تھی زینب یہ رو کر دیکھو نانا میں آئی ہوا لٹ کر	
والیسی الجرم	نور (۲۷)	مدینہ منورہ

۱	بولیں زینب قیامت میں رو کر دینے آئی ہوا پڑ سائیں مضطر	۱	قتل صلی پڑوں میں جا دینے آئی ہوا پڑ سائیں مضطر
۲	ہائے بلند و بون جھگڑا لڑتے کبھی دلوں دلبر	۲	مرگے سب اپنے کٹا کر دینے آئی ہوا پڑ سائیں مضطر
۳	ہائے قائم جو ابن حسن تھا عقد کا صبح میدان میں جا	۳	قتل وہ بھی ہوا ابن شہر میں نے آئی ہوا پڑ سائیں مضطر
۴	پانی لباس لینے گئے تھے نہرے واسطے شہ کے	۴	ہو گئے قتل شہ نے کٹا کر دینے آئی ہوا پڑ سائیں مضطر
۵	آپ کا پوتا، مشکل پیر نور جو ابن ہا زینب یا اکبر	۵	مرگیا پھل وہ برچھا کھا کر دینے آئی ہوا پڑ سائیں مضطر
۶	تھا جو ہم صورت و شکل حیدر چھ جیسے کے سن میں دلبر	۶	مرگیا تیر گرن پہ کھا کر دینے آئی ہوا پڑ سائیں مضطر
۷	بچے زندہ میں جب قید ہو کر غم بنایا ہوا ہاں پر	۷	دختر شہ مونی دکھ اٹھا کر دینے آئی ہوا پڑ سائیں مضطر

مصطفیٰ	ملتی تھی قبر زہرا جب کہ کہتی تھی درود وہ دہکنا
	ہو گئے قتل دن میں بہتر دینے آئی ہوا پڑ سائیں مضطر

آئی	تخت	ریاضی
میراں جہان زینب	انستون پواتن سے جا شاہ کا	انستون پواتن سے جا شاہ کا
میراں جہان زینب	انستون پواتن سے جا شاہ کا	انستون پواتن سے جا شاہ کا
میراں جہان زینب	انستون پواتن سے جا شاہ کا	انستون پواتن سے جا شاہ کا

jabir.abbas@yahoo.com